ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول و دوم　　　　جلد سوم

متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل حیثیات شرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	؏
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معززان گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	سے
۳ عام قیمت	متوسط اہل وسعت	عمر
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھیں اور سالانہ پیشگی داخل کرین	۱۲ ر
۵ لاثانی قیمت	جو بیوسعت جو ... [illegible] قیمت نہیں ادا کر سکتے	دعا

۱ یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے - اصل رسالہ اشاعۃ السنۃ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے جدا چندہ ہے

۲ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت ہوگا نا رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتون کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلیئے رسالہ کی بدون ضمیمہ کار براری ممکن ہے +

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے سی پرچہ وصول ہاوین اور جنکو خریداری منظور نہ ہو وہ ضمیمہ واپس کرین +

۴ خط و کتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے +

راقم ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ مسجد منڈھ

مطبع مفید عام لاہور مین چھاپا

اور قضا وغیرہ عہدہ ہائے ریاست سے اجتناب و گوشہ نشینی اختیار کرنا پایا جاتا ہی کیونکہ اتباع سنت انسے جدا نہ ہوتا تھا اور نہ غیر اقوام کا طریق انمین معمول ہوا تھا - وہ سلف صالحین کی چال پر ہتی اور ایک دوسرے کے تمیز کے لئے سادہ القاب جنکو عام لوگ ہلکا سمجھتے استعمال مین لاتے یعنے پیشون یا قبیلون یا بستیون یا محلون کی طرف منسوب ہونا جیسے خصاف (موچی) حصاص (چونہ فروش یا چونہ ساز) قدوری (ہنڈیا بیچنے والا یا قدورہ کے رہنے والا) بلجی (برف بیچنے والا یا ملیح بن عمرو کا بیٹا) طحاوی (طحیہ کا رہنے والا) صیمری (موضع صیمر کا رہنے والا) و علے ہذا القیاس متاخرین کا وقت آیا تو انہون نے ان ائمہ کے نام لینے مین ان ہی کے طریق پر اکتفا کیا اور انسے روایت نقل کرنے کے وقت ان القاب سے کچھ نہ بڑھایا ولیکن اہل خراسان خصوصاً ماوراء النہر کے ساکنین کو پہلے امر بیچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسکین ناظرین

اس ضمیمہ کے اجراء کو دو سال ہو لیئے اب تیسرا سال شروع ہے جسکا یہہ پہلا پرچہ ہے - اکثر ناظرین و خریداران جو علم دین سے چنداں آشنا نہین اس ضمیمہ کا نام اور اسکے مسائل کو باہم مقابل کرکے تعجب سے کہتے ہونگے کہ دو سال مین اسمین ایسا مسئلہ کوئی نہین آیا جسمین مذہب محدثین کا بیان ہو - مگر جو اہل علم ہین وہ خوب جانتے ہین کہ جو کچھہ اسمین دو سال مین بیان ہوا ہے وہ مذہب محدثین کا اصل اصول ہے - کیونکہ مذہب محدثین عمل بالحدیث کا نام ہے اور یہہ ضمیمہ دو سال سے اسی کا امکان و ضرورت کو ثابت کررہا ہے - اس ملک مین ابتدا زمانہ دخول اسلام سے آجتک جسقدر اہل اسلام ہوئے ہین وہ کسی نہ کسی مذہب (اکثر حنفی کے کم کم شافعی) کے پابند و مقلد تھے اس ملک مین جس کسی نے عمل بالحدیث اختیار کیا ہے وہ ان ہی مین سے تھا - لہذا انکو عمل بالحدیث پر یہہ سوالات و اشکالات (جو اس عمل بالحدیث سے انکو بحیثیت مانع و مزاحم ہین) وارد ہوتے ہین (۱) عمل بالحدیث اجتہاد ہے اور اجتہاد ائمہ مجتہدین پر ایسا ختم ہوا ہے [illegible] اس زمانہ مین جسنے دعوی اجتہاد کیا وہ گویا مدعی رسالت بنا - (۲) عمل بالحدیث سے انتقال مذہب لازم آتا ہے جسپر علمانے تعزیر کا حکم لگا رکھا ہے (۳) عمل بالحدیث مشکل ہے - آج کون ایسا ہے جو حدیث کے معنے سمجھہ سکے یا ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف وغیرہ کو پہچانے وعلی ہذا القیاس - یہہ ضمیمہ دو سال سے جوابات ان سوالات و اشکالات کے دیرہا ہے جنمین سے اکثر حصہ کو تو وہ طی کر چکا ہے - اگر اس طرز سے اسکے جوابات پوری ہوگئی تو عمل بالحدیث کے لیئے اس ملک مین ایک شاہراہ نکل آویگا جسپر عاملین بالحدیث کا قافلہ بے روک ٹوک چل سکیگا - یہہ ضمیمہ ابتک اس سفر مینا پلٹن کا کام کررہا ہے جو سنگلاخ رستہ کی چڑہائی کے لیئے سڑک صاف کیا کرتی ہے - جب سڑک تیار ہوگئی تو پھر اصل منزل مقصود کو پہنچنا کیا مشکل ہے - ناظرین اطمینان فرماوین اور اسکی طوالت مضامین و درازی زمانہ سے اضطراب کو کام نہ فرماوین اور اگر اصل منزل مقصود کو جلد پہنچنا چاہتے ہین تو ہمتون کو بڑہاوین فلوس زیادہ کرکے اس ضمیمہ کا حجم چار ورق سے زیادہ کرادین - یہ نہو سکے تو اس امر کی اجازت دین کہ کسی قدر حجم اصل رسالہ اشاعۃ السنہ سے اس ضمیمہ مین ملادین - جس امر پر ہم اتفاق اکثر ناظرین و خریداران پاوینگے اسکو عمل مین لاوینگے - وباللہ التوفیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسکین ناظرین

...ال ہوئیے اب تیسرا سال شروع ہے جسکا یہہ پہلا پرچہ ہے - اکثر ناظرین و
...ان آشنا نہیں اس ضمیمہ کا نام اور اسکے مسائل کو باہم مقابل کرکے تعجب ہے
...ین ایسا مسئلہ کوئی نہیں آیا جسمیں مذہب محدثین کا بیان ہو - مگر جو اہل علم ہیں
...ہ اسمیں دو سال مین بیان ہوا ہے وہ مذہب محدثین کا اصل اصول ہے - کیونکہ مذہب
...ہم اور یہہ ضمیمہ دو سال سے اسی کا امکان و ضرورت کو ثابت کر رہا ہے -
...دخول اسلام سے آجتک جسقدر اہل اسلام ہوئے ہین وہ کسی نہ کسی
...ی) کے پابند و مقلد تھے اس ملک مین جس کسی نے عمل بالحدیث اختیار کیا ہے
...بتلا انکو عمل بالحدیث پر یہہ سوالات و اشکالات ہیں جو اس عمل بالحدیث سے انکو بتحیث مانع
...ی (۱) عمل بالحدیث اجتہاد ہے اور اجتہاد ائمہ مجتہدین پر ایسا ختم ہوا ہے
...اللہ علیہ وسلم پر رسالت آس زمانہ مین جسنے دعوی اجتہاد کیا وہ گویا مدعی رسالت
...سے انتقال مذہب لازم آتا ہے جسپر علما نے تعزیر کا حکم لگا رکھا ہے (۳)
...آج کون ایسا ہے جو حدیث کے معنے سمجھہ سکے یا ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف
...لقیا - یہہ ضمیمہ دو سال سے جوابات ان سوالات و اشکالات کے دیتی ہے جنمین سے
...ے اگر اس طرز سے اسکے جوابات پوری ہوگئی تو عمل بالحدیث کے لیئے اس ملک مین ایک
...ین بالحدیث کا قافلہ بے روک ٹوک چل سکیگا - یہہ ضمیمہ ابتک اس سفر مینا پلٹن کا کام
...ہائی کے لیئے سڑک صاف کیا کرتی ہے - جب سڑک تیار ہوگئی تو پھر اصل منزل مقصود
...ین اھطبا فرماوین اور اسکی طوالت مضامین درازی زمانہ سے اضطراب کو کام نہ لاوین
...ر کو جلد پہنچنا چاہتے ہین تو ہمتون کو بڑھاوین فلوس زیادہ کرکے اس ضمیمہ کا حجم چار
...یہ نہ ہوسکے تو اس امر کی اجازت دین کہ کسی قدر حجم اصل رسالہ اشاعۃ السنہ سے اس ضمیمہ مین
...اق اکثر ناظرین خریداران و نیگی اسکو عمل مین لاوینگے - وباللہ التوفیق

ولا یامر به وکذلک ابن وهب واشهب وابن الماجشون والمغیرة بن ابی حازم و
مطرف بن کنانہ لم یقلدوا شیخهم مالکا فی کل ما قال بل خالفوه فی مواضع و
اختاروا غیر قوله وکذلک الامر فی زفر وابی یوسف ومحمد بن الحسن والحسن بن
زیاد وبکار بن قتیبة والطحاوي وکذلک القول فی المزنی وابی عبید الله بن
جریویه وابن خزیمة وابن شریح فان کلا منهم خالف امامه في اشیاء واختار فیها
غیره ومن اخر من ادرکنا علی ذلک شیخنا ابو عمر الطمیلی فما کان یقلد احدا
والان محمد بن عوف لایقلد احدا وقال بقول الشافعی فی بعض المسائل وذهب
الی قول الشافعی فی بعض المسائل کثیر من سلف وخلف لو ذکرتهم لطال
الخطب بذکرهم ثم انشد لنفسه قصیدة فی الاجتهاد وقال فی اخرها ؎

واهرب عن التقلید فهو ضلالة ✤ ان المقلد فی سبیل هالک

ایسا ہی (مالکیہ علما) ابن وہب و اشہب و ابن الماجشون و مغیرہ بن ابی حازم و مطرف
اپنے استاذ مالک سے ہر بات میں مقلد نہ تھے بلکہ بہت جگہہ اسکے مخالف ہوئے ہین اور
قول غیر کو اختیار کیئے ہین - یہی حال امام زفر و امام ابو یوسف و امام محمد و حسن
بن زیاد و بکار و طحاوی کا ہے - اور یہی حال مزنی و ابو عبید اللہ و ابن خزیمہ و ابن
شریح کا ہے - انمین سے ہر ایک نے اپنے امام سے کچھہ نہ کچھہ خلاف کیا اور اقوال غیر کو
پسند کیا ہے - اخیر مین جسکو ہمنے اس امر پر پایا ہے - ہمارے استاد ابو عمر تھے جو کسی
کی تقلید نکرتے اور اب اس زمانہ مین محمد بن عوف ہین جو کسی کے مقلد نہین ہین امام
شافعی کے بعض اقوال کو مانتے ہین - جیسے بعض اقوال امام شافعی کو بہت لوگون نے
پہلے اور پچھلے علما سے مان لیا ہے - اگر ہم ان سب کا ذکر کرین تو بات بڑھ جاوے
پھر ابن حزم نے اپنا قصیدہ جو اجتہاد مین تالیف کیا ہے اس رسالہ مین بیان کیا ہے
جسکے اخیر شعر کا یہہ مطلب ہے - تقلید سے بھاگ کیونکہ وہ گمراہی ہے -
اور مقلد ہلاکت کی راہ مین ہے -

مترجم کہتا ہے - حافظ امام ابن حزم نے ہر قسم کی تقلید کو گمراہی اور مراہک

مقلد کو ہلاکت کی راہ مین نہین کہا - بلکہ خاص اسی تقلید کو (جو نصوص صحیحہ صریحہ غیر منسوخہ کے مقابلہ مین ہو) گمراہی - اور اس مقلد کو (جو اپنے امام کے قول کو صریح مخالف حدیث صحیح غیر منسوخ یقیناً جا کر بھی ہٹ دہرمی و ضد سے قول امام کو نہ چھوڑے اور حدیث پر عمل نکرے) ہلاکت مین پڑنے والا کہا ہے - چنانچہ حافظ **ابن حزم** کا اس کلام مین جا بجا ہر بات مین مقلد ہو رہنے کو بُرا کہنا اس مراد کو متعین کرتا ہے - اور حضرت **شاہ ولی اللہ صاحب** نے (جو اس قول ابن حزم کے ناقل ہین) بھی کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے صفحہ ۱۵۴ اور رسالہ **عقد الجید** مین کلام ابن حزم کی یہی مراد بیان کی ہے اور ایسے ضدی اور ہٹ دہرمی کرنیوالے مقلد کو تو کوئی بھی منصف (خود محقق یا مجتہد ہو خواہ کسی مذہب خاص کا مقلد) اچھا نہین سمجھتا - دیکھو ہمارے زمانہ کے محقق مذہب حنفی (مولوی **عبد الحی صاحب** لکھنوی جنکا حنفی المذہب ہونا مسلم روزگار ہے) بھی ایسے مقلد کو بُرا سمجھتے ہین - چنانچہ عبارت منقولہ ذیل [illegible] سے کہ وہ ایسے متعصب [illegible] ہین اور فوائد بہیہ [illegible] الحنفیہ کے صفحہ ۱۱۶ مین امام عصام بن یوسف شاگرد امام ابو یوسف کے نماز مین رفع یدین کرنے کی روایت نقل کرکے فرماتے ہین - کہ اس روایت سے

ویعلم ایضاً ان الحنفی لو ترک فی مسئلۃ مذہب امامہ لقوۃ دلیل خلافہ لا یخرج بہ عن ربقۃ التقلید بل ہو عین التقلید فی صورۃ ترک التقلید الا تری الی ان عصام بن یوسف ترک مذہب ابی حنیفۃ فی عدم الرفع ومع ذلک ہو معدود فی الحنفیۃ ویؤیدہ ما حکاہ صاحب الفتاوی المعتمدۃ	معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ مین اپنے امام کا مذہب بلحاظ قوت دلیل مذہب مخالف چھوڑ دے تو وہ اسکی تقلید سے خارج نہین ہوتا - بلکہ اس ترک مذہب مین (جسمین دلیل قوی پر عمل کیا جاوے) عین تقلید مذہب پائی جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی پر عمل کرنا مین ارشاد امام ہے) دیکھو امام عصام بن یوسف نے مسئلہ رفع یدین مین امام ابو حنیفہ کا مذہب چھوڑ دیا اور باوجود اسکے وہ حنفیون مین شمار

من اصحابنا من تقلید ابی یوسف
یوم الشافعی فی طهارة القلتین و
الی الله المشتکی من جهلة دمانناحیث
یطعنون علی من ترک تقلید امامه
فی مسئلة واحدة لقوة دلیلها
ویخرجونه عن مقلدیه ولا عجب
منهم فانهم من العوام انما العجب ممن
یتشبه بالعلماء ویمشی مشیهم
کالانعام (فوائد بہیہ)

ہوتے ہین - اسی کا موید ہے - ہمارے معتبر فتاوون
والون نے نقل کیا ہے کہ امام ابویوسف نے ایک دن
مسئلہ طہارت قلتین مین امام شافعی کے قول پر عمل
کر لیا تھا - پس ہمارا گلہ (یا فریاد) اپنے زمانہ کے
جاہلون کیطرف سے خدا کی جناب مین ہے - کیونکہ وہ
اس شخص کو جو بلحاظ قوت دلیل کسی مسئلہ مین اپنے امام
کی تقلید ترک کرے طعنے کرتے ہین اور اسکو اسکے مقلدون سے
نکال دیتے ہین - انکے اس فعل پر کیا تعجب ہے وہ تو
عامی ہی ہین تعجب تو اُن لوگون سے آتا ہے جو علما
بن بیٹھے ہین اور جانورون کی طرح اون جاہلون کی چال چلتے ہین -

ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑہکر خیال فرماوین کہ یہہ کیسے سخت الفاظ ہین اور کیسے [illegible] حق مین ہین -؟

ایسے ضدی اور متعصب مقلد کے حق مین اگر ابن حزم یا کسی اور اہلحدیث نے کچھہ کہدیا تو کیا
بُرا کہا -

یہان سے ناظرین اخبار **مشیر قیصر** لکہنو مطبوعہ ۲۷ فروری ۱۸۸۳ء و اخبار **مظہر العجایب** مدراس مطبوعہ ۱۵ - مارچ ۱۸۸۳ء و **ارمغان دہلی** وغیرہ وغیرہ جنمین ایک مضمون بعنوان **مقلدین پر چوٹ** چھپا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ نواب والاجاہ امیر ریاست بہوپال نوی **سید محمد صدیق حسن خان صاحب** بہادر نے ایک غزل مین مقلدین کی توہین مین شعر ذیل لکھا ہے ؎ مقلد نا خرابِ بادہ آرا پرستی شد ما بگوی آشنایانِ سخن بیگانہ می آید - نواب صاحب ممدوح کی جانب سے اپنی سو ظنی کو ہٹاوین اور یقین فرماوین کہ جناب ممدوح نے عام مقلدین کی نسبت یہہ شعر نہین کہا صرف ان ہی متعصبون اور

ہٹ دہرمی کی نسبت کہا ہے جنکے حقمین مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے (جو حنفی مذہب کے اعیان وارکان سے ہین) وہ الفاظ فرمائے ہین جو الفاظ اس شعر کی نسبت کہین سخت ہین" جناب ممدوح غیر متعصب مقلدون کو بُرا نہین سمجھتے بلکہ تعظیم وتکریم سے انکے اقوال سے استناد واستشہاد کرتے ہین - جناب ممدوح کی تصانیف مین ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے جسکو شک ہو وہ ہمسے طلب نقل وشہادت کرے جناب شاہ صاحب امام سیوطی سے نقل فرماتے ہین

وقال الشیخ عزالدین بن عبد السلام فی القواعد الکبریٰ - ومن العجب العجیب ان الفقہاء المقلدین یقف احدہم علی ضعف ماخذ امامہ بحیث لا یجد لضعفہ مدفعا وہو مع ذلک یقلدہ فیہ ویترک من شہد الکتاب والسنۃ والاقیسۃ الصحیحۃ لمذہبہم جمودا علی تقلید امامہ بل یتحیل لدفع ظاہر الکتاب والسنۃ ویتاولہما بالتاویلات البعیدۃ الباطلۃ نضالا عن مقلدہ قال وقد رأیناہم یجتمعون فی المجالس فاذا ذکر لاحدہم خلاف وطن نفسہ علیہ تعجب منہ غایۃ التعجب من غیر استرواح الی دلیل الا انہ من تقلید امامہ ولو تذکرہ لکان تعجبہ من مذہب امامہ اولیٰ من تعجبہ من مذہب غیرہ فالبحث مع ہؤلاء ضایع مفض الی التقاطع

اور شیخ عزالدین بن عبد السلام نے کتاب القواعد الکبریٰ مین فرمایا ہے کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ فقہا مقلدین اپنے امام کی دلیل کا کمزور ہونا جان لیتے ہین اور اسکا کوئی دفعیہ نہین پاتے پہر بہی اسی کی تقلید پر جمے رہتے ہین اور جسکے قول پر کتاب وسنت وصحیح قیاسون کی شہادت پائی جاتی ہے اسکے مذہب کو اختیار نہین کرتے بلکہ ظاہر کتاب وسنت کو (جو اسکے قول پر شاہد ہے) دفع کرنیکے حیلے نکال لیتے ہین اور اپنے امام کیطرف سے جوابدہی کے لیئے آیات واحادیث مین باطل تاویلین کرتے ہین - ہمنے انکو مجلسون مین حاضر ہوتے دیکہا ہے جب انکے پاس انکے مذہب (جسپر وہ جمے ہوئے ہین) کی مخالف کوئی بات نقل کیجاتی ہے تو وہ اسپر (بغیر اسکے کہ وہ اپنے مذہب مالوف پر کوئی دلیل لاوین) نہایت تعجب کرتے ہین - اور اگر وہ اپنے مذہب کی کمزور دلیل کو سوچتے تو اپنے مذہب پر مذہب غیر کی نسبت زیادہ تعجب کے سزاوار تہے - ان لوگون سے گفتگو وبحث فضول ہے اور بلا فائدہ باہم مہاجرت وبدگوئی پیدا کرتی ہے

ین مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے (جو حنفی مذہب کے
اظ فرمائے ہین جو الفاظ اس شعر کی نسبت کہین سخت ہین"
ن کو برا نہین سمجھتے بلکہ تعظیم و تکریم سے انکے اقوال سے استناد
ح کی تصانیف مین ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے
شہادت کری جناب شاہ صاحب امام سیوطی سے نقل فرماتے ہین

لسلام فی القواعد الکبریٰ - ومن العجب العجیب ان الفقہاء
قف ما خذ امامه بحیث لا یجد لضعفه مدفعًا و
ترك من شهد الکتاب والسنة والاقیسة الصحیحة
امه بل یتحیل لدفع ظاهر الکتاب والسنة ویتاولهما
نضالًا عن مقلده قال وقد رایناهم یجتمعون فی
لاف وطن نفسه علیه تعجب منه غایة التعجب من غیر
من تقلید امامه ولو تذکره لکان تعجبه من مذهب امامه
غیره فالبحث مع هؤلاء ضایع مفض الی التقاطع

ین عبد السلام نے کتاب القواعد الکبریٰ مین فرمایا ہے
مقلدین اپنے امام کی دلیل کا کمزور ہونا جان لیتے ہین اور اسکا کوئی
کی تقلید پر جمے رہتے ہین اور جسکے قول پر کتاب و سنت و صحیح
تی ہے اسکے مذہب کو اختیار نہین کرتے بلکہ ظاہر کتاب و سنت کو
یے نکلتے ہین اور اپنے امام کیطرف سے جوابدہی کے لیے آیات و
تے ہین - ہمنے انکو مجلسون مین حاضر ہوتے دیکھا ہے جب انکے
جے ہوے ہین) کی مخالف کوئی بات نقل کیجاتی ہے تو وہ اسپر بغیر
پر کوئی دلیل لاوین) نہایت تعجب کرتے ہین - اور اگر وہ اپنے مذہب
پنے مذہب پر مذہب غیر کی نسبت زیادہ تعجب کے سزاوار تھے -
ث فضول ہے اور بلا فائدہ باہم مہاجرت و بدگوئی پیدا کرتی ہے

والتدابر من غیر فائدة یحسب بها قال وما رایت احدًا رجع عن مذهب امامه
اذا ظهر الحق فی غیره بل یصیر الیه مع علمه بضعفه وبعده فالاولی ترك البحث
مع هؤلاء الذین اذا عجز احدهم عن تمشیة مذهب امامه قال لعل امامی وقف
علی دلیل لم اقف علیه ولم اهتد الیه ولم یعلم المسکین ان هذا مقابل بمثله و
یفضل ما ذکره من الدلیل الواضح والبرهان اللائح فسبحان الله ما اکثر من اعمی
التقلید بصره حتی حمله ما ذکرته قال وسافرد انشاء الله تعالی کتابًا ابین فیه
اقرب العلماء الی مراعات مقاصد الشرع فی کل ما ورد قال مع انی لا اعتقد احدًا منهم
افرد بالصواب فی کل ما خولف فیه بل اسعدهم واقربهم الی الحق من کان صوابه
فیما خولف فیه اکثر من خطائه قال ولم یزل الناس یسألون من اتفق من العلماء من
غیر تقلید بمذهب ولا انکار علی احد من السائلین الی ان ظهرت هذه المذاهب و

آپ (شیخ عزالدین بن عبدالسلام) فرماتے ہین کہ کوئی ایسا بھی ایسا نہین دیکھا کہ جب اسکو اپنے
مذہب کے مخالف حق واضح ہو تو اسنے اپنے امام کا مذہب (کسی مسئلہ مین) چھوڑ دیا ہو - بلکہ اسکے
ضعف کے معلوم ہونے پر اور اسکے بعد بھی وہ اسی مذہب پر رہا - ان لوگون سے بحث نکرنا
بہتر ہے جب وہ اپنے امام کے مذہب کو دلیل سے نہین چلا سکتے تو یہہ کہدیتے ہین کہ شاید اس
مسئلہ کی دلیل ہمارے امام کو معلوم ہوگی جو ہمکو معلوم نہین ہوئی - اور وہ بیچارے نہین
سمجھتے کہ یہہ بات تو بعینہ انکا خصم و مقابل بھی کہہ سکتا ہے - اور جو دلیل واضح وہ دم نقد
پیش کرچکا ہے اسمین وہ بڑھکر رہا - سبحان اللہ تقلید نے ایسے متعصب بے خبر کو کیسا اندھا
کر دیا ہے کہ انکو ایسی باتین کہنے پر مجبور کر رکھا ہے - آپ (شیخ عزالدین بن عبدالسلام) فرماتے
ہین - تین سہاب مین انشاء اللہ تعالیٰ ایک مستقل کتاب لکھونگا جسمین ان علما کا حال بیان کرونگا
جو ہر بات مین مقاصد شرع کی رعایت مین زیادہ قریب ہین - باوجودیکہ مین کسی عالم کی نسبت یہ عقیدہ
نہین رکھتا کہ وہ ہر بات مین جسمین لوگون نے اسکا خلاف کیا ہے صواب و حق پر ہے - میرے نزدیک حق
کی طرف وہ شخص قریب ہے جسکا مسائل خلافیہ مین خطا سے صواب زیادہ ہو - آپ (شیخ مذکور) فرماتے ہین
کہ ہمیشہ لوگ بلا تقلید احد جس سے بن پڑا مسائل پوچھتے چلے آئے ہین بغیر اسکے کہ کسی نے انکے اس پر فعل پر انکار

متعصبوها من المقلدين فان احدهم يتبع امامه مع بعد مذهبه عن الادلة مقلدا
له فيما قال كانه نبي ارسل اليه وهذا نائ عن الحق وبعد عن الصواب لا يرضى به
احد من اولى الالباب هذا كلام الشيخ عز الدين وقال الامام ابو شامة في
خطبة الكتاب المؤمل في الرد الى الامر الاول ينبغي لمن اشتغل بالفقه ان لا
يقتصر على مذهب امام معين بل يرفع نفسه عن هذا المقام وينظر في مذهب كل
امام ويعتقد في كل مسئلة صحة ما كان اقرب الى دلالة الكتاب والسنة المحكمة
وذلك يسهل عليه اذا كان اتقن معظم العلوم المتقدمة وليجتنب التعصب والنظر
في طرائق الخلاف المتاخرة فانها مضيعة للزمان ولصفوه مكدرة قال وقد صح عن
النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من الناس لكن
يقبضه بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فافتوا بغير علم

کیا ہو یہانتک کہ مذہب اور انکے متعصب مقلدین ہونگے - انہین بعض شخص اپنے امام کے
مذہب کے بارہ [illegible] اسکی پیروی کرتا ہے کہ گویا وہ
امام نبی ہے جو اسکی طرف بھیجا گیا ہے اور یہ امر حق و صواب سے نہایت دور ہے ارباب دانش
اسکو کبھی پسند نہین کرتے - یہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا آخر کلام ہے -
اور امام **ابو شامہ نے کتاب المومل فی الرد الی الامر الاول** کے خطبہ مین فرمایا ہے
جو شخص فقہ کا شغل رکھے اسکو لائق ہے کہ ایک ہی امام کے مذہب مین بند نہو رہے -
بلکہ اپنے آپ کو اس مقام سے اونچا کرے اور ہر ایک امام کے مذہب مین نظر رکھے اور ہر مسئلہ مین
اس قول کو (یعنے خواہ کسی امام کا ہو) صحیح سمجھے جو کتاب و سنت صحیح المراد کے قریب ہو یہ امر اسکے
لیئے آسان ہے اگر وہ اکثر اون علم کو جنکا پہلے ذکر آچکا ہے اچھی طرح جان لے اور اسکو چاہیئے
کہ تعصب اور اون اختلاف کے طریقوں سے جو پچھلے زمانوں مین پیدا ہوئے ہین بچتا رہے
یہ تعصب اور اختلاف وقت کو خراب کرتا ہے اور اسکی صفائی کو مکدر کر دیتا ہے - آپ
(امام ابوشامہ) نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپنے فرمایا
کہ جو خدا تعالی علم کو قبض کریگا (یعنے جیسا کہ قیامت کے آثار مین آچکا ہے) تو اسکی یہ صورت
نہین ہے کہ لوگونکے سینوں سے علم نکال لیگا ولیکن اسکی صورت یہ ہے کہ علما کے روح قبض کریگا یہانتک کہ جب
کسی عالم کو نچھوڑیگا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لینگے پس وہ بغیر علم کے فتوی دینگے -

٭ یہ وہی کتاب ہے جسکو معیار الحق مین دو دفعہ غلطی سے کتاب المومل لکھدیا ہے -

فضلوا واضلوا قال فما اعظم خطبا من بذل نفسه وجهدها فی تحصیل العلم حفظا
علی الناس فان هذه الازمنة قد غلب اهلها الکسل والملل وحب الدنیا قال و
لم یزل علم الفقه کرہا یتوارثه العلماء معتمدین علی الاصلین الکتاب والسنة
مستظهرین باقوال السلف علی فهم ما فیهما من غیر تقلید فقد نهی امامنا الشافعی
رضی الله عنه عن تقلیده وتقلید غیره وکانت تلک الازمنة مملوة بالمجتهدین
وکل صنف علی ما رای وتعقب بعضهم بعضا مستمدین علی الاصلین الکتاب والسنة
وترجیح الراجح من اقوال السلف المختلفة ولم یزل الامر علی ما وصفت الی ان استقرت
المذاهب المدونة ثم اشتهرت المذاهب الاربعة وهجر غیرها فقصرت همم اتباعهم الا
قلیلا منهم فقلدوا ولم ینظروا فیما نظر فیه المتقدمون من الاستنباط من
الاصلین الکتاب والسنة نقل المجتهدون وغلب المقلدون حتی صار من ریہم

سمجھ خود گمراہ ہونگے اور دوسرونکو گمراہ کرینگے - کہا ہے حالی [illegible] جسنے آپنے آپ کو
تحصیل علم اور لوگون [illegible] لوگون پر سستی اور حب
دنیا غالب ہوگئی ہے (یعنے یہہ کام کرنیوالے اب کم ہین) اور آپ (امام ابوشامہ) نے فرمایا
ہے کہ علم فقہ (کتاب و سنت سے باریک مسائل نکالنا) ہمیشہ سے معزز رہا - علما اسکو ایکدوسرے
سے لیتے چلے آئے ہین دونو اصول (کتاب و سنت) پر بہروسہ کرکے اور اقوال سلف سے
کتاب و سنت کے معانی سمجھنے مین مدد لیتے - کیونکہ ہمارے امام شافعی تقلید سے (انکی ہو خواہ
انکے سوائے کسی اور کی) منع کرچکے تھے اور وہ زمانے مجتہدون سے مالامال تھے - ہر ایک نے جو
کچھہ اپنے رای سے مناسب سمجھا تصنیف کیا اور ایکنے دوسرے کا تعاقب کیا - سبھی کو
اس باب مین دونو اصول (کتاب و سنت) سے مدد لیتے اور مختلف اقوال سلف سے جو غالب
ہوتا اسکو ترجیح دیکر کام مین لاتے - انکا حال ایسا ہی رہا یہانتک کہ یہہ مذاہب جو تصنیف و
تالیف مین آچکے ہین قائم ہوئے پہر ازانجملہ چار مذہب مشہور ہوئے اور دوسرے مذاہب
چہوٹ گئے - پس انکے پیروان کی بجز شاذونادر لوگون کے ہمت پست ہوگئی انہون نے تقلید
اختیار کی اور جس استنباط کتاب و سنت کیطرف پہلون کی نظر تھی انہون نے اسمین نظر نہ کی
پس مجتہد کم ہوگئے اور مقلد بڑہ گئے یہانتک کہ اگر انمین سے سے کسی نے اجتہاد کا ارادہ بہی

[illegible] فالواحد یتبع اماما مع بعد مذهبه عن الادلة مقلدا
[illegible] الیه وهذا نائی عن الحق وبعد عن الصواب لا یرضی به
[illegible] هذا کلام الشیخ عز الدین وقال الامام ابوشامة فی
[illegible] فی الرد الی الامر الاول ینبغی لمن اشتغل بالفقه ان لا
[illegible] معین بل یرفع نفسه عن هذا المقام وینظر فی مذهب کل
[illegible] مسئلة صحة ما کان اقرب الی دلالة الکتاب والسنة المحکمة
[illegible] کان اتقن معظم العلوم المتقدمة ولیجتنب التعصب والنظر
[illegible] ق فانها مضیعة للزمان ولصفوة مکدرة قال وقد صح عن
[illegible] قال ان الله لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من الناس لکن
[illegible] حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فافتوا بغیر علم

[illegible] ب اور انکے متعصب مقلد پیدا ہوگئے - انمین بعض شخص [illegible]
[illegible] کے دلائل سے بعید ہونیکے ہر بات مین [illegible] پیروی کرتا ہے [illegible]
[illegible] ف بہیجا گیا ہے اور یہہ امر حق و صواب سے نہایت دور ہے ارباب دانش
[illegible] تے - یہہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا آخر کلام ہے -
[illegible] نے کتاب المومل فی الرد الی الامر الاول کے خطبہ مین فرمایا ہے
[illegible] یہے اسکو لائق ہے کہ ایک ہی امام کے مذہب مین بند نہو رہے -
[illegible] م سے اونچا کرے اور ہر ایک امام کے مذہب مین نظر رکہے اور ہر مسئلہ مین
[illegible] ہ کسی امام کا ہو صحیح سمجہے جو کتاب و سنت صحیح المراد کے قریب ہو یہہ امر اسکے
[illegible] ہ اکثر ادن علم کو جنکا پہلے ذکر آچکا ہے اچہی طرح جان لے اور اسکو چاہیے
[illegible] سلاف کے طریقون سے جو پچہلے زمانون مین پیدا ہوئے ہین بچتا رہے
[illegible] ف وقت کو خراب کرتا ہے اور اسکی صفائی کو مکدر کردیتا ہے - آپ
[illegible] فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوچکا ہے کہ آپنے فرمایا
[illegible] و قبض کریگا (یعنے جیسا کہ قیامت کے آثار مین آچکا ہے) تو اسکی یہہ صورت
[illegible] ونسے علم نکال لیگا ولیکن اسکی صورت یہہ ہے کہ علما کے روح قبض کریگا یہانتک کہ جب
[illegible] تو لوگ جاہلون کو سردار بنا لیینگے پس وہ بغیر علم کے فتوی دینگے -

[illegible] الحق مین دو دفعہ غلطی سے کاتب نے اصول لکہدیا ہے -

رتبۃ الاجتہاد یتعجبون لہ ویزدرون ثم قال ولم ازل منذ فتح اللہ علیّ بالاشتغال

بعلم الشریعۃ وفہم ماذکرت من الاتفاق والاختلاف ودلالات الکتاب والسنۃ

مہتماً بجمع کتاب یجمع ذلک اویقاربہ توفیقاً من اللہ بمعاودۃ الامر الاول

وہو ماکان علیہ الائمۃ المتقدمون من استنباط الاحکام من الاصلین

مستظہرین باقوال السلف فیہا طلباً لفہم معانیہا ثم یصار الی الراجح منہما

بطریقہ ثم قال وانما وضع الشافعی رضی اللہ عنہ وغیرہ من الائمۃ الکتب ارشاداً للخلق

الی ماظنہ کل واحد منہم صواباً لا انہم ارادوا تقلیدہم ونصرۃ اقوالہم کیف ما

کانت **فقد صح ان الشافعی رض نہی عن تقلیدہ** وتقلید غیرہ

قال صاحبہ المزنی فی اول المختصر اختصرت ہذا من علم الشافعی ومن معنی قولہ

لاقربہ علی من ارادہ مع اعلامیہ نہیہ عن تقلیدہ وتقلید غیرہ لینظر فیہ لدینہ

[illegible] پھر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ جب سے

خدا تعالی نے مجھ پر علم شریعت کے شغل اور اتفاق و اختلاف مسائل کے سمجھنے اور کتاب و

سنت کے معانی جان لینے کا فضل کیا ہے تب سے مجھے اسباب کا اہتمام رہا کہ مین ایسی کتاب

بناؤن جو اسباب مین جامع یا اسکے قریب قریب ہو اسمین مینے خدا تعالی سے یہہ چاہا ہو کہ وہی

پہلا طریق جسپر مقدمین علماء تھے (یعنی دونو اصول (کتاب و سنت) سے احکام استنباط کرنا

اور انکے معانی سمجھنے کو اقوال سلف سے مدد لینا پہر اون اقوال سے جو غالب ہون انکی طرف

رجوع کرنا) پھر آجاوے - پہر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ امام شافعی وغیرہ اماموں نے جو کتابین

بنائین ہین وہ صرف اسلیے بنائی ہین کہ جس امر کو وہ صواب سمجھتے ہین اسکی طرف لوگون کی

رہنمائی کردین - نہ اسلیے کہ لوگ اون کتابون کو بان لینے مین انکی تقلید کرلین اور انکے اقوال

کی مدد وحمایت کرتے رہین **امام شافعی سے ثابت ہوچکاہی کہ انھون نے**

اپنی اور دوسرے اماموں کی تقلید سے منع کردیا ہے - **مزنی** (شاگرد امام شافعی) نے اپنی

کتاب مختصر کے دیباچہ مین کہا ہے کہ مینے اس کتاب کو امام شافعی کے علم سے اختصار کیا ہے اور انکے

اقوال کے معنے (یعنے اصول) سے نکالا ہے اس غرض سے کہ جو شخص امام شافعی کے علم پر مطلع ہونیکا

ارادہ کرے مین اسکو اس شخص کیطرف نزدیک کردون باوجودیکہ مین اسکو امام شافعی کا تقلید سے

...ه ویزدرون ثم قال ولم ازل سنذ فتح الله علی بالاشتغال
...ت من الاتفاق والاختلاف ودلالات الكتاب والسنة
...م ذلك اوبقاربه توفیقا من الله بمعاودة الامر الاول
... المتقدمون من استنباط الاحكام من الاصلين
...لف فيها طلبا لفهم معانيها ثم يصل الى الراجح منها
...الشافعي رضي الله عنه وغيره من الائمة الكتب ارشاد للخلق
...صوابا لا انهم ارادوا تقليدهم ونصرة اقوالهم كيف ما
...ن الشافعي رض نهى عن تقليده وتقليد غيره
...ول المختصر اختصرت هذا من علم الشافعي ومن معنى قوله
...ع اعلامه نهيه عن تقليده وتقليد غيره لينظر فيه لدينه

...حقارت کی نظر سے دیکھا - پھر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ جب سے
...یعت کے شغل اور اتفاق و اختلاف مسائل کے سمجھنے ...
...لینے کا فضل کیا ہے - تب سے مجھے اسباب کا اہتمام رہا کہ مین اگلی کتاب
...جامع یا اسکے قریب قریب ہو اسمین مینے خداتعالی سے یہہ چاہا ہو کہ دی
...علما تھے (یعنی دونو اصول (کتاب و سنت) سے احکام استنباط کرنا
...اقوال سلف سے مدد لینا پھر اون اقوال سے جو غالب ہو اونکی طرف
...ے - پھر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ امام شافعی وغیرہ اماموں نے جو کتابین
...سلیے بنائی ہین کہ جس امر کو وہ صواب سمجھتے ہین اسکی طرف لوگون کی
...یے کہ لوگ اون کتابون کو اپنے لینے مین انکی تقلید کرلین اور انکے اقوال
...ہین امام شافعی سے ثابت ہوچکا ہی کہ انھون نے
...کی تقلید سے منع کردیا ہے - مزنی (شاگرد امام شافعی) نے اپنی
...مین کہا ہے کہ مینے اس کتاب کو امام شافعی کے علم سے اختصار کیا ہے اور انکے
...اصول) سے نکالا ہے اس غرض سے کہ جو شخص امام شافعی کے علم پر مطلع ہونیکا
...اس شخص کیطرف نزدیک کردون باوجودیکہ مین اسکو امام شافعی حکم ممانعت تقلید سے

ويحتاط لنفسه اى مع اعلامه من اراد علم الشافعي نهى الشافعي عن تقليده وتقليد
غيره هذا احسن ما قيل هذا الكلام وانظروا رحمكم الله الى قوله لينظر فيه
لدينه ويحتاط لنفسه اى ليسترشد بذلك الى الحق قال فالمزني امتثل امرهما
في النهي عن تقليده فخالفه في هذه المسئلة لما ظهر له من النظر فهو موافق
ممتثل للامر وقد فعل هذا صاحبه البويطي في مسئلة التيمم الى الكوعين فخالفه
وصار اليه وكذلك جماعة من اهل العلم والتحقيق المصنفين على مذهب الشافعي
قد نصروا مذهبه وامتثلوا ما امر به من مخالفة قوله عند قيام الدليل على
خلافه وهذا مامور منه من جهة الشارع ولو لم يقله الشافعي لذكر كل واحد
منهم ما امكنه مما وصل اليه علمه على قلة ذلك وفرقه في كيفيتهم وانما يكثر ذلك
في كتب المصنفين من اهل الحديث الباحثين عن فقهه ومعانيه الذاكرين

(انکی ہو خواہ غیر کی) مطلع کرچکا ہون تو کہ وہ اس حکم (یا اس کتاب) مین نظر کرے اور اپنے دین ... آپ
[illegible] ... مزنی کے اس قول کو جو شخص
امام [illegible] ... اور اپنے آپ احتیاط کرے
دیکھو اسکے معنے یہہ ہین کہ وہ اس حکم یا کتاب کے سبب حق کی طرف ہدایت یاب ہو - امام ابو شامہ فرماتے
ہین مزنی نے اپنے امام کے اس حکم ممانعت تقلید پر عمل کیا یعنے بعض مسائل مین امام شافعی کا
خلاف کیا پھر بھی وہ امام شافعی کا موافق رہا کیونکہ اس خلاف مین وہ امام شافعی کا حکم بجا
لایا ہے - ایسا ہی امام شافعی کے شاگرد بویطی نے مسئلہ تیمم تا کف دست مین امام شافعی کا خلاف
کیا - ایسا ہی اور جماعتون علما محققین نے جنہون نے امام شافعی کے مذہب پر کتابین تصنیف کی ہین
اور انکے مذہب کی مدد کی ہے اس حکم کی تعمیل کی ہے اور جہان کہین قول امام شافعی کے مخالف
دلیل قائم ہوئی ہے وہان قول امام شافعی کی مخالفت کی ہے† یہی حکم شارع کا ہے اور اگر
امام شافعی حکم نہ دیتے تو بھی محقق علما اس امر کا کم و بیش مختلف طور پر بقدر اپنے علم کے ضرور
خیال رکہتے یہہ امر بکثرت تو اون مصنفین کی کتابون مین پایا جاتا ہے جو اہلحدیث ہین
اور حدیث کی فقہ (یعنے استنباط مسائل) سے بحث کرتے ہین اور اپنے اقوال و مذاہب کو بھی خیال
مین رکہتے ہین - کسی کی تقلید نہین کرتے - جیسے ابوبکر بن منذر - اور

† اسکی تفصیل و تمثیل حضرت شاہ ولی اللہ کی عقد الجید کے خاتمہ مین ہے۔

لا قوالهم ومذاهبهم من غير تقليد كابي بكر المنذر وابي سليمان الخطابي والبيهقي
وابي عمر ابن عبد البر وغيرهم ونبه عليه البغوي ايضاً وقال وقد حرم الفقهاء
في زماننا النظر في كتب الحديث والآثار والبحث في فقهها ومعانيها ومطالعة الكتب النفيسة
المصنفة في شروحها وغريبها بل افنوا زمانهم وعمرهم في النظر في اقوال من سبقهم
من متاخري الفقهاء وتركوا النظر في نصوص نبيهم المعصوم من الخطاء صلى الله عليه
وسلم وآثار الصحابة الذين شهدوا الوحي وعاينوا المصطفى صلى الله عليه وسلم وفهموا
نفائس الشرعية فلا جرم حرم هؤلاء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدين على الآباء
وقد كانت العلماء في الصدر الاول معذورين في ترك ما لم يقفوا عليه من الحديث
لكون الاحاديث لم تكن حينئذ فيما بينهم مدونة انما كانت تلقى من افواه العلماء
وهم يتفرقون في البلدان وقد زال ذلك العذر ولله الحمد بجميع الاحاديث المجتمع بها في

ابو سلیمان خطابی اور بیہقی وغیرہ یہہ بات امام بغوی نے بہی جتا دی ہے۔ **
[illegible] ہمارے زمانہ کے فقہا نے تو کتب حدیث و آثار مین نظر کرنا اور
اسکی فقہ اور معانی سے بحث کرنا اور اون کتابون کا جو حدیث کی شرح اور اسکی لغات شاذہ
نادر مین تالیف ہوئی ہین مطالعہ کرنا حرام کر دیا ہے۔ انہون نے تو اپنی عمر فقہاء متاخرین
کے اقوال کو سیر مین فنا کر دی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور صحابہ (جنکو وحی
کا مشاہدہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معاینہ اور شریعت کی نفیس باتون کا سمجہنا حاصل تہا)
کے آثار کو دیکہنا چہوڑ دیا۔ بیشک وہ رتبہ اجتہاد سے محروم رہے اور اپنے بڑون کی مقلد
ہو رہے ہے۔ حالانکہ پہلے زمانہ مین لوگ بعض احادیث کے (جو انکو نہ پہنچی تہین) ترک کرنے
مین معذور تہے کیونکہ اندنون حدیثین جمع نہوئی تہین صرف زبانی زبانی سیکہی جاتی
تہین۔ اور وہ لوگ (جنسے وہ احادیث لیجاتی تہین) شہرون مین متفرق تہے۔
اب وہ عذر خدا کے فضل سے جاتا رہا۔ حدیثین کتابون مین جمع ہوگئین۔ محدثین نے
انکے باب باب۔ اور قسم قسم بنا دئے اور انکی راہ کو آسان کر دیا۔ بہتیری
حدیثون کا ضعیف و صحیح ہونا بیان کر دیا۔ راویون کے حالات عدالت و جرح

تقلید کابی بکر المنذر وابی سلیمان الخطابی والبیہقی
ونبہ علیہ البغوی ایضاً وقال فقد حرم الفقہاء
الآثار والبحث فقہہا ومعانیہا ومطالعۃ الکتب النفیسۃ
بل اقنوا زمانہم وعمرہم فی النظر فی اقوال من سبقہم
نظر فی نصوص نبیہم المعصوم من الخطاء صلی اللہ علیہ
الوحی وعاینوا المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وفہموا
ہؤلاء رتبۃ الاجتہاد وبقوا مقلدین علی الآباء
معذورین فی ترک ما لم یقفوا علیہ من الحدیث
فیما بینہم مدونۃ انما کانت تلقی من افواہ العلماء
ذلک الغذاء واللہ الحمد بجمع الاحادیث المجتمع بہا فی

یہ بات امام بغوی نے بھی جتا دی ہے - ++
ہمارے زمانہ کے فقہا نے تو کتب حدیث و آثار مین نظر کرنا اور
اور ان کتابون کا جو حدیث کی شرح اور اسکی لغات شاذہ
کرنا حرام کر دیا ہے - انہون نے تو اپنی عمر فقہاء متاخرین
ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور صحابہ (جنکو وحی
علیہ وسلم کا معاینہ اور شریعت کی نفیس باتون کا سمجھنا حاصل تھا)
وہ رتبہ اجتہاد سے محروم رہے اور اپنے بڑون کی مقلد
لوگ بعض احادیث کے (جو انکو نہ پہنچی تھین) ترک کرنے
حدیثین جمع نہوئی تہین صرف زبانی زبانی سیکھی جاتی
وہ احادیث لیجاتی تہین) شہرون مین متفرق تھے -
سے جاتا رہا - حدیثین کتابون مین جمع ہوگئین - محدثین نے
قسم بنا دئے اور انکی راہ کو آسان کر دیا - بہتیری
ہونا بیان کر دیا - راویون کے حالات عدالت وجروح

کتب بوبوہا وقسموہا وسہلوا الطریق الیہا وبینوا ضعف کثیر منہا وصحتہ وتکلموا
فی عدالۃ الرجال وجرح المجروح منہم وفی علل الاحادیث ولم یدعوا للمستعمل ما
یتعلل بہ وفسروا القرآن وتکلموا فی غریبہما وفقہہما وکل ما یتعلق بہما فی مصنفات
عدیدۃ جلیلۃ والآلات متہیئۃ لذی طلب صادق وذکاء وفطانۃ وکذا اللغۃ
وصناعۃ العربیۃ کل ذلک قد حررہ اہلہ وحققوہ فالتوصل الی الاجتہاد بعد الجمع
والنظر فی الکتب المعتمدۃ اذا رزق الانسان الحفظ والفہم ومعرفۃ اللسان اسہل منہ
قبل ذلک انتہی کلام ابی شامۃ وبانتہائہ انتہی ما نقل مولانا ولی اللہ عن رسالۃ السیوطی

اسی قسم کے چند اور فقرات کتاب امام ابو شامہ کے رسالہ امام سیوطی سے جناب شاہ صاحب نے
نقل کیے ہین - اسکے بعد اپنی روش و مذہب کو بیان فرمایا ہے - جسکا حاصل یہہ ہے کہ مین ان مذاہب
مشہورہ مین سے کسی خاص مذہب کا پابند نہین ہون - بلکہ جو کچہہ کتاب و سنت سے ثابت و مستنبط ہو
وہی میرا مذہب ہے - میری نظر محض اتباع شریعت (کتاب و سنت) پر رکہتا ہون - اور جس
شخص کا قول کتاب و سنت کے موافق ہوتا ہے اسکو پسند کرتا ہون - اس علم و استدلال کتاب و
سنت مین اجتہاد مستقل کا (جسکی تفسیر صفحہ ۹۲ جلد ۲ مین گذر چکی ہے) مین مدعی نہین ہون - بلکہ تو اعد
مقررہ مجتہدین سابق کے مطابق استنباط و استدلال کرتا ہون - خواہ وہ استنباط کسی مذہب
کے مخالف ہو خواہ موافق - بعینہ اس روش کے مطابق جسکا بیان عبارات منقولہ بالا مین
ہو چکا ہے -

بقیہ ترجمہ عبارت
ہوتے ہین - اور حدیث کی علتون (یعنی چہپے عیب و اسباب ضعف) مین ایسی گفتگو کی کہ
علت نکالنے والے کے لیے علت نکالنے کی جگہہ نہ رہنے دے - قرآن کی بہی تفسیر کر دی اور اسکے
شاذ و نادر الفاظ اور اسکی فقہ (باریک احکام) مین اور اسکے متعلقات مین متعدد کتابون مین
طالب صادق ہوشیار و سمجہدار کے لیے گفتگو کر رکہی ہے - ایسا ہی علم لغت اور فن عربیت کا
حال ہے ان سب علمون کو (جو اجتہاد کے آلات و سامان ہین) انکے جاننے والون اور حامیون
نے صاف لکھدیا اور خوب تحقیق کر دیا ہے - اب (اگر خدا تعالیٰ سمجہہ اور قوت یاد داشت عنایت
کرے تو) اجتہاد کو پہنچنا پہلے کی نسبت زیادہ آسان ہے -

اصل کلام فارسی جناب کو ہمنے اس مقام مین اسلیئے نقل نہین کیا کہ ورق اخیر اوراق مقدمہ
رسالہ **انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ** حضرت شاہ صاحب مین موقع نقل پر
دو دفعہ ہمارے ہاتہہ سے جاتا رہا۔ پہلی دفعہ تو ایک چہوٹے بچے نے پہاڑکر کہین پہینک دیا
جب تلاش کرا کر اسکے ٹکڑون کو پیوند کیا۔ تو دوسری دفعہ تہوڑی ہی غیبوبت مین وہ پیوند
شدہ ورق پہر اسی بچے یا کسی اور حریف نے اُٹھا لیا تہہ ربا وجود کمال تلاش وہ ہاتہہ
نہ آیا اسلیئے جو کچہہ اُسکا خلاصہ مطلب ہمارے ذہن مین مستحضر تہا ہمنے نقل کر دیا۔
شاید اسمین الفاظ یا سیاق کا کچہہ فرق ہوا ہو تو ہو اصل مطلب مین غالباً کچہہ فرق و تفاوت نہوگا
موجودہ و منقولہ عبارت انتباہ و دیگر تصانیف شاہ صاحب بہی اسی مطلب کی مصدق ہین
جناب ممدوح کی کلام اور آپکے متمسکات و مستندات سے علاوہ ہمارے ان کے بیانات و دعاوے
کی پوری تائید و تصدیق ہوئی۔ اور یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ اجتہاد کسی وقت اور کسی
بشر سے مخصوص نہین ہے۔ بلکہ پہلے زمانون کی نسبت پچہلے زمانون مین علوم آلات و
اسباب اجتہاد [illegible] موجود ہین جسکو [illegible] آلات میسر آوین وہ (بشرطیکہ فہم و فراست
بہی رکھتا ہو) پہلون کی نسبت آسانی سے اجتہاد پر قادر ہو سکتا ہے گو وضع قواعد و اصول
مین مجتہدین سابقین پر سبقت نہ لیجا سکے اور نہ تجدید قواعد کر سکے نہ اس باب مین مدعی
استقلال ہو سکے۔

ان عبارات مین اکثر جگہ اجتہاد کی علوم و آلات کا ذکر آیا ہے۔ اسلیئے مناسب بلکہ ضرور ہے
کہ اسمقام مین اون علوم و آلات کا ذکر کیا جاوے جنکو علمانے شروط اجتہاد ٹہرایا ہے تاکہ
ان علوم کا اس زمانہ مین موجود ہونا اور انکے موجود و میسر ہونیکے سبب اس زمانہ مین بہ نسبت
سابق اجتہاد کا آسان ہونا ناظرین کو متیقن ہو۔

پس واضح ہو کہ علوم آلات اجتہاد (جنکی شرط ہونے پر اتفاق ہے) صرف دو علم ہین۔ علم قرآن
و علم حدیث اس مقدار و حد تک جسکو احکام سے تعلق ہے۔

بعضے علوم عربیہ لغت نحو۔ معانی - بیان وغیرہ کو بھی شرط ٹھہراتے ہین - مگر اہل تحقیق کے نزدیک شرط علم قرآن و حدیث کے بعد ان علوم کے شرط کرنیکی حاجت نہین ہے -
بعضے علم اصول فقہ کو شرط ٹھہراتے ہین - بعضے علم مواضع اتفاق و اختلاف علما کو -
بعضے علم اقسام و احکام قیاس کو - بعضے علم مسائل جزئیہ فقہیہ و علم کلام کو بھی شرط سمجھتے ہین - پھر ان دو اخیر علمون کا شرط اجتہاد ہونا محققین نے رد کر دیا ہے -

پھر یہہ سبھی علوم (علی اختلاف الاقوال) مجتہد مطلق کے لیئے (جو ہر مسئلہ مین اجتہاد کرے) شرط ہین - مجتہد فی البعض (یعنے بعض مسائل مین اجتہاد کرنے والہ) کے لیئے ان سب علوم کا جاننا کسی کے نزدیک بھی شرط نہین ہے - اسکے لیئے خاص اسی علم کے کسی مسئلہ کا جاننا شرط ہے جسکو اسکے اجتہادی مسئلہ سے تعلق ہو -

اس اجمال کی تفصیل کتب اصول فقہ حنفیہ و شافعیہ و محدثین مین موجود ہے - ہم اسمقام مین چند کتب معتبرہ کی شہادات پیش کرتے ہین - توضیح مین کہا ہے اجتہاد کی شرط یہہ ہے [illegible] علم الکتاب [illegible] معانی لغوی و شرعی [illegible] اسکے اقسام کو جانے - اور حدیث کو متن و اسناد سے پہچانے اور قیاس کی صورتون کا علم رکھے -

اسکی شرح تلویح مین ہے کہ اجتہاد کی شرطین تین علم کا جاننا ہے اول قرآن - یعنی اسکے معنے لغوی اور شرعی کو جانے - لغوی کا جاننا اسطرح کہ اسکے مفرد اور مرکب لفظون اور انکی خاصیتون کو جانے اسمین وہ علم لغت و صرف و نحو و معانی و بیان کا محتاج ہوگا بجز اوسحالت کی کہ وہ صرف سلیقہ (یعنی روزمرہ کے محاورہ و بول چال سے) اون

علم الکتاب بمعانیہ لغۃً و شرعاً و اقسامہ المذکورۃ و علم السنۃ متناً و سنداً و وجوہ القیاس کما ذکرنا - (توضیح)

و شرط الاجتہاد ان یحیط العلم بامور ثلثۃ الاول الکتاب ای القرآن بان یعرف معانیہ لغۃ و شریعۃ اما لغۃ فبان یعرف معانی المفردات و المرکبات و خواصہا فی الافادۃ فیفتقر الی اللغۃ و الصرف و النحو و المعانی و البیان اللہم الا ان یعرف ذلک بحسب السلیقۃ

وامّا شرعیۃ فبان یعرف المعانی المؤثرۃ فی الاحکام مثلاً یعرف فی قولہ تعالیٰ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ ان المس اد بالغائط الحدث وان علۃ الحکم خروج النجاسۃ عن بدن الانسان الحی وباقسامہ من الخاص والعام والمشترک والمجمل والمفسر وغیر ذلک مما سبق ذکرہ بان یعلم ان ھذا خاص وذلک عام وھذا ناسخ وذلک منسوخ الی غیر ذلک ولاخفاء فی ان ھذا معنا ش لمعرفۃ المعانی والمراد بالکتاب قدر ما یتعلق معرفۃ الاحکام والمعتبر ھو العلم بمواقعہا بحیث یتمکن من الرجوع الیہا عند طلب الحکم لا الحفظ عن ظہر القلب الثانی السنۃ قدر ما یتعلق بالاحکام بان یعرفہا بمتنہا وھو نفس الحدیث وسندھا وھو طریق وصولہ الینا من تواتر او شہرۃ او آحاد ویدخل فی ذلک معرفۃ حال الرواۃ والجرح والتعدیل الا ان البحث عن احوال الرواۃ فی زماننا ھذا کالمتعذر لطول المدت وکثرۃ الوسائط فالاولی الاکتفاء بتعدیل الائمۃ الموثوق بہم فی علم الحدیث کالبخاری

معانی کو سمجھ لے (جیسے عرب قدیم بن پڑھے پڑھائے عربی کلام سمجھتے تھے) — معانی شرعیہ کا جاننا اسطرح کہ احکام قرآن کے اسباب و اصول کو جانے ۔ مثلاً لفظ غائط (آیۃ او جاء احد منکم من الغائط مین) سے بیوضو ہونا مراد سمجھے ۔ اور حکم طہارت کا سبب نجاست کے بدن سے خارج ہونا خیال کرے ۔ اور قرآن کے اقسام عام ۔ خاص مشترک ۔ مجمل وغیرہ کو جانے ۔ اور قرآن سے (جسکا اجتہاد کے لیے جاننا ضروری ہے) وہ آیات مراد ہین جو احکام کے متعلق ہین ۔ سو بھی اس معنے کر کہ وہ سب آیات برزبان ہون بلکہ اس معنے کر کہ بوقت حاجت قرآن سے نکالے جاسکین **دوم** علم حدیث یعنی اسقدر احادیث کا (جو احکام کے متعلق ہین) علم انکے متن (یعنے الفاظ) کو بھی جانے ۔ اور انکے سندون (یعنے اون طریقون کا جنکے ذریعہ سے وہ احادیث بتواتر یا شہرت یا بنقل ایک دو راویون کو ہمکو پہنچی ہین) کو بھی پہچانے ۔ اسمین راویونکے مجروح و عادل ہونے کا جاننا بھی داخل ہے ۔ ولیکن اس زمانہ مین راویون کے حالات سے بحث مشکل ہے کیونکہ زمانہ بہت گذر گیا اور راوی بہتیرے ہو گئے لہذا اب یہی مناسب ہے کہ اسبابمین بخاری

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۳ لغایت ۶ — متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنہ — جلد ۶

بابت سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق سنہ ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب		تفصیل خریداران لشرح مراتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		روپیہ	آنہ
۱	قیمت اخص	اسلامی ریاستوں کے نواب و رئیس	[illegible]	۰
۲	قیمت خاص	گورنمنٹ انگریزی کے معزز عہدہ داران عام اغنیا و لائبریری وغیرہ	[illegible]	۰
۳	قیمت عام	متوسط اہل وسعت۔	۴	۸
۴	قیمت رعایتی	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پیشگی دیں	۰	۱۲
۵	قیمت للّٰہی	بیوسعت جو دس روپیہ کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	دعا	”

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ رسالہ اشاعت السنہ کی قیمت حسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چار چند ہے +

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہو گا۔ رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا +

خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب شان مندرجہ حاشیہ ہونا چاہیے

وارسال زر رجسٹری منی آرڈر یا ہنڈوی اور کسی صورت سے نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا +

اطلاع

Maler Kotla

مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپا

تتمہ عبارات انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف حضرت شاہ ولی اللہ

(جو نمبر سابق مین بصفحہ ۱۳ ناتمام رہ گئی تہی)

{یہ عبارت راقم نے ہدایۃ السائل وغیرہ (تصنیفات نواب صاحب بہوپال سے پائی ہین ناظرین اسکو اپنے موقع پر چسپان فرمادین اور اسکے شکریہ مین نواب صاحب کو لئے دعاء خیر کرین۔}

فقیر دعویٰ استقلال ندارد بلکہ انزاو بعد از انکہ نظر باتباع صاحب شریعت دوختہ وطمع قصد معرفت مقصد شارع ساختہ ومجتہدین ومحدثین را رواۃ دین دانستہ وحرف تقلید یکسو گذاشتہ وتخریج بر قول کسی ومقید بودن بروش کسی موقوف داشتہ کما کان حال القرون الاولی وحال جماعۃ من القرون المتاخرۃ متردد سیبت در دو حالت۔ در اکثر احوال ترجیح بعض اقوال بر بعض میکند وتبراجیح خذ اہمینا بد ودر بعض اقوال تکلفات باردہ متاخران را مناسب بقرون اولی نمی یابد وخشک شدن را بر بعض وجوہ مرویہ وچشم پوشیدن از بعض آنہا صنا نمیدہد وتضییق چیزے کہ در قرون اولی دران فسحتی بود بر قاعدہ نمی شمارد وجولانگاہ انظار اہل رائے علم مصالح ومفاسد می داند نہ علم شرایع وحدود درین صور تنہا توقف میکند از قبول تفاریع وتخاریج متاخران وبر صرافت قرن اولی واقف میشود (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف حضرت شاہ صاحب قدس سرہ)

(علی ما نقل من ہدایۃ السائل صفحہ ۵۳۶ وریاض المرتاض صفحہ ۶۲)

ضمیمہ نمبر ۳

تتمہ جواب اعتراض اوّل متعلق عمل بالحدیث

بقیہ شہادت کتب اصول متضمن شروط اجتہاد

اور امام **فخر الدین رازی** نے کتاب **محصول** میں فرمایا ہے تو جان لے

اعلم ان شرط الاجتهاد ان يكون المكلف
بحيث يمكنه الاستدلال بالدلائل
الشرعية على الاحكام وهذه المكنة
مشروطة بامور احدها ان يكون
عارفا بمقتضى اللفظ ومعناه لانه
ان لم يكن كذلك لم يفهم منه
شيئا ولما كان اللفظ قد يفيد
معناه لغة وشرعا وجب ان يعرف
اللغة والالفاظ العرفية والشرعية
وثانيها ان يعرف من حال المخاطب
انه يعني باللفظ ما تقتضيه ظاهره
ان تجرد وما يقتضيه مع قرينة
لانه لولا ذلك لما حصل الوثوق
بخطابه لجواز ان يكون عنى به

اجتہاد کی **شرط** یہ ہے کہ اجتہاد کنندہ
کو دلایل شرعیہ سے ٹھیک استدلال
کرنیکی **قدرت** حاصل ہو اِس **قدرت**
کے لئے کئی **امور شرط ہیں ایک**
یہ کہ وہ لفظ اور اُسکے معنی کے اقتضا
سے واقف ہو ایسا نہو گا تو وہ اس
لفظ سے کچھ نہ سمجھیگا۔ اور جبکہ لفظ
کبھی لغوی معنی بتاتا ہے کبھی شرعی
تو ضرور ہوا کہ وہ لُغت (عام زبان)
اور الفاظ عُرفی اور شرعی کو بھی جانتا ہو
دوسرا یہ کہ وہ متکلّم (جسکی کلام میں
اجتہاد کرنا چاہتا ہو) کے حال و چال
سے یہ بات جانتا ہو کہ وہ خالی از قرینہ†
کلام کہنے کے وقت اسکے ظاہری معنی

---

† قرینہ وہ علامت لفظی یا حالی ہے کہ لفظ کو ظاہری معنی سے پھیر دے اور یہ بتادے
کہ اس لفظ سے ظاہری معنی کا خلاف مراد ہے جیسے کسیکا یہ کہنا ایک شیر تیر چلاتا تھا۔ یہ تیر چلانیکا
لفظ قرینہ ہے جو بتا رہا ہے کہ اس لفظ شیر سے مراد وہ حیوان نہیں جو آدمیکو پھاڑ کھاتا ہے بلکہ ایک بہادر

غير ظاهره مع انه لم يبينه - ولنا لنفهما ان يعرف تجرد اللفظ ان كان مجردا وقرينته ان كانت معه قرينة لانا لو لم نعرف ذلك لجوزنا في المجرد ان تكون معه قرينة تقتضي صرفه عن ظاهره —

ثم القرينة قد تكون عقلية وقد تكون سمعية - اما القرينة العقلية فانها تبين ما يجوز ان يراد باللفظ مما لا يجوز - واما السمعية فهي الادلة تقتضي تخصيص العموم في الاعيان وهو المسمى بالتخصيص وبالازمان وهو النسخ او التي تقتضي تعميم الخاص وهو القياس وجب ان يكون عارفا بشرائط القياس ليميز ما يجوز عما لا يجوز -

ثم ان هذه الادلة السمعية غائبة عنا فلا بد من نقلها - والنقل اما متواترا او احاد فلا بد

مراد رکھتا ہے اور جب اسکی کلام مین کوئی ظاہری معنی کے برخلاف قرینہ لگا ہو تو اس سے خلاف ظاہر معنی مراد لیتا ہے اس بات کا علم نہو تو اسکو اسکی کلام پر بھروسہ نہین ہوسکتا شاید اسنے اپنی کلام سے معنی خلاف ظاہر مراد رکھے ہون جنکو بیان نہین کیا **تیسرا** یہ کہ وہ لفظ کا قرینہ سے خالی ہونا اور باقرینہ ہونا پہچانتا ہو ایسا نہ ہوگا تو لفظ خالی از قرینہ کو ظاہری معنی سے پھیر دینا جائز سمجھا جائیگا - پھر یہ قرینہ کبھی عقلی ہوتا ہے کبھی سماعی **عقلی** تو وہ ہے جو بتاوے کہ اس لفظ سے یہ مراد لینا جائز ہے یا ناجائز **سماعی** وہ (دلایل سمعی) ہیں جو عام حکم کو بعض اشخاص سے مخصوص کرتے ہین جسکو **تخصیص** کہتے ہین یا کسی زمانہ سے خاص کرتے ہین جسکو **نسخ** کہتے ہین یا خاص حکم کو عام بتا دین جو **قیاس** کہلاتا ہے - اسوقت مجتہد کو یہ بھی ضرور ہوا کہ قیاس کی شرطین پہچانے تاکہ وہ ان احکام مین جنکا عام کرنا جائز ہو اور ان احکام

* قیاس کی شرط اجتہاد ہونے مین ہم بحث کرین گے انشاءاللہ تعالی - اڈیٹر

وان یکون عارفا بشرائط کل واحد
منهما ثم عند الاحاطة بانواع
الادلة لابد وان یکون عارفا بالجهات
المعتبرة فی التراجیح۔ فان قال
قائل فصلوا العلوم التی یحتاج
المجتهد الیها قلنا قال الغزالی رح
مدارک الاحکام اربعة الکتاب
والسنة والاجماع والعقل
فلابد من العلم بهذه الاربعة
ولابد معها من اربعة اخری
اثنان مقدمان واثنان
موخران فهذه ثمانیة لابد
من شرحها۔
اما کتاب الله فلابد من
معرفته وفیه تحقیقان احدهما
انه لا یشترط معرفة جمیعه
بل ما یتعلق منه بالاحکام و
هو خمس مائة آیة وثانیهما انه
لا یشترط حفظها بل ان یکون عالما
بمواقعها حتی یطلب منها الآیة

مین جنکا عام کرنا نا جائز ہے تمیز کرے
پھر جبکہ دلائل سمعی ہمارے خیال سے غائب
(جدا) ہوتے ہیں تو ضرور ہوگا کہ وہ
ہمکو دوسرونکی نقل و روایت سے پہنچین
اور نقل کئی طرح ہوتی ہے **متواتر**
جو بہت سی بیشمار اشخاص کے ذریعہ سے
پہنچے **آحاد** جو اکّے دکّے راویون
سے پہنچین اسلئے ضرور ہوا کہ مجتہد متواتر
و آحاد کی شرطوں کو بھی پہچانے۔
ان سب دلایل کو جان لیگا تو پھر یہ بھی
ضروری ہوگا کہ وہ ان وجوہات کو جانے
جنکا (بعض اعلیٰ واحکام ودلایل) کی
ترجیح مین لحاظ ہوتا ہے۔ اگر ان علوم
کی تفصیل چاہو تو مین کہتا ہون کہ
امام غزالی نے فرمایا ہے کہ احکام معلوم
ہونیکے چار محل ہین کتاب اللہ و سنت
و اجماع و عقل پھر چارون کے لئے چار علوم
اور بکار ہین جو دو ان سے مقدم ہین
اور دو موخر۔ پس یہ آٹھ علوم ہوئے
جنکی تشریح ضروری ہے۔

کتاب اللہ کی معرفت تو ضروری چاہئے اسمین دو تحقیقی باتین ہین ایک یہ کہ سبھی قرآن کا

المحتاج الیها عند الحاجة
واما السنة فلابد من معرفة الاحادیث
التی تتعلق بالاحکام وهی مع کثرتها
مضبوطة فی الکتب وفیه التحقیقات
المذکورات الاول انه لایلزمه معرفة
جمیع ما یتعلق من الاخبار بالمواعظ
واحکام الآخرة - والثانی انه لایلزمه
حفظها بل ان یکون اصل صحیح مشتمل
علی الاحادیث المتعلقة بالاحکام
واما الاجماع فینبغی ان یکون عالماً
بمواقع الاجماع حتی لایفتی بخلاف
[illegible]
الا بشیء یوافق قول واحد من
العلماء المتقدمین او یغلب علی ظنه
انه واقعة متولدة فی هذا العصر
ولم یکن لاهل الاجماع فیها خوض
واما العقل فیعرف البراءة الاصلیة
ویعرف انا مکلفون بالتمسک بها
الا اذا ورد ما یصرفنا عنها او هو
نص او اجماع او قیاس علی شرائط

جاننا شرط نہین بلکہ اِن آیات کا جو احکام
کے مُتعلّق ہین جو صرف پانچسو آیہ ہے
دوسری یہ کہ اِن آیات متعلقہ احکام کا
حفظ کر رکھنا شرط نہین بلکہ اِس کے محل
و موقع کو جاننا اور بوقت حاجت نکال سکنا
سُنّت (حدیث) سے بھی اُنہی احادیث
کی معرفت ضروری ہے جو احکام کے
متعلق ہین وہ احادیث باوجودیکہ نہایت
کثرت سے ہین پھر بھی کُتب حدیث مین
جمع ہو چکی ہین - اِسمین بھی وہی دو
تحقیقین ملحوظ ہین اول یہ کہ سبھی احادیث
متعلق مواعظ و احکام اخروی وغیرہ
مراد نہین دوسری یہ کہ انکا از بر کر رکھنا
شرط نہین بلکہ نسخہ صحیحہ کا جو احادیث
متعلق احکام پر مشتمل ہو مجتہد کے پاس
ہونا کافی ہے -
اجماع کے محلونکا جاننا چاہیے کہ کس
کس مسئلہ پر ہوا تا کہ اُسکے مخالف فتوی نہ دے
اسکا طریق یہ ہے کہ ایسی بات سے فتوی نہ دے
اب رہی **عقل** اِس سے یہ جانے کہ اصل چیز
مین آزادی و معافی ہے اور ہم اِس آزادی و معافی سے تمسک کرینگے ماسوا اِس محل کے جہان نص (آیہ یا حدیث)

الصحة فهذه هي العلوم الاربعة۔

واما العلمان المتقدمان فاحدهما علم شرائط الحد والبرهان على الاطلاق وثانيهما معرفة النحو واللغة والصرف لان شرعنا عربي فلا يمكن التوسل اليه الا بفهم كلام العرب وما لا يتم الواجب الا به فهو واجب ولا بد في هذه العلوم من القدر الذي يتمكن به المجتهد من معرفة الكتاب والسنة۔

واما العلمان الموخران فاحدهما يتعلق بالكتاب وهو الناسخ والمنسوخ والآخر بالسنة وهو علم الجرح والتعديل ومعرفة احوال الرجال۔

واعلم ان البحث عن احوال الرجال في زماننا هذا مع طول المدة وكثرة الوسائط امر كالمتعذر فالاولى الاكتفاء بتعديل الائمة الذين اتفق الخلق على عدالتهم كالبخاري

اس آزادی و معافی سے مانع ہو یا اجماع یا قیاس بشرائط صحیحہ اس سے پہیر دی یہہ وہ چار علوم ہوئے۔

اب وہ دو علم بیان ہوتے ہین جو ان چارون سے مقدم ہین ایک علم تعریفات اور دلایل اشیا ہے (جسکو منطق کہتے ہین) دوسرا علم نحو و لغت و صرف۔ یہ اسلئے ضروری ہے کہ ہماری شرع عربی زبان مین ہے اسکو سمجہنا بجز عربی کلام سمجہنے کے ممکن نہین اور اسکا سمجہنا ان علوم کے سوا متصور نہین ہے اور جس چیز کے سوا ایسے امر واجب کا پورا ہونا ناممکن ہو وہ واجب ہوا کرتی ہے ان علوم سے بہی اسیقدر جاننا ضروری ہے جس سے کتاب و سنّت کی معرفت ہوسکے۔

اب رہے وہ دو علم جو ان سے موخر ہین انمین سے ایک تو علم ناسخ و منسوخ ہے جو کتاب اللہ کے متعلق ہے دوسرا علم جرح و تعدیل وغیرہ احوال راویوں کا جو حدیث کے متعلق ہے

یہہ جان رکہہ کہ ہماری زمانہ مین طول مُدت اور کثرت راویوں کے سبب راویوں کے حالات سے بحث کرنا مشکل امر ہے لہذا اس زمانہ مین یہی بہتر ہے کہ ان آئمہ کی جرح و تعدیل پر

ومسلم وامثالهما -

وقد ظهر مما ذكرنا ان اهم العلوم للمجتهد علم اصول الفقه واما سائر العلوم فغير مهمة في ذلك -

واما الكلام فغير معتبرة لانا لو فرضنا انسانا جازما بالاسلام تقليدا لامكنه الاستدلال بالدلائل الشرعية على الاحكام - واما تفاريع الفقه فلا حاجة اليها لان هذه التفاريع ولدها المجتهدون بعد ان فازوا بمنصب الاجتهاد فكيف يكون شرطا -

واعلم ان الانسان كلما كان اكمل في هذه العلوم التي لابد منها في الاجتهاد كان منصبه في الاجتهاد اعلى واتم - وضبط القدر الذي لابد منه على اليقين كالامر المتعذر

(حصول ثانی)

اکتفا کیا جاوے جنکی عدالت پر تمام لوگون کا اتفاق ہے جیسے امام بخاری یا مسلم یا اُن کے امثال و اقران -

ہمارے اس بیان سے یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ سب علوم سے بڑھکر مجتہد کے لیے علم اصول فقہ بکار ہے - ان علوم مذکورہ کے سوا اور علوم مجتہد کے لئے ضروری نہین ہین - علم کلام کا تو اجتہاد مین کچھہ بھی اعتبار نہین فرض کرو ایک شخص اسلام کا تقلیداً یقین رکھتا ہے یعنی دلائل علم کلام وہ نہیں جانتا اگر وہ دلائل شرعیہ سے استدلال کرنا چاہے تو اسکو کون مانع ہے - اب رہے جزئیات و مسائل فقہیہ ان کے جاننے کی بھی مجتہد ہونیکو لئے کچھہ ضرورت نہین کیونکہ ان جزئیات کو تو مجتہدون نے مجتہد ہونیکے بعد پیدا کیا ہے پہر وہ اجتہاد کے لئے کیونکر شرط ہو سکتی ہے - یہ بھی جان لے کہ جہانتک انسان ان علوم مین زیادہ کامل ہوگا اسی حد تک اسکا رتبہ اجتہاد بلند و کامل ہوگا اور یقیناً یہ حد مقرر کرنا کہ اجتہاد کے لیے کس قدر علوم کا حاصل ہونا ضرور ہے ایک مشکل سا امر ہے *

ایسا ہی مغنم وغیرہ کتب اصول فقہ مین شروط اجتہاد کا بیان ہے کسی کتاب اصول

بین اِن شروط سے بڑھکر اور سخت تر کوئی شرط اجتہاد مذکور نہین ہے -
عبارت محصول امام رازی بین جو آیات متعلق احکام کی تعداد پانچسو آیت
تک بتائی ہے یہہ بات اکثر لوگون کی زبان پر اور کئی کتابون مین پائی جاتی
ہے مگر اسمین بعض محققین کو کلام ہے جو مدلّل و لائق توجہ ناظرین ہے
ان کے نزدیک اِن آیات متعلّقہ احکام کی تعداد جنکو لوگ + آیات احکام سمجھتے
ہین اور وہ ظاہر المعنی ہیں دو سو سے زیادہ نہین ہے - اور جو اسمیں اور
عبارت تلویح بین احادیث متعلقہ احکام کا کتب حدیث مین مجتمع و منضبط ہوجانا
اور اِن کُتب اور اِن کے مصنفین ائمہ کا اِس باب مین مدار اعتماد ہونا اور مجتہد
کے لئے منجملہ آیات و احادیث صرف آیات و احادیث متعلقہ احکام کا علم ضروری
ہونا (سو بہی نہ اس طور پر کہ وہ آیات و احادیث از بر اور نوک زبان ہون
بلکہ صرف اس معنی کر کہ بوقت حاجت کتاب سے نکالی جا سکین) اور اِن علوم
کے سوا اور علوم (کلام و معانی و بیان و فقہ) کا شرط اجتہاد نہ ہونا بیان ہوا
ہے یہی اکثر متقدمین و متاخرین اصولیین و محدثین کا بیان ہے - ہمنے اپنے
علاقی بہائی مقلّدین کی طمانیت خاطر کے لئے نقل اقوال آئمہ مقلّدین (صاحب
تلویح و امام رازی وغیرہ) کو مقدم کیا - اب اسکی تائید مین چند اقوال محدّثین
بہی پیش کرتے ہین -

سیّد محمد بن ابراہیم وزیر یمانی اپنی کتاب قواعد مین فرماتے ہین چنانچہ نواب
صاحب بہوپال اپنے رسالہ جنہ مین انسے نقل کرتے ہین) مین تجہے شروط

وانا اسوقك الكلام فى شرائط الاجتهاد فمنها انهم اشترطوا

اجتہاد بتاتا ہون ازانجملہ بعض لوگون نے علم کلام کو شرط ٹھہرایا ہے

+ اِسلئے کہا گیا کہ نفس الامر مین ان آیات کی تعداد جنسے دلائل و التزاما احکام نکلتے ہین پانسو سے بہی کئی حصہ زیادہ ہے - (دیکھو حصول المامول صفحہ ۱۰۰)

علم الكلام وصحح المحققون انه غير
شرط في الاجتهاد وانما هو عند
اهل هذه المقالة شرط في صحة
العقيدة - والحق انه لا معنى لهذا
فقد اجتهد الصدر الاول الذين عليهم
المعول قبل التصنيف فيه والتدريس
بل قبل التسمية له والتاسيس ×

× × × × × × الشرط الثاني

معرفة الآيات القرآنية الشرعية
وقد قيل انها خمسمائة آية وصحح ذلك
وانما هي مائتا آية او قريب من ذلك
على عدد اى القرآن المعروفة
عدلنا عنه وجعلنا الآية كل جملة
مفيدة يصح ان يسمى كلاما عند النحاة
كان اكثر من خمسمائة آية وهذا
القرآن من شك فيه فليعد - ولا
اعلم ان احدا من العلماء اوجب حفظها
غيبا بل شرط ان يعرف مواضعها
حتى يتمكن عند الحاجة من الرجوع
اليها فمن نقلها الى كراسة وافردها

مگر محققین نے اِس بات کو صحیح کہا ہے
کہ وہ شرط اجتہاد نہیں - ان لوگوں
(قائلین شرطیت کلام) نے یہی اسکو
شرط صحت عقیدہ کہا ہے نہ شرط اجتہاد
اور حق یہی ہے کہ اسکی شرط اجتہاد یا شرط
صحت اعتقاد ہونیکی کچھ معنی نہیں - صدر
اول (صحابہ رض) نے جن پر اعتماد ہے یہی
اجتہاد کیا جبکہ اس علم کا نام و نشان نتھا

× × × × × **دوسری شرط**

آیات قرآنیہ کا جو احکام شرعیہ کے
متعلق ہیں جاننا - بعض لوگوں نے کہا
ہے کہ وہ پانسو آیتیں ہیں مگر یہہ بات
صحیح نہیں - وہ تو دو ہی سو یا اس کے
قریب قریب ہیں اگر آیتوں کا معمولی عدد
شمار ہو - اور اگر ہم آیتوں کا مشہور عدد
چھوڑ کر ہر ایک فقرہ کو جو ایک معنی بتادے
اور وہ نحویوں کی اصطلاح میں کلام کہلائے
آیہ شمار کریں تو پانسو سے بھی زیادہ عدد
بڑہ جاتا ہے جسکو شک ہو وہ (قرآن
موجود ہے) گنکر دیکھہ لے -

پھر ان دو سو آیہ کو نوک زبان یاد رکھنا ہماری علم میں کسینے ضروری نہیں کہا شرط

لکفاة ذلك وقد افردتها بشرح و سمیتها نیل المرام بتفسیر آیات الاحکام۔

الشرط الثالث معرفة جملة من الاخبار النبویه ویکفی فیها معرفة کتاب جامع مثل الترمذی وسنن ابی داؤد والبخاری ومسلم بل فیها ما لا یجب معرفته علی مجتهد لانها جامعة لاخبار النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه وسیرته ومغازیه وبعوثه ولما ورد من تفسیر القرآن الکریم من کلامه ولذکر الرقاق والجنة والنار واحوال القیامة والملاحم (وکذا وکذا) ...... والذی یدل علی ان جملة الاخبار بکفیه ولا یجب الاحاطة بها ان الصحابة قد صح اجتهادهم واحکامهم لم یحیطوا بها علماً وکذلك التابعون وائمة الاسلام لم یعلم احد احاط بها حتی قال الشافعی علمها لا یحیط بها احد اللغة والحدیث وهذا صحیح وهو قول الجماهیر والخلاف

یہی ہے کہ انکا ٹھکانا جانے اور بوقت حاجت انکی طرف رجوع کر سکے پس اگر کوئی انکو چند اوراق مین جمع کر لے تو کافی ہوگا ہمنے (نواب صاحب فرماتے ہین) انکو شرح کے ساتھ ایک رسالہ مین جمع کیا ہے جسکا نام نیل المرام ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ کسیقدر احادیث بھی جانتا ہو۔ اسمین کوئی ایک کتاب جامع (جیسی ترمذی و سنن ابی داؤد و بخاری و مسلم) کا جاننا کافی ہے۔ بلکہ ان کتابون مین ایسی حدیثین بھی ہین جنکا جاننا مجتہد کے ضروری نہین ہے کیونکہ انمین آنحضرت و صحابہؓ کے حالات اور جنگنامے اور آیات قرآن کی تفسیر اور زہد کی باتین اور بہشت و دوزخ و قیامت کے حالات وغیرہ بھی ہین جنکی جتہاد مین ضرورت نہین۔ اور اس بات پر (کہ کسیقدر احادیث مجتہد کے لئے کافی ہین سبھی احادیث پر احاطہ واجب نہین) **دلیل** یہ ہے کہ آنحضرت کی اصحاب کا اجتہاد صحیح تھا حالانکہ انکو سبھی احادیث پر احاطہ نہ تھا †

† اس باب مین ہماری ضمیمجات ۱۲۸۷ء مین ایسی تفصیلی بحث ہے کہ بجز اسمقام کے کہین دیکھی نہین گئی شایقین ان پرچون کو ملاحظہ مین لاوین تو عجب حظ اٹھاوین۔

فِی شیء شاذ والحجة علیه واضحة
ولله الحمد - والاولی لمن اراد الاجتهاد
ان یعرف کتابا من کتب الاحکام التی
اقتصر اهلها علی ذکر احادیث التحلیل
والتحریم واجمعوا جمیع ما فی کتب
الصحاح من ذلک و بیّنوا الصحیح من السقیم
مثل المنتقی لابن تیمیه وما احسنه
لو بین الصحیح من الضعیف کل البیان
ومثل الاحکام عبد الحق الوسطی
والصغری واحکام الضیاء
المقدسی والاحکام الکبری
لعبد الغنی المقدسی والخلاصة
للنووی وهی مفیدة جدا لکنه
لم یکملها -
وما ذکره الحافظ ابو محمد المنذری
فی کتابه اختصار سنن ابی داود
من الاعتراضات والفوائد - و
احضرها الکتاب الامام لابن دقیق

ایسی ہی تابعین وغیرہ ائمہ اسلام تھے
انمین سے کوئی ایک بھی ایسا معلوم نہین
ہوا جو احادیث پر احاطہ رکھتا ہی حتی کہ
امام شافعی رح نے یہ کہدیا ہی کہ دو علمون
لغت وحدیث پر کسیکو احاطہ نہین ہی
بات صحیح ہی جسکی جمہور قایل ہین اسکے مخالف
شاذونادر لوگ ہین اور اسپر خدا کے فضل
سے دلیل واضح ہے جو شخص اجتہاد کا
ارادہ کرے اسکے لئے بہتر یہ ہی کہ وہ ان
کتابونکو دیکھے جو احکام مین تالیف ہوئی
ہین انکے مؤلفون نے اُن سب احادیث احکام
حلال حرام کو وارد کیا ہی جو کتب صحاح مین پائی
جاتی ہین جیسی کتاب منتقی الاخبار ابن تیمیہ†
یہ کتاب کیا اچھی تھی اگر مؤلف اسمین صحیح
وضعیف کا بیان پورا کرتا اور کتاب
احکام وسطی وصغری عبد الحق*
اور احکام ضیاء الدین مقدسی
اور احکام کبری عبد الغنی مقدسی و خلاصہ
امام نووی یہ کتاب نہایت ہی مفید ہی مگر اسکو انہون نی پورا نکیا اور وہ کتاب جو حافظ ابو محمد
عبد العظیم منذری [illegible]

† یہ اور ابن تیمیہ ہے ابن القیم کا استاد ابن تیمیہ نہین بلکہ یہ اسکا دادا ہی اور اسکی کتاب منتقی الاخبار دہلی مین
چھپی ہی اور کتاب نیل الاوطار شوکانی جو اسکی شرح ہی مصر مین چھپی ہی یہ شرح ان سب کتابون سے فارغ ولا پرواہ کرتی ہی

* یہ عبد الحق بھی اور صاحب ہین پرانی محدث نہ شیخ عبد الحق دہلوی - اڈیٹر

کتاب ابو داؤد سے اختصار کر کے بنائی ہے ان سب سے مختصر کتاب الممام ابن دقیق العید ہی اس سے بھی مختصر کتاب احکام الالمام ان کے بعض شاگردونکی

واختصر منه احکام الالمام الجامع لاحادیثه لبعض تلامذته - واجمعها وانفعها کتاب تلخیص الحبیر للحافظ ابن حجر ولاشک فی کفایته للمجتهد وزیادة الکفایة وهو مجلدان وان اراد الکمال والمعرفة التامة فلیطالع کتاب الاسلام مثل التمهید والنهایة والبدایة وشروح کتب الحدیث ومن احسنها ما شرحه حافظ مصر فتح الدین ابن سید الناس من جامع الترمذی ولم یتمه وقد کمله زین الدین حافظ الوقت ابن العراقی وهذا الشرح فی غایة الحسن وذکر العلامة ابن رشد المالکی فی کتابه نهایة المقصد وبدایة المجتهد ما لفظه فان هذا الکتاب انما وضعناه لیبلغ المجتهد به فی الصناعة رتبة الاجتهاد اذا حصل ما یجب قبله من القدر

ان سب کتابون سے بڑھکر جامع اور زیادہ نفع رسان کتاب تلخیص† ابن حجر عسقلانی ہے اسمین شک نہین کہ یہ کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے بلکہ کافی ہونے سے بھی بڑھکر ہے اور وہ دو جلدون مین ہے اور جو اور بھی کمال معرفت چاہے وہ اور کتب اسلام (جیسے تمہید - نہایہ - بدایہ وشروح کتب احادیث) کا مطالعہ کرے ان شرحوں میں سے عمدہ وہ شرح ہے جو حافظ ابن سید الناس نے ترمذی پر لکھی ہے مگر اسکو پورا نہ کیا - حافظ زین الدین عراقی نے اسکو پورا کر دیا یہ شرح نہایت خوب ہے -

علامہ ابن رشد نے اپنی کتاب نہایۃ المقصد وبدایۃ المجتہد مین کہا ہے کہ مین نے یہ کتاب اسلئے بنائی ہے کہ اجتہاد کرنیوالیکو اس سے رتبہ اجتہاد حاصل ہو جبکہ وہ ان علوم کو جو اس سے پہلے بکار ہین

† یہ کتاب بحمد اللہ ہمارے پاس موجود ہے - اڈیٹر

من النحو واللغة وخصوصاً علم اصول الفقه
وهو كلام جيد من علامة الكبير مسلم له۔
وانما ذكرت هذه الكتب على جهة
الارشاد والمعاونة لا على جهة الايجاب
الشرط الرابع معرفة العربية ويكفي منها
قراءة كتاب مثل مقدمة الشيخ ابن الحاجب
قراءة فهم۔ وهذا على الاحتياط
لا على الايجاب لان في العربية ما لا بد
من معرفته وفيها ما لا يحتاج الى
معرفته مثال ما لا يحتاج اليه
كلامهم في العامل في المستثنى ما هو
ولما ارتفع الفاعل وانتصب المفعول
ونحو ذلك مما لم تعرفه العرب وقد
ذكر الفقيه العلامة علي بن عبد الله
عن ابي الحسين البصري انه قال ليس في
الاجتهاد شرط بعد معرفة الكتاب
والسنة الا اصول الفقه وقد نقلوا
من العربية والمعاني والبيان ما يحتاج
اليه المجتهد قلت فمن اراد الاجتهاد
العام في العلم كله فعليه بعلم العربية

(جیسے نحو لغت اصول فقہ) حاصل کر چکا ہو
یہ کلام علامہ عمدہ اور مسلّم ہے۔
مین نے رسید وزیر یمانی فرماتے ہین ان
کتابون کیطرف مجتہد کو مراجعت کرنیکا
ذکر بطور مصلحت کیا ہے بطور وجوب نہین
کیا۔ یعنی اس سے یہ مطلب نہین کہ جبتک
یہ سب کتابین نہ دیکھی مجتہد نہ ہوگا۔
چوتھی شرط عربیت سے واقف ہو اسکے
لئے ایک کتاب کافیہ ابن حاجب کا سمجھکر اور
اچھی طرح سے پڑھنا کافی ہے یہ بھی ہمنے بطور
احتیاط و مصلحت کہا ہے نہ بطور واجب
[illegible] کتب عربیت مین ایسے
مسایل بھی ہوتے ہین جنکے جاننے کی مجتہد کو
حاجت نہین جیسے یہ مسئلہ کہ مستثنیٰ مین
عمل نصب کون کرتا ہے اور فاعل مرفوع
اور مفعول منصوب کیون ہوتا ہے جنکو
خود عربی لوگ بھی نہ جانتے تھے **فقیہ
ابو الحسین بصری** نے کہا ہے کہ
اجتہاد مین بعد معرفت کتاب اللہ و حدیث
کے بجز اصول فقہ جاننے کے اور کوئی شرط
نہین کیونکہ عربیت و معانی و بیان کے مسائل بقدر حاجت اہل اصول خود نقل کر چکے ہین

فلا اعلم علی وجہ الارض اکثر معونۃ
علی المجتہد علی الفہم الصحیح منہ
من اصول الفقہ ومن اراد الاجتہاد
فی مسئلۃ من العلم فلا یجب علیہ قرأۃ
العربیۃ بل یجب علیہ ان یعرض
ما فہم من تلک المسئلۃ علی علما
العربیۃ ویتعلم منہم ما یتعلق بہا۔
الشرط الخامس اصول الفقہ ہو
عمودہا وراسہا بل اصلہا اساسہا
حتی ان ابا الحسین البصری ذکر انہ
لا اشترط فی الاجتہاد سواہ کما تقدم
لان اہلہ قد نقلوا ما یحتاج المجتہد
او اکثر ما یحتاجہ من الفنون الی فہم
ھذا حتی قال بعض علما المعانی
الاصولیین سرقوا علینا فننا۔ وکذلک
ذکروا اکثر ما یحتاج الیہ من المسایل
العربیۃ۔
الشرط السادس علم المعانی والبیان وقد اختلفوا
فیہ ہل ہو شرط ام لا۔ والحق ان فیہ
ما ہو شرط فی بعض المسایل کالعربیۃ

مین (سید یمانی فرماتے ہین) کہتا ہون
جو عام اجتہاد سبھی علم (کتاب و سنت)
مین چاہے اسکو تو علم عربیت کی ضرورت ہے
کیونکہ روئے زمین پر اس علم اور علم اصول
سے بڑہکر صحیح معنی سمجھنے مین مجتہد کا کوئی
علم مددگار نہین۔
اور جو کسی خاص مسئلہ (کتاب و سنت)
مین اجتہاد کرنا چاہے اُسکو علم عربیت پڑہنا
ضروری نہین بلکہ جو کچھہ وہ کسی آیت
یا حدیث کا مطلب سمجھتا ہے اسکو علمائے
عربیت کے سامنے پیش کرنا اور اس مسئلہ
کے متعلق اس سے کچھہ سیکھہ لینا کافی ہے
پانچوین شرط علم اصول فقہ ہے وہ اجتہاد
کا ستون اور سر بلکہ بنیاد اور جڑ ہے حتی کہ
ابو الحسین بصری نے یہ کہدیا ہے کہ اس علم
کے سوا اور کوئی علم شرط اجتہاد نہین ہے،
کیونکہ اس علم والون نے اور علم کی ضروری
باتون کو اسمین نقل کر دیا ہے چنانچہ بعض
علمائے بیان نے کہا ہے کہ اصولیون نے ہمارا
فن ہمسے چرا لیا ہے ایسا ہی انہون نے اکثر ضروری مسائل
عربیت کو بھی نقل کر دیا ہے۔

چھٹی شرط علم معانی وبیان سے اِسکے شرط ہونے مین اختلاف ہی حق یہ ہی

وفیه مالبس بشرط التبة وقد نقل
اهل الاصول اکثر ما یحتاج الیه
وقد تختلف عباراتهم والمعنی واحد
ومعرفة ما هو شرط منه شئی یسیر
فقد کنت قرأت التلخیص ونقلت
ما یتعلق بمعنی الکلام منه فلغت
الوصل والفصل والامر قریب ولکن
لا بد من عنایة وتعب واجتهاد۔
وانما قلت انه قریب بالنظر الی
تهویل الاصحاب بشانه وبالنظر
الی انه واجب فرض۔ وقد نص
سبحانه وتعالی علی انه ما جعل علینا
فی الدین من حرج۔ هذا اخر کلامه۔

کہ اِس علم مین بعض مسائل ایسے ہین کہ وہ
عربیت کی طرح بعض مسایل ہین اجتہاد
کرنیکے لئے شرط ہین اور بعض ایسے مسایل
ہین کہ وہ شرط نہیں ہین مگر اہل اصول
نے اکثر ان مسائل کو جو شرط اجتہاد ہین
اپنی کتابون مین نقل کردیا ہی اگرچہ انکی
بعض عبارت بعض مواقع پر مختلف ہین
مگر معنی متفق۔ مینے کتاب تلخیص کو پڑہا
تواس سے بعض مسایل کو جو کلام کے معنی سے
متعلق تھے نقل کیا۔ یہ امر قریب ہی مگر محنت
ومشقت واجتہاد بکار ہی۔ مینے اسکو قریب
العمل (لوگون کے مشکل وخوفناک کہنے اور
اسکو واجب وفرض سمجھنے کے مقابلہ مین) کہا ہے
خدا تعالی نے تو صاف فرمادیا ہی کہ اس نے ہمپر تنگی اور مشقت نہین ڈالی۔ پہر
یہ لوگ کیون تنگی کرتے ہین۔ یہ آخر کلام سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی ہے۔
علامہ محمد معین حنفی محدث نے **دراسات اللبیب** مین پہلے کتاب مغنی سے

ولقد وجز واحسن فی بیان شرائط
الاجتهاد صاحب کتاب المغنی من اطلع
علیه لم یعظم علیه امر اصل الاجتهاد
فنوردہ من لفظ الکتاب .....

شروط اجتہاد کو نقل کیا ہی پھر فرمایا ہے
اگر کوئی کھے کہ یہ سب شروط تو کسی مین
جمع نہین ہوتین تو ہم کہین گے کہ ان علوم
کی شرط ہونیکے یہ معنے نہین کہ ان سبھی علوم پر

ثم نبه على ما يستفاد منه ما يزول
به عسر الحكم بتحققه فى زماننا قال
رحمه الله الاجتهاد معرفته ستة
اشياء الكتاب والسنة والاجماع
والاختلاف والقياس ولسان العرب .....
الى ان فصلها ثم قال فان قيل هذه
شروط لا تجتمع فى احد فكيف يجوز اشتراطها
قلنا ليس من شرطها ان يكون محيطا
بهذه العلوم احاطة تجمع اقصاها
وانما يحتاج ان يعرف من ذلك ما يتعلق
بالاحكام من الكتاب والسنة ولسان
العرب ولا ان يحيط بجميع الاخبار
الواردة فيه - فقد كان ابو بكر الصديق
وعمر بن الخطاب رضى الله عنهما خليفتا
رسول الله ووزيراه وخير الناس بعده
فى حال امامتهما يسئلان عن الحكم
فلا يعرفان ما فيه من السنة حتى
يسئلان الناس فيخبر فسئل ابو بكر رض
عن ميراث الجدة فقال ما لك فى كتاب الله
تعالى شئ ولا اعلم لك فى سنة
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم

مجتہد کو پرلے درجہ کا احاطہ ہو بلکہ مجملہ
اِن علوم کے قرآن و حدیث اور عرب
کی زبان سے اسیقدر کا جاننا ضروری
ہے جو احکام کے متعلق ہو - پھر اِس قسم
کے بھی سبھی احادیث کا جاننا شرطِ اجتہاد
نہین ہے -
یہ دیکھو ابوبکر صدیق و عمر فاروق
آنحضرت کے خلیفہ اور وزیر تھے وہ خلافت
کی حالت مین (جب کوئی اِن سے
سوال کرتا اور انکو حدیث سے اسکا جواب
و حکم معلوم نہ ہوتا) اور لوگون سے
پوچھتے - ابوبکر صدیق سے (کسیکی)
دادی نے اپنی میراث کی بابت سوال
کیا آپ نے سایلہ سے کہا کہ ہم تیرے
لئے کتاب اللہ مین کوئی حکم نہین پاتے
اور نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین کچھہ تیرا حصّہ پاتے ہین ولیکن لوگون
سے پوچھتے ہین پھر آپ نے کھڑے ہو کر
فرمایا مین خدا کی قسم دیتا (یا خدا کے
نام سے سوال کرتا) ہون جسکو آنحضرت
کا فیصلہ دادی کے حقمین معلوم ہو

فی الجدة فقام المغیرة فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطاھا السدس وسأل عمر رض من املاص المرأة فاخبر المغیرة بن شعبة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی فیہ بغرة عبداً و امة ولا یشترط معرفة المسائل التی فرعھا المجتھدون فی کتبھم فان ھٰذہ فروع فرعھا الفقھاء بعد حیازتھم منصب الاجتھاد فلا یکون شرطا وھو سابق علیھا۔ ولیس من شرط الاجتھاد فی مسئلتا ان یکون مجتھدًا فی کل المسائل بل من عرف ادلة مسئلة وما یتعلق بھا فھو مجتھد فیھا وان جھل غیرھا کمن یعرف الفرائض واصولھا لیس من شرط اجتھادہ فیھا معرفتہ بالبیع ولذلک ما من امام الا وقد توقف فی مسائل۔ وقیل من یجیب فی کل مسئلة فھو مجنون واذا ترک العالم لا ادری اصیبت مقاتلہ۔ حکی ان مالکا سئل عن اربعین مسئلة فقال فی ستة وثلثین منھا لا ادری

وہ بیان کرے پس مغیرہ کھڑے ہوئے اور کہا آنحضرت نے دادی کو چھٹا حصّہ دلایا ہے۔ حضرت عمر رض نے لوگون سے اس عورت کا حکم پوچھا جسکا حمل کسینے گرادیا ہو حضرت مغیرہ رض نے فرمایا کہ اسقاط حمل کے بدلے آنحضرت نے غلام یا لونڈی دلوائی ہے۔

اجتہاد کے لئے ان جزئیات فقہیہ کا جاننا **شرط** نہین جو مجتہدون نے نکالی ہین کیونکہ یہہ تو منصب اجتہاد حاصل کرنیکے بعد انہون نے نکالی ہین پہر وہ اجتہاد کے لئے (جوان سے پہلے ہوا ہے) شرط کیونکر ہوسکتی ہین اور مجتہد کے لئے یہ بہی **شرط** نہین کہ ایک مسئلہ مین مجتہد ہو تو سبہی مسایل مین اجتہاد کرسکے بلکہ جو شخص ایک مسئلہ کے دلایل و متعلقات جانے وہ اسمین مجتہد ہے گو وہ اور مسایل سے وہ جاہل ہو جیسے ایک شخص فرائض جانتا ہے اسکو اجتہاد کے لئے یہ شرط نہین کہ وہ بیع کی مسایل بہی جانتا ہو۔ **یہی وجہ** ہے کہ ایسا

کوی امام نہین ہوا جسکو بعض مسایل مین توقف نہ ہوا ہو اور یہ بھی عُلمانے کہا ہے کہ جو شخص ہر مسئلہ میں جواب دی کہین لاعلمی کا اظہار نہ کرے وہ مجنون ہے اور کہا ہے کہ جب عالم **لاادری** (یعنی مین نہین جانتا) کہنا چھوڑ دیتا ہے تو اُسکی بات بے اعتبار ہو جاتی ہے۔ **روایت** ہے کہ امام مالک رح سے کسی نے

ولم یخرجه ذلك عن كونه مجتهداً وانما المعتبر اصول هذه الامور وهو مجموع مدون في فروع الفقه واصوله فمن عرف ذلك ورزق فهمه كان مجتهداً له انقياد الاٰية الحكم اذا وليه والله اعلم۔ وخرج من هذا ان المسئلة الواحدة من باب واحد من ابواب الفقه اذا حصلها احد من دليلها بعد ما علم ما يحتاج اليه في الاستدلال فهو مجتهد فيها وان لم يرجع الى ما قال السابق من المجتهدين في تلك المسئلة فان غاية ذلك ان يخالف قولهم بدليل ظهر له والمجتهد عليه ما ظهر۔ واحتمال انه لو راى اقوال الغير فيها بالدليل المعارض

چالیس مسئلے پوچھے آپنے چھتیس مین لاادری کہا پھر اِس امر نے اُنکو مجتہد ہونیسے نہین نکالا۔ مجتہد ہونیکے لئے یہی امر **مُعتبر** ہے کہ اِن باتون کی جو کتابون مین مجموع و مؤلف ہو چکی ہین اصول جانتا ہو۔ ایسا شخص بشرطیکہ فہم اور سمجھ بھی رکھتا ہو۔ محقق ہے اور وہ حق اور ایسا وقت معلوم کرتا ہے جب وہ حاکم ہو اِس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر کوئی ایک مسئلہ بھی مسائل اجتہادی سے دلیل سے حاصل کریگا تو وہ مجتہد ہوگا۔ جبکہ وہ اسکی ضروریات سے واقف ہو گو وہ اِس مسئلہ مین کسی پہلے مجتہد کی بات کو نہ دیکھے اِس سے نہایت بھی بات پیدا ہوگی کہ اسکی بات جو اسکو بدلیل معلوم ہوئی پہلے مجتہدون کے بات کے مخالف نکلے مگر اُسپر وہ دلیل حجت ولائق ہے نہ کسی مجتہد کی بات۔ اسمین یہ احتمال کہ وہ

لرجع عما قال لا یوجب علیه الرجوع فان
مثل هذه الاحتمالات لا اثر لها فی
الایجاب بعد نهوض الدلیل عنده -
وخرج منه ایضاً ان جمیع ما ذکر فیه
من شروط الاجتهاد لا یلزم ان یکون المجتهد
حافظاً له و مستحضراً لما یوجب مراعاته
فیها من مباحث العموم والخصوص والتقیید
والاطلاق وغیر ذلک - بل یکفی فیه
ان یراجع الکتب المدونة فیها بعد فهمها
علی وجهها فاذا راجعها واقتدر بمعونتها
واعمال ما فیها علی حکم فی مسئلة لا ینقص
ذلک من رتبة اجتهاده فی ذلک الحکم
کیف وتدوین کتب الاصول وتبیین قواعدها
المتعلقة بالحجج الاربعة لیس تذکاراً بحتاً
مما کان من صنیع الاوائل وعجز عنه
الاواخر فتکون اساطیر الاولین اکتتبوها
کما ظن فیها وفی کتب متون الحدیث
لا سیما السنن الموضوعة فی الاحکام

اوروں کے اقوال اور اُن کے دلایل
دیکھتا ہو تو شاید اپنی بات سے پھر جاتا
اسکو اس بات سے پھر جانا لازم نہین کرتا
ایسلیے احتمالونکا دلایل قایم ہونیکے بعد کچھہ
اعتبار نہین -
اِس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جو
کچھہ شروط اجتہاد مذکور ہوئی ہیں مجتہد
کو انکا زبان پر رکھنا اور جن باتوں کی
رعایت کرنی اجتہاد مین اسپر واجب ہے
(جیسے نص کے عام و خاص و مطلق و مقید
وغیرہ ہونیکی بحثین) انکا یاد کر رکھنا لازم
نہین بلکہ اسکو بوقت ضرورت اِن
کتابونکیطرف جنمین یہ مباحث لکھے
ہوئے ہین رجوع کرنا کافی ہے اگر وہ
انکو ٹھیک سمجھہ سکتا ہو جب وہ
اُن کتابون کیطرف رجوع کر چکا اور انکی
مدد سے اور اُن کے مسایل مندرجہ
کام مین لانے سے کسی مسئلہ مین
اجتہاد پر قادر ہوگا تو یہ امر اسکے رتبہ اجتہاد مین نقصان پیدا نکریگا کیونکہ ان کتابونکی
تصنیف اور جو انمین قواعد متعلق ادلہ اربعہ بیان ہوئے محض پہلے مجتہدون کی ساختہ
پرداختہ کی یادداشت نہین ہے کہ پہلے اسکے عمل سے مجبور و محروم رہین اور وہ صرف پہلونکی

وكتب فنون شتى تتعلق بعلم الحديث
بل انما اسست قواعد اصول الفقه
ليعمل بها من يحاول الاستنباط و
اخراج الفروع من الاصول ومن يقتدر
بتلك القواعد الماخوذة منها
على ذلك ولو فى فرع واحد فهو
المجتهد فى ذلك الفرع —

وكذلك ما تحمل ما تحمل من مشاق
الرحلة فى جمع الاحاديث ثم في
تهذيبها وتجريدها صحاحا نقية
لا باس عليها الا للعمل لمن يتاخر
زمانهم عن طبقة المصنفين وما
افردت الكتب فى فنون هذا العلم
الشريف على ما يتعجب الناظر فيها الا
لمسيس حاجة العامل بالحديث اليها
فى الزمان المتاخر لا للاعتماد عما كان
يحتاج اليها السابقون - ثم ذكر ما تكفل
لبيانه المحدثون في مؤلفاتهم
من علوم الحديث فقال يكفي في
ذلك الاطلاع من الكتب المدونة
المروية من الحفاظ والمحدثين و

کہانیاں ہوں جنکو جیسا سمجہا لکہہ لیا خصوصًا
کتب حدیث سے سنن اربعہ جو احکام کے
لئے بنائی گئے ہین اور حدیث کی متعلق
اور مختلف فنون کی کتابین بلکہ اِن قواعد
اصول فقہ کی بنیاد نواسی غرض سے قایم
ہوئی ہے کہ جو چاہے اِن پر عمل کرے
اور اصول سے فروعات کو نکالے اور
جو اِن قواعد کی مدد سے اجتہاد (ایک
ہی مسئلہ مین کیون نہ ہو) پر قادر ہو گا
وہ اِس مسئلہ مین مجتہد کہلائیگا -

ایسا ہی احادیث کی جمع کرنے مین پہر
اِن [illegible] پہلے [illegible] اور [illegible] کھری صحیح
حدیثون کے جو بے عیب ہون جدا کرنے
مین جو تکلیفین اُٹہائی گئی ہین وہ صرف
اِسی لئے اُٹہائی گئی ہین کہ جو شخص اِن
مصنفون کے زمانہ سے پیچہے آوے وہ اِنپر
عمل کرے -

اِس شریف علم کے فنون مین جدا جدا تصانیف
جنسے دیکہنے والیکو تعجب ہوتا ہے صرف
پیچہلے زمانون کی حدیث پر عمل کرنیوالون
کی ضرورت وحاجت کی لئے ہوئی ہین

على تفنن علوم الحديث بحيث لم
يبق لمن جاهد حق الجهاد في مطالعتها
خافية في ادنى ما تمس الحاجة
الى العامل بالحديث من تصحيح
متونها وتحسينها وتمييزها وعارها
عنها وكونها من اى قسم من
اقسام الحديث ومعرفة احوال
الرواة من الجرح والتعديل
ومعرفة اسمائهم وكناهم
واسماء آبائهم وسكناهم و
مكاسبهم بحيث كانك عاشرتهم
بجوار الدار ومعرفة الاحكام
الكلية من الحفاظ كقولهم
ليس في الباب حديث وليس في
الباب اصح منه وكل حديث
في الباب ضعيف وهذا الحديث
رواه هذا العدد من الصحابة
وهذا له هذا المقدار من الطرق
وهذا كل رواته اهل الحجاز
وهذا كل رواته اهل العراق
وهذا رواه في بلد فلان بلفظ كذا

نہ یہ بات سنانیکو کہ پہلی مجتہد اِن باتونکی محتاج تہی۔
پہر علامہ نے اِن باتون کو بیان کیا
جنکا محدثین نے اپنی تصانیف مین ذمہ لیا
ہے پس کہا کہ علوم اجتہاد کے جاننے کے لئے
اِن کتابون کو جو تالیف ہوئین اور حفاظ حدیث
سے منقول ہوئین دیکہنا کافی ہے۔ جو انکے
دیکہنے مین جیسا کہ حق ہے مشقت اُٹہاوے اُسپر
کوئی ضروری بات مخفی نہین رہتی حدیثون
کی تصحیح یا تحسین اور غیر صحیح و غیر حسن سے
انکی تمیز اور یہ کہ وہ حدیث کس قسم کی ہے
اور راویون کی جرح و تعدیل کے حالات اور
اُن کے نامون اور کنیتون اور اُن کے
باپون کے نامون اور اُن کے مکانون
اور پیشون کی شناخت ایسی طور پر کہ گویا تو
دیوار بدیوار انکا ہمسایہ رہا ہے اور حفاظ حدیث
کے اِس قسم کے عام حکمون کی پہچان کہ اِس
باب مین کوئی حدیث نہین اور اِس باب مین
جو حدیث ہے وہ ضعیف ہے اور اِس حدیث
کو اتنے صحابہ نے روایت کیا ہے اور اِس حدیث
کی اتنی سندین و طریق ہین اور اِس حدیث
کے سب راوی حجازی ہین اور اِس حدیث کے سب راوی

عراقی ہین اور اِس حدیث کو فلان شہر مین راوی نے اِس طور سے بیان کیا

وزاد فيه هذا اللفظ بعد روايته
بلا زيادة وذلك في زمان كذا
وهذا في زمان كذا وهذه الرواية
لهذا الحديث حرف بعد التحديث
وهذا قبل وهذا يرسل وهذا
يدلس — وكل رواية فلان عن
فلان لا يعتمد عليه وهذا الحديث
لا معارض له في الاحاديث [illegible]
وهذا له هذا العدد من الاحاديث
المتعارضة —
والترد ابهم انهم يوردون
في كتب السنن متون الاحاديث
المتعارضة في بابين متصلين
وافردوا التصنيف في ما لا معارض
له من الاحاديث وماله معارض
وافردوا الكتب في الناسخ والمنسوخ
من الاحاديث وهو علم شريف من
علوم الاحاديث مهتم واهل تصنيف
هذا الفن مع قضاء وطرهم عن
حقوقه لم يقتصروا عليه بل درجوا

ہے اور اسمین یہ لفظ بڑھا دیا ہے بعد
اِس کے کہ بدون اِس لفظ کے روایت کیا
کیا تھا اور وہ فلان زمانہ مین تھا اور یہ
فلان زمانہ مین تھا اور اِس حدیث کو
روایت کرنیسے پیچھے بدل دیا ہے اور اسکو
روایت کرنیسے پہلے بدل دیا ہے اور یہ
راوی مرسل حدیث لایا کرتا ہے اور وہ
مُدلّس ہے (یعنی بے سُنی روایتین ایسے
طور پر بیان کرتا ہے کہ سُنی ہوئی معلوم
ہوں) اور فلان راوی کی حدیث فلان
شخص سے لائق اعتماد نہین ہے اور اِس حدیث
کا کوئی معارض نہین اور اسحدیث کی
اتنی حدیثین معارض ہین —
اِنکی یہ اکثر عادت ہے کہ متعارض حدیثونکو
کُتب حدیث مین متصل دو بابون مین
وارد کیا کرتے ہین انہون ایسی مستقل کتابین
بہی تصنیف کی ہین جنمین صرف وہ حدیثین
وارد ہین جنکی معارض اور حدیثین نہین یا
وہ حدیثین جنکی معارض حدیثین موجود ہین
اور انہون نے ناسخ و منسوخ علوم حدیث سے شریف علم ہے

فیہ بابا عظیما واسعا من العلم
فی کتبہم وضمنوہ بیانہم ذلک
ایراد المتعارضین من الاحادیث و
التکلم فی ترجیح احدہما علی الاخر
مع الاشارۃ الی من تمسک بہا من
الائمۃ بحیث فاضوا وافادوا عن
کیفیۃ التعارض والجمع والترجیح
وعددوجوہ بل حصروہا فی
مائۃ وعدۃ وجہ علی ما احطنا بہا۔

(دراسات)

اس فن کے لوگون نے اسکا حق پورا کرکے
اسی پر نہین رہی بلکہ اس کے ضمن مین ایک
اور بڑا اور وسیع علم کو بھی بیان کر دیا ہے
وہ یہ کہ دو باہم مختلف و متعارض حدیثونکو
وارد کیا ہے اور انہین سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح و غلبہ دینے مین ایسی گفتگو کی ہے
کہ لوگون کو فیض پہنچایا اور کیفیت تعارض
وتطبیق و ترجیح کو بیان کر دیا اور ترجیح کی
وجوہات اور صورتین (ہماری علم مین) ایک
سو کئی وجہ مین بیان کین۔

ناقل و مترجم کہتا ہے ان وجوہات ترجیح کی تفصیل مع التمثیل محصول
امام رازی رحمہ اللہ اور ارشاد الفحول قاضی محمد بن علی شوکانی رح یمانی وغیرہ
کتب اصول متقدمین ومتاخرین مین موجود ہے مگر انمین ان وجوہات کا بیان بہت
بسط و تطویل سے ہوا ہے ارشاد الفحول کا خلاصہ مطلب نواب صاحب
بھوپال نے اپنی کتاب حصول المامول مین وارد کیا ہے ہم اس مقام مین
اس کتاب کا مختصر بیان نقل کرنا موجب طمانیت و زیادت بصیرت ناظرین خیال
کرتے ہین۔ ہرچند اسمین بھی فی الجملہ طول کا خوف ہی مگر چونکہ ہمکو اوق علوم
واخص مسایل کا اس رسالہ کے ذریعہ سے عام مین پھیلانا مدنظر ہے اسلئے ہم
اس فی الجملہ طول کا لحاظ نہین کرتے۔ ناظرین سے امید ہی کہ اس نشر و اشاعت علوم
ومسایل کا قدر کرین گے اور اس تطویل پر آشفتہ خاطر نہ ہون گے۔
نواب صاحب ممدوح حصول المامول صفحہ ۲۱ مین امام شوکانی کی کتاب کا خلاصہ

یون بیان فرماتے ہین - تو جان لے کہ دو معارض دلیلون مین ترجیح کبھی اسناد

اعلم ان الترجیح قد یکون باعتبار الاسناد وقد یکون باعتبار المتن وقد یکون باعتبار المدلول وقد یکون باعتبار امر خارج فهذه اربعة انواع والنوع الخامس الترجیح بین الاقیسة والنوع السادس الترجیح بین الحدود السمعیة - النوع الاول الترجیح باعتبار الاسناد وله صور الاول الترجیح بکثرة الرواة فیرجح علی ما رواته اقل لقوة الظن به والیه ذهب الجمهور وقال الکرخی انهما سواء - قال ابن دقیق العید هذا المرجح من اقوی المرجحات واما لو تعارضت الکثرة وترجیح العدالة من جانب اٰخر ففیه قولان ترجیح الکثرة وترجیح العدالة فانه رب عدل یعدل الف رجل فی الثقة کما قیل ان شعبة بن الحجاج کان یعدل

حدیث کی نظر سے ہوتی ہے کبھی الفاظ حدیث کی نظر سے کبھی اُس کے معانی کی نظر سے کبھی امور خارجی کی نظر سے یہ چار اقسام ترجیح ہوئی (جو اکثر متعارض حدیثون مین پائے جاتے ہین) قسم پنجم باہم قیاسون مین ترجیح - قسم ششم اشیا کی سماعی تعریفات مین ترجیح - **ترجیح بنظر اسناد کے کئی صورتین ہین**

(۱) ترجیح کثرت راویون سے یعنے جس حدیث کے راوی بہت ہون گے اُسکو حدیث پر ترجیح ہوگی جس کے راوی کم ہون کیونکہ ظن صحت و صداقت جو خبر واحد مین ہوتا ہے کثرت راویون سے قوی ہوتا ہی - جمہور کا یہی مذہب ہی - اور کرخی نے (حنفیہ میز سے) کہا ہی کہ وہ دونو برابر ہین - ابن دقیق العید نے کہا ہی یہ وجہ ترجیح تمام وجوہات سے قوی تر ہی اور اگر ایک جانب مین کثرۃ رواۃ ہو اور دوسری جانب مین غلبہ عدالت راوی ہو تو اسمین دو قول ہین بعض کثرت کو ترجیح دیتے ہین اور بعض عدالت کو اس دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ بسا اوقات ایک عادل ثقہ ہو نہمین ہزار آدمی کے برابر ہوتا ہے

مائتين وقد كان الصحابة رض يقدمون رواية الصديق رض على رواية غيره -

الثاني انه يرجح ما كانت الوسائط فيه قليلة وذلك بان يكون اسناده عاليًا -

الثالث ان ترجح رواية الكبير على رواية الصغير لانه اقرب الى الضبط -

الرابع انها ترجح رواية من كان فقيها على من لم يكن كذلك لانه اعرف بمدلولات الالفاظ -

الخامس انها ترجح رواية من كان عالما باللغة العربية لانه اعرف بالمعنى ممن لم يكن كذلك -

السادس ان يكون احدهما اوثق من الاخر -

چنانچہ کہا گیا ہی کہ شعبہ بن حجاج دو سو آدمی کے برابر تہا اور آنحضرت کی اصحاب صدیق اکبر کی روایت کو اور ونسی مقدم کرتے ہین -

(۲) ترجیح بقلت وسایط اسناد یعنی جس حدیث کے راوی اور آنحضرت مین وسیلہ (ناقل) کم ہو یعنی اسکی سند عالی ہو جیسی امام بخاری کی تین واسطہ سی آنحضرت سی حدیث یا امام مالک کی دو واسطہ سی آنحضرت سی روایت اسکو اس حدیث پر ترجیح ہوگی جسکی راوی اور آنحضرت مین بہت سی واسطی ہون -

(۳) ترجیح بہ کبر سنی یعنی بڑی عمر والیکی روایت کم عمر والیکی روایت سی مرجح ہوگی کیونکہ وہ سمجھنی اور یاد رکہنی کیطرف قریب ہوتا ہے مترجم کہتا ہی یہ وجہ تفصیل طلب ہے یہ اُسی کلان سال کے حقمین لایق اعتبار ہی جو کم عمر سے زیادہ ضابط ہو اور اگر کم عمر زیادہ ضابط سمجھہ والا ہوشیار ہو تو اسکی حدیث کو بڑی کم سمجھہ سی ترجیح ہوگی - بزرگی بعقل است

(۴) ترجیح بفقہ راوی یعنی جو راوی فقیہہ ہو اسکی حدیث روایت غیر فقیہ پر مرجح ہوگی کیونکہ وہ الفاظ کے معانی کو خوب جانتا ہی مترجم کہتا ہی یہ وجہ بہی تفصیل طلب ہی ایسی حدیث مین لایق اعتبار ہی جو بالمعنی روایت ہوئی ہو - یا اسکی الفاظ یا محل یا قرائن سے راوی نے کچھہ چھوڑ دیا ہو اور جن احادیث کو راویون نے بلفظہا بلا کم و کاست مع متعلقات

نقل کیا ہو اسمین راوی فقیہہ وغیرہ فقیہہ مساوی ہین امام رازی نے محصول
مین کہا ہے قال قوم ہذا الترجیح انما یعتبر فی خبرین مرویین بالمعنی اما المروی باللفظ
فلا یعنے یہ ترجیح ان احادیث مین معتبر ہے جنکی روایت بالمعنی ہو لفظی روایت والے
حدیثون مین اسکا اعتبار نہین اور جو اسکے جواب مین کہا ہے وہ ہماری دلیل و تقریر
کو اُٹھا نہین سکتا دیکھ لے جس کا جی چاہے -

(۵) ترجیح بعلم عربیت یعنی جو شخص عربی زبان جانتا ہو اُسکی حدیث عربی
نہ جاننے والے پر ترجیح رکھیگی مسلم کہتا ہے اسمین بھی وہی بحث ہر
جو وجہ چہارم مین ہے - امام فخر الدین رازی نے محصول مین اسپر یہ اعتراض
کیا ہے کہ عربی دان اپنی سمجھ کے بھروسہ پر اس کے الفاظ یاد رکھنے مین اتنی
کوشش نہ کریگا جتنی وہ جاہل عربی زبان سے اسکے الفاظ یاد رکھنے مین مبالغہ کریگا
لہذا چاہیئے کہ جاہل کی روایت کو ترجیح ہو -

(۶) ایک دو راویون سے زیادہ ایک ثقہ ہو -

السابع ان یکون احدھما احفظ من الآخر -

(۷) ایک ان مین سے زیادہ یادداشت رکھتا ہو -

الثامن ان یکون احدھما من الخلفاء الاربعۃ دون الآخر -

(۸) ایک انمین سے خلفای راشدین مین سے ہو -

التاسع ان یکون احدھما متبعا والآخر مبتدعا -

(۹) ایک انمین سے اہلسنت ہو دوسرا بدعتی -

العاشر ان یکون احدھما صاحب الواقعۃ لانہ اعرف بالقصۃ -

(۱۰) ایک انمین سے اس واقعہ کا اہل تعلق ہو جسکو روایت کرتا ہے کیونکہ وہ قصہ کو خوب پہچانتا ہے

الحادی عشر ان یکون احدھما مباشرا

(۱۱) ایک راوی خود اس کام کا کرنیوالا ہو

لما رواه دون الآخر۔

(۱۲) الثانی عشر ان یکون احدهما کثیر المخالطة للنبی صلعم دون الآخر لانها تقتضی زیادة

(۱۳) الثالث عشر ان یکون احدهما اکثر ملازمة للمحدثین من الآخر۔

(۱۴) الرابع عشر ان یکون احدهما قد طالت صحبتہ للنبی صلعم دون الآخر۔

(۱۵) الخامس عشر ان یکون احدهما قد ثبتت عدالتہ بالتزکیة والآخر بمجرد الظاهر۔

(۱۶) السادس عشر ان یکون احدهما قد تثبت عدالتہ بالممارسة والاختبار والآخر بمجرد التزکیة فانہ لیس الخبر کالمعاینة۔

(۱۷) السابع عشر ان یکون احدهما قد وقع الحکم بعدالتہ دون الآخر۔

(۱۸) الثامن عشر ان یکون احدهما قد عدل مع ذکر اسباب التعدیل والآخر عدل بدون ذکرها۔

(۱۹) التاسع عشر ان یکون المزکون لاحدهما اکثر من

(۲۰) العشرون ان یکون المزکون لاحدهما اکثر بحثا عن احوال الناس من المزکین للآخر

جسکو روایت کرتا ہے۔

(۱۲) ایک اتنین سے آنحضرت سے بہت میل جول رکھتا ہو کیونکہ میل جول سے زیادہ اطلاع متصور ہے

(۱۳) ایک راوی محدثین سے زیادہ صحبت رکھتا ہو۔

(۱۴) ایک راوی آنحضرت کا زیادہ صحبتی ہو

(۱۵) ایک راوی کی عدالت کسی کے عادل کہنے سے ثابت ہو دوسری کی صرف ظاہر حال دیکھنے سے۔

(۱۶) ایک کی عدالت تجربہ و امتحان سے ثابت ہو دوسرے کی صرف کسی کے عادل کہنے سے

(۱۷) ایک کی عدالت پر قاضی کا حکم جاری ہو چکا ہو۔

(۱۸) ایک راوی کی عدالت با وجہ و دلیل بیان ہوئی ہو دوسرے کی بلا وجہ۔

(۱۹) ایک راوی کو عادل کہنے والے بہت ہوں دوسری کے کم۔

(۲۰) ایک کو عادل کہنے والے لوگوں کے حالات سے زیادہ بحث و کرید کرنے والے ہوں۔

الحادی والعشرون ان یکون المزکون لاحدھما اعلم من المزکین للاخر۔

الثانی والعشرون ان یکون احدھما قد حفظ اللفظ فھو ارجح ممن اروے بالمعنے او اعتمد علی الکتابۃ۔

الثالث والعشرون ان یکون احدھما اسرع حفظا من الاخیر وابطاء نسیانا منہ فانہ ارجح امالو کان احدھما اسرع حفظا واسرع نسیانا و الاخر ابطاء حفظا وابطأ نسیانا [illegible]

الرابع والعشرون انھا ترجح روایۃ من یوافق الحفاظ علی روایۃ من یتفرد عنھم فی کثیر من الروایات۔

الخامس والعشرون انھا ترجح روایۃ من دام حفظہ وعقلہ ولم یختلط علی من اختلط فی آخر عمرہ۔

السادس والعشرون انھا تقدم روایۃ من کان اشھر بالعدالۃ والثقۃ من الاخر لان ذلک یمنع من الکذب

السابع والعشرون انھا ترجح روایۃ من کان

(۴۱) ایک راوی کے عادل کہنے والے زیادہ عالم ہون

(۴۲) ایک راوی نے الفاظ حدیث یاد کیے ہون دوسری نے معنی یا لکھنے مین بہروسا کیا ہو

(۴۳) ایک راوی یاد کرنے مین جلد باز بہولنے مین ڈہیلا ہو تو اسکی روایت مرجح ہوگی اور اگر ایک یاد کرنے مین بہی جلد باز بہولنے مین بہی اور دوسرا یاد کرنے مین بہی دیر کرنیوالا ہو اور بہولنے مین بہی ویسا ہی ہو تو اس صورت [illegible] ہوگی

(۴۴) جسکی روایت حفاظ حدیث سے اکثر موافق ہو وہ اسکی روایت سے مرجح ہوگی جو اکثر روایت مین حفاظ سے مخالف منفرد ہو۔

(۴۵) جو یادداشت وعقل مین ثابت رہا ہو اسکی روایت اس شخص سے مقدم ہوگی جسکی عقل یا حافظہ اخیر عمر مین بگڑ گیا ہو۔

(۴۶) جو شخص عدل اور ثقہ ہونے مین زیادہ مشہور ہو اسکی روایت اوروں سے مقدم ہوگی کیونکہ اسکی شہرت اسکو کذب سے مانع ہے

(۴۷) جسکی نسب مشہور ہوگی کہ یہ فلانے کا

مشہور النسب علی من لم یکن مشہورا۔

(۲۸) الثامن والعشرون ان یکون احدهما معروف الاسم ولم یلتبس اسمه باسم ضعیف۔

(۲۹) التاسع والعشرون انها تقدم روایة من تأخر اسلامه علی من تقدم قاله ابو اسحق الشیرازی وابن برهان والبیضاوی وقال الآمدی بعکس ذلک۔

(۳۰) الثلثون انها تقدم روایة الذکر علی الانثی لان الذکر اقوی فهما واثبت حفظا وقیل لا تقدم۔

(۳۱) الحادی والثلثون انها تقدم روایة الحر علی العبد لان تحرزه عن الکذب اکثر وقیل لا یقدم۔

(۳۲) الثانی والثلثون انها تقدم روایة من ذکر الحدیث علی من لم یذکر سببه۔

(۳۳) الثالث والثلثون انها تقدم روایة من لم یختلف الرواة علیه ممن اختلفوا علیه۔

بیٹا یا فلان قوم سے ہے اسکی روایت غیر مشہور سے مقدم ہوگی

(۲۸) جسکا نام کسی ضعیف راوی کے نام سے ملتا نہو اسکی حدیث اس راوی سے مقدم ہوگی جسکا نام ضعیف راوی سے ملتا ہو۔

(۲۹) جسکا اسلام پیچھے کہ ہو اسکی حدیث اُس شخص سے مقدم ہوگی جو اِس سے پہلے مسلمان ہوا ہو۔ یہ ابو اسحق شیرازی وغیرہ کا قول ہے اور آمدی اِس کے عکس کا قایل ہے۔

(۳۰) مرد کی روایت عورت کی روایت سے مقدم ہوگی کیونکہ مرد سمجھ مین زیادہ قوی اور یادداشت مین زیادہ مضبوط ہوتے ہین۔ بعض کا قول ہے کہ مقدم نہ ہوگی۔

(۳۱) اصیل کی روایت غلام سے مقدم ہوگی کیونکہ وہ جھوٹ سے زیادہ بچتا ہے اسمین ایک قول یہ ہے کہ مقدم نہوگی۔

(۳۲) جسکی حدیث مین اسکے سبب کا ذکر ہو اسکی حدیث اس سے مقدم ہوگی جسنے سبب کا ذکر نہین کیا۔

(۳۳) جسکے راویون نے باہم اختلاف کیا ہو اسکی حدیث اُس سے مقدم ہوگی جس کے راویون نے اختلاف کیا ہو۔

(۳۴) الرابع والثلثون اینکون احدھما احسن استیفاء للحدیث من الاخر فانھا ترجح روایته۔

(۳۵) الخامس والثلثون انھا تقدم روایة من سمع شفاھا علی من سمع من وراء الحجاب۔

(۳۶) السادس والثلثون اینکون احد الخبرین بلفظ حدثنا او اخبرنا فانذ ارجح من لفظ انباءنا ونحوہ۔

(۳۷) السابع والثلثون انھا تقدم روایة من سمع من لفظ الشیخ علی روایة من سمع بالقراءة علیہ۔

(۳۸) الثامن والثلثون انھا تقدم روایة من سمع بالسماع علی روایة من روی بالاجازة۔

(۳۹) التاسع والثلثون انھا تقدم روایة من روی المسند علی روایة من روی المرسل۔

(۴۰) الاربعون انھا تقدم الاحادیث التی فی الصحیحین علی الاحادیث الخارجة عنھما۔

(۳۴) جس نے حدیث کو پورا بیان کیا ہو اُسکی حدیث ادھورے بیان والے سی مُقدم ہوگی۔

(۳۵) جس نے حدیث بالمشافہ سنی ہوگی اُسکی حدیث آڑ کے پیچھے سُننے والے سی مقدم ہوگی۔

(۳۶) لفظ حدثنا و اخبرنا والی حدیث لفظ انباءنا اور اسکی مثل لفظ والے حدیث سی مقدم ہوگی بعض نے یہ بہی کہا کہ حدثنا والی اخبرنا والی سے مقدم ہوگی۔

(۳۷) جس نے خود شیخ سے حدیث سنی ہو اُسکی حدیث ایسی شخص سے مقدم ہوگی جسنے کسی اور کو شیخ کے سامنے پڑہتے سنا ہو

(۳۸) جس نے حدیث استاد سی سنی ہو اُسکی حدیث ایسے شخص سے مقدم ہوگی جس نے صرف اُس سی اجازت لی ہو

(۳۹) جس نے مسند[ع] حدیث روایت کی ہو اُسکی حدیث مرسل روایت کرنیوالی سی مقدم ہوگی

(۴۰) صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیثین اُن احادیث سی مقدم ہونگی جو انمین نہون۔

ع مسند وہ حدیث جو بسند متصل آنحضرت سی پہنچے۔ مرسل وہ جسکو تابعی صحابی (جسنے آنحضرت سی وہ حدیث سُنی ہو) کا نام چہوڑ کر قال رسول اللہ کہدے۔ اڈیٹر

الحادی والاربعون انها یقدم روایۃ من
لم ینکر علیہ علی روایۃ من انکر علیہ
وبالجملۃ فوجوہ الترجیح کثیرۃ وحاصلہا
ان ماکان اکثر افادۃ للظن فہو الراجح
فان وقع التعارض فی بعض ہذہ
المرجحات فعلی المجتہد ان یرجح بین
مایعارض منہا۔
واما المرجحات باعتبار المتن فہی
انواع۔
الاول ان یقدم الخاص علی العام
کذا قیل۔ ولا یخفاک ان ہذا لیس
من باب الترجیح بل من باب
الجمع وہو مقدم علی الترجیح
الثانی ان یقدم الافصح علی
الفصیح لان الظن انہ لفظ النبی صلعم
اقوی۔ وقیل لا ترجیح لان البلیغ
یتکلم بالافصح والفصیح۔
الثالث انہ یقدم العام الذی لم
یخص علی الذی خص نقلہ الجوینی
عن المحققین وجزم بہ سلیم الرازی۔

(۴۱) جسکی روایت پر کسی محدث نے اعتراض کیا ہو
اسکی حدیث اس روایت سے مقدم ہوگی جسپر
اعتراض ہوا ہو۔ **بالجملہ** وجوہات ترجیح کثرت
سے ہین ان سب کا حاصل یہ ہے کہ جس حدیث
سے زیادہ ظن صدق حاصل ہو وہ ترجیح
رکھتی ہے خواہ کسی صورت سے ہو پھر اگر
ان وجوہات مین باہم معارضہ ہو یعنی ایک
دوسرے کے مقابلہ مین پائی جاوے تو مجتہد ان مین سے
خود ترجیح دے جسکو مرجح پاوے۔

الفاظ حدیث کے لحاظ سے جو وجوہ
ترجیح ہین وہ بھی کئی قسم کی ہین۔

(۱) وہ حدیث جسکے الفاظ خاص ہون عام
الفاظ والے سے مقدم ہوگی مگر یہ بھی معلوم
ہوگا کہ اس صورت مین ترجیح نہین پائی جاتی
بلکہ عام و خاص مین تطبیق و موافقت کیجاتی
ہے جو ترجیح پر مقدم ہے۔
(۲) بہت خوش تقریر کی حدیث اس سے
کم خوش تقریر کی حدیث پر مقدم ہوگی کیونکہ
بہت فصیح کلام کا کلام نبوی ہونیکا ظن غالب ہے
بعض کا قول ہے کہ یہ وجہ ترجیح نہین ہو سکتی کیونکہ
نبی [illegible]
(۳) جس عام تخصیص نہوئی ہو وہ اس عام سے مقدم ہوگی جسمین تخصیص ہو چکی ہو چنانچہ امام جوینی نے
محققین سے نقل کیا ہے

بہت فصیح [illegible]

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۷ لغایت ۱۰ — جلد ۳

متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنہ

بابت ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		روپیہ	آنہ
۱	خصوصی قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب و رئیس	سے ر	۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ے	۰
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	عہ	۸ ر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پیشگی دیں	۰	۱۲ ر
۵	للہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	دعا	خیر

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہی۔ رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت حسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چار چند ہے۔

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا۔ رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔

خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہئیے و ارسالہ زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی ہو اور کسی صورت سے ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہ ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ مالیر کوٹلہ ضلع لودیانہ

مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپا

التماس

جن صاحبون کی خدمت مین مطالبہ قیمت اشاعۃ السنہ مین ہم مکرر خطوط پیڈ اور رجسٹری شدہ بھیج چکے ہین وہ خدا کو۔ رسول کو۔ موت کو۔ قیامت کو۔ حق دوستی کو۔ آشنائی کو۔ صاحب سلامت کو۔ ملاقات کو۔ اپنی ذاتی خوبی معاملہ کو۔ مروت کو (کسیکو) تو پیش چشم رکھین۔ اور قیمت پرچہ نہی جواب خطوط تو دین۔ اس دل چسپ التماس نے بہی انکا دل نہ پکڑا تو ناچار بیرنگ خطوط کا سلسلہ جاری کیا جاویگا پہر شکایت ہو۔

اطلاع

مقدمہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ ۱۸۸۱ء سے شروع ہے مگر قلت حجم و مقدار (چار ورق) کے سبب وہ ختم ہونے نہین پایا ہے۔ لہذا اب مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسکو اس سال ۱۸۸۲ء مین ختم کیا جاوے ۱۸۸۳ء سے بعونہ تعالے مقاصد ضمیمہ (مسائل فرعیہ مذہب محدثین) شروع ہون۔ لہذا مناسب معلوم ہوا ہے کہ جسقدر زاید حجم و مقدار ضمیمہ نمبر ۱ و ۱۲ میں بکار ہو وہ حجم رسالہ سے لیا جاویگا اور رسالہ اسیقدر کم کیا جاوے جن کو اس رائے سے مخالفت ہو وہ اپنی رائے سے ہمکو مطلع کرین مگر اسکے ساتھ ایسی تدبیر بتا دین جس سے حجم رسالہ کم ہو اور ضمیمہ کا حجم بڑہ جاوے۔

تسکین

اس نمبر مین جو اصطلاحات اصول فقہ مذکور ہین ہمنے جزو سوم مقدمہ مین وہ بخوبی حل کر دی ہین ناظرین ان مشکل الفاظ کو دیکہکر نہ گہبراوین۔

الرابع انه یقدم العام الذی لم یرد علی سبب علی العام الوارد علی سبب قاله الحنفیة والکیا وابو اسحاق الشیرازی وسلیم الرازی

الخامس انها تقدم الحقیقة علی المجاز اذا لم یغلب المجاز۔

السادس انه یقدم المجاز الذی هو اشبه بالحقیقة من المجاز الذی لم یکن کذلک۔

السابع انه یقدم ما کان حقیقة شرعیة او عرفیة علی ما کان حقیقة لغویة۔

الثامن انه یقدم ما کان مستغنیا عن الاضمار فی ما هو مفتقر الیه

التاسع انه یقدم الدال علی المراد من وجهین علی ما کان دالا علیه من وجه واحد۔

(۴) جو عام کسی سبب خاص سے وارد نہوا ہو وہ اس عام سے مقدم ہوگا جو کسی خاص سبب سے وارد ہوا ہو۔ یہ بھی جوینی وغیرہ نے کہا ہے۔

(۵) حقیقت (لفظ کا اصلی معنی میں استعمال) مجاز (لفظ کا غیر اصلی معنی میں استعمال) سے مقدم ہوگی بشرطیکہ وہ معنی مجازی کا استعمال غالب نہو گیا ہو۔

(۶) جو مجازی معنے حقیقی معنی کے قریب ہو وہ معنے مجازی بعید سے مقدم ہوگا۔

(۷) جو معنی لفظ کے شرع میں یا عرف میں حقیقی ہوں وہ اس معنی سے مقدم ہونگے جو لغت میں اسکے حقیقی معنی ہوں۔

(۸) جس کلام میں ضمیر پیدا کرنیکی حاجت نہو وہ اس کلام سے مقدم ہے جو ضمیر کے محتاج ہو۔

(۹) جس کلام کے معنی ومراد دو وجہ سے ثابت ہوں وہ اس سے مقدم ہے جسکے معنی ایک وجہ سے ثابت ہوں

۱۔ جیسے من ادرک رکعتہ من الصلوٰة فقد ادرک الصلوٰة میں لفظ رکعت ہے جسکے شریعت میں حقیقی معنے پوری رکعت کے ہیں جسمیں رکوع سجود قیام سب داخل ہیں اور لغت میں حقیقی معنی رکوع کے ہیں جو عرفاً مجازی معنی ہیں لہذا اس حدیث میں بحکم اسوجہ ترجیح کے معنی پوری رکعت کو ترجیح ہے جو لوگ اسکو نہیں سمجھتے یا اسکیطرف توجہ نہیں کرتے وہ اس حدیث میں لفظ رکعت سے رکوع مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جسنے امام کو رکوع میں پایا اسنے رکعت کو پالیا۔ انہیں انہوں نے ایک اور یہی حقیقت شرعیہ کو چھوڑا اور معنی مجازی کو لیا لفظ صلوٰة سے رکعت مراد لی۔ ان باتوں کو ہمارے آجکل کے اہلحدیث جو بن ٹہہ کے اجتہاد کرتے ہیں بالکل نہیں سمجھتے اور اپنے اجتہاد میں ایسی غلطیاں کہاتے ہیں۔ ۱۲

العاشر انه يقدم ما دل على المراد بغير واسطة على ما دل عليه بواسطة -

الحادى عشر ان يقدم ما فيه الايماء الى علة الحكم على ما لم يكن لذلك لان دلالة المعلل اوضح من دلالة غير المعلل -

الثانى عشر ان يقدم ما ذكرت فيه العلة مقدمة على ما ذكرت فيه متاخرة وقيل بالعكس -

الثالث عشر انه يقدم ما ذكر فيه معارضة على ما لم يكن [illegible] كقوله كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها على الدال على تحريم الزيارة مطلقا -

الرابع عشر انه يقدم المقرون بالتهديد على ما لم يقرن به -

الخامس عشر انه يقدم المقرون بالتاكيد على لم يقرن -

السادس عشر انه يقدم ما كان مقصودا به البيان على ما لم يقصد به -

(١٠) جو کلام اپنی مراد خود بخود بتادیوے وہ اس سے مقدم ہی جسکی مراد کسی ذریعہ سے معلوم ہو -

(١١) جس کلام مین حکم کی علت وسبب کیطرف ایما ہو وہ اس سے مقدم ہی جسمین یہ ایما نہو کیونکہ مدلّل بات غیر مدلل بات سے مطلب بتانیمین زیادہ واضح ہوتی ہی -

(١٢) جس مین علت وسبب حکم کا ذکر پہلے ہو وہ اس سے مقدم ہی جسمین اسکا ذکر پیچھے ہو اور بعض اسکے عکس کے قائل ہین -

(١٣) جسمین حکم کے ساتھہ اسکے مقابل کا ذکر ہو وہ اس سے مقدم ہی جسمین یہ ذکر نہو جیسے آنحضرت کا یہ قول "مین تمکو زیارت قبور سے منع کیا کرتا تہا اب زیارت کرو" اس سے مقدم ہی جسمین صرف ایک ہی حکم ممانعت زیارت ہے -

(١٤) جسمین حکم کے ساتھہ اسکی مخالفت پر ڈر سنادیا ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین یہ ڈر سنایا ہو -

(١٥) جسمین حکم کے ساتھہ تاکید ہی کی گئی ہو وہ اس سے مقدم ہی جسمین تاکید نہو -

السابع عشر انه یقدم مفهوم الموافقة+ علی مفهوم المخالفة۔

الثامن عشر انه یقدم النهی علی الامر۔

التاسع عشر انه یقدم النهی علی الاباحة۔

العشرون انه یقدم الامر علی الاباحة۔

الحادی والعشرون انه یقدم الاقل احتمالا علی الاکثر احتمالا۔

الثانی والعشرون انه یقدم المجاز علی المشترک۔

الثالث والعشرون انه یقدم الاشهر فی الشرع او اللغة والعرف علی غیر الاشهر فیها۔

الرابع والعشرون انه یقدم ما کان بالاقتضاء علی ما یدل بالاشارة وعلی ما یدل بالایماء وبالمفهوم موافقة ...

(۱۶) جس حکم کے بیان کی غرض سے کلام فرمایا گیا ہو وہ اس سے مقدم ہے جو ضمناً یا اشارةً اس کلام سے مفہوم ہو۔

(۱۷) جو بات کلام سے اسکے مضمون کے موافق سمجھی جاوے وہ اس سے مقدم ہے جو اسکے مخالف سمجھی جاوے بعض عکس کے قائل ہین۔

(۱۸) نہی امر سے مقدم ہے۔

(۱۹) نہی حکم اباحت سے مقدم ہے۔

(۲۰) امر حکم اباحت سے مقدم ہے۔

(۲۱) جسکے معنے مین احتمال کم ہون وہ اس سے مقدم ہے جسکے معنی مین [illegible] احتمال ہون۔

(۲۲) مجاز مشترک سے مقدم ہے۔

(۲۳) جو لغت یا شرع مین زیادہ مشہور ہو وہ غیر مشہور سے مقدم

(۲۴) جو معنی مقتضائی لفظ سے ثابت ہون وہ اس معنی سے مقدم ہین جو اسکے اشارہ یا ایما یا مفہوم+ موافق یا مخالف سے معلوم ہون

+ مفہوم موافق کی مثال یہ ہے زید کو غلام کیخاطر کرو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسکے باپ یا بھائی کی عزت کرو دریہ بات مضمون کلام کے موافق ہے مفہوم مخالف کی مثال یہ ہے زید کے دشمن کو مارو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسکے دوست کو نہ مارو یہ بات اسکے مضمون کے حکم مخالف ہے اسمین تو مارنے کا حکم تھا اسمین نہ مارنے کا حکم ہے۔

الخامس والعشرون انه يقدم ما تضمن تخصيص العام على ما يتضمن تاويل الخاص لانه اكثر

السادس والعشرون انه يقدم المقيد على المطلق -

السابع والعشرون انه يقدم ما كان صيغة عمومه بالشرط الصريح على ما كان صيغة عمومه بكونه نكرة في سياق النفي او جمعا معرفا او مضافا ونحوهما

الثامن والعشرون انه يقدم الجمع المحلي والاسم الموصول على اسم الجنس المعرف بالام [illegible] استعمال [illegible] دلالتها اضعف على خلاف معروف في هذا وفي الذي قبله -

واما المرجحات باعتبار المدلول فهي انواع

الاول انه يقدم ما كان مقررا للحكم الاصل والبراءة على ما كان ناقلا وقيل بالعكس واليه ذهب الجمهور واختار الاول الفخر الرازي والبيضاوي والحق ما ذهب اليه الجمهور -

الثاني ان يكون احدهما اقرب الى

(۲۵) جس حکم میں کسی عام کی تخصیص پائی جاوے وہ اس سے مقدم ہے جسمیں کسی خاص کی تاویل ہو کیونکہ وہ پہلا ہی وسیع ہے -

(۲۶) جسمیں کوئی قید ہو وہ بے قید سے مقدم ہے -

(۲۷) جس عام کا عموم اسکے صریح لفظ سے ہو وہ اس سے مقدم ہے جسکا عموم نکرہ کے تذییل نفی ہونے یا جمع معرّف (بلام) وغیرہ ہونے سے ہو -

(۲۸) جمع معرّف بلام اور اسم موصول اس اسم جنس سے مقدم ہیں جو لام کے ذریعہ سے معرف بنایا گیا ہو کیونکہ [illegible] کا استعمال مخصوص ذہنی میں زیادہ ہے -

ترجیح بلحاظ معانی بھی کئی قسم ہے

(۱) جو حکم براءت و اباحت اصلیہ کا مؤید ہو وہ اس سے مقدم ہے جو اس کا مخالف ہوگا بعض عکس کے قائل ہیں اور یہی مذہب جمہور علماء ہے امام رازی و بیضاوی نے پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے اور حق مذہب جمہور ہے -

(۲) جسمیں احتیاط ہے وہ غیر احتیاطی سے

الاحتیاط فانہ ارجح۔

الثالث انہ یقدم المثبت علی المنفی نقلہ الجوینی عن جمہور الفقہاء لان مع المثبت زیادۃ علم وقیل بالعکس وقیل ہما سواء

الرابع انہ یقدم ما یفید سقوط الحد علی ما یفید لزومہ۔

الخامس انہ یقدم ما کان حکمہ اخف علی ما کان حکمہ اغلظ وقیل بالعکس۔

السادس انہ یقدم ما لا تعم بہ البلوی علی ما تعم بہ۔

السابع ان یکون احدہما موجبا لحکمین والآخر موجبا لحکم واحد لاشتمالہ علی زیادۃ۔

الثامن انہ یقدم الحکم الوضعی علی الحکم التکلیفی وقیل بالعکس

التاسع انہ یقدم ما فیہ تاسیس علی ما فیہ تاکید۔

مقدم ہے۔

(۳) مثبت منفی سے مقدم ہے چنانچہ امام جوینی نے جمہور فقہا سے نقل کیا ہے کیونکہ مثبت مین ایک امر زاید کا علم ہے جو منفی مین نہین ہے۔ بعض عکس کے قایل ہین۔ بعض دونو کو برابر کہتے ہین۔

(۴) جس نص سے کسی حد شرعی کا ساقط ہو جانا مفہوم ہو وہ اس سے مقدم جس سے حد شرعی ثابت ہو۔

(۵) جس کا حکم خفیف ہو وہ اس سے مقدم ہے جس کا حکم سخت ہو۔

(۶) جس حکم سے بہت لوگونکو کام نہ پڑا ہو وہ اس سے مقدم ہے جس سے بہت لوگونکو کام پڑا ہو۔

(۷) جو نص دو حکم کی مثبت ہو وہ اس سے مقدم ہے جو ایک حکم کی مثبت ہو۔

(۸) حکم وضعی (جو صرف یہ بتاوے کہ فلان امر فلان حکم کے لئے شرط یا سبب ہے جیسے نماز کے لئے وضو یا وقت) حکم تکلیفی اصل مقصود احکام نماز۔ روزہ وغیرہ) سے مقدم ہے بعض عکس کے قایل ہین۔

والمرجع في مثل هذه الترجيحات
هو نظر المجتهد المطلق فيقدم
ما كان عنده ارجح على غيره
اذا تعارضت -

واما المرجحات بحسب الامور
الخارجية فهي انواع
الاول انه يقدم ما عضده دليل
اخر على ما لم يعضده دليل اخر
الثاني ان يكون احدهما قولا والاخر
فعلا فيقدم القول لان له صيغة الفعل
ولا صيغة له -
الثالث انه يقدم ما كان فيه
التصريح بالحكم على ما لم يكن كذلك
كضرب الامثال ونحوها فانها ترجح
العبارة على الاشارة -
والرابع انه يقدم ما عمل عليه اكثر
السلف على ما ليس كذلك لان الاكثر
اولى باصابة الحق وفيه نظر لان الحجة
في قول الاكثر ولا في علمهم فقد يكون
الحق في كثير من المسائل مع الاقل كما مدح الله القليل من عباده في مواضع من كتابه -

(۹) جسمین نئی بات پائی جاوے وہ تاکید
حکم سابق سے مقدم ہے -
اِن ترجیحات کا مدار و مرجع مجتہد کی نظر ہی
وہ جسو جہ کو لایق ترجیح پاویگا بوقت تعارض
اسکو ترجیح دیگا -

مرجحات بنظر امور خارجی بھی کئی قسم ہین

(۱) جسکی دوسری دلیل تائید کرے وہ
اس سے مقدم ہوگی جسکا کوئی موید نہو -
(۲) حدیث قولی فعلی سے مقدم ہوگی -
(۳) جس مین حکم واضح طور پر بیان کیا
گیا ہو وہ اس سے مقدم ہی جو ایسی نہو کیونکہ
عبارت کو اشارت پر ترجیح ہی -
(۴) جسپر اکثر سلف کا عمل ہو وہ اس سے مقدم
ہی جو ایسی نہو کیونکہ اکثر لوگونکو حق پر پہنچنے کا
زیادہ حق ہی مگر اسمین شبہ ہی کیونکہ اکثر لوگونکے
قول و عمل کی کچھ سند نہین کبھی حق ادن
لوگونکے ساتھ ہوتا ہی جو اکثر نہون یہی وجہ ہے
کہ خدا تعالے نے قرآن شریف مین بہت
جگہہ کم لوگون کی مدح کی ہی -

* جیسا کہ فرمایا ہے وقلیل من عبادی الشکور - اور وقلیل ما ہم - اور اکثر لوگون کی مذمت مین فرمایا ہے
وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین - ۱۲ -

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۸ جلد ۱۳

متضمن ضروریات متفرقہ

مضامین مندرجہ ذیل مدت سے متقاضی اندراج تھے مگر تنگی عرصہ قرطاس و طوالت مضامین معمولی اس سے مانع رہے - اب ضرورۃً معمولی مضمون کو ناتمام چھوڑکر بجائے اسکے ان مضامین کو درج کیا جاتا ہے -

عذر و تسکین

تحریر مضامین اشاعۃ السنۃ مین دلایل و نقول کے سبب تطویل ہو جاتی ہے اور یہہ طرز ان لوگونکو جو بحکم کل جدید لذیذ ہمیشہ نئے مضامین کے طالب رہتے ہین اور بیشتر زمانہ حال مجرد اظہار خیال بلا استدلال کو پسند کرتے ہین غالباً ناپسند ہوگی اور اسی بناء پر جو تطویل مضمون حال (تفرقہ بین الاسلام والزندقہ) مین ہو رہی ہے انپر بہت شاق گذرتی ہوگی مگر ہم معذور ہین ہمکو انگریزی طور پر صرف اظہار اپنے خیال کا منظور نہین ہے بلکہ اس خیال کا خدا و رسول و سلف امت کی اقوال سے مستند کرنا اور متبعان دین کے خیال مین اسکی صداقت جمانا مدنظر ہے جو بدون تطویل و تفصیل اقاویل ممکن نہین ہے

اور علاوہ بران اسمین یہہ بھی فایدہ ہے کہ ایک بحث کے ضمن مین کئی مسایل مشکلہ اور دقایق معضلہ دین پر لوگون کو اطلاع ہوتی ہے اور اصول و فروع دین مین انکی بصیرت و علمیت روز بروز بڑھتے ہین [illegible] سے امید ہے کہ ان مباحث کو غنیمت کبری سمجھکر بجائے شکایت باطنی اظہار شکر الہی کرین اور ہمکو انگریزی طرز اختیار کرنے سے معذور سمجھکر معاف فرماوین - وللناس فیما یعشقون مذاہب

اور مضمون (تفرقہ بین الاسلام والزندقہ) تو قریب الاختتام ہے انشاء اللہ نمبر اینده مین ختم ہوگا اسکے بعد اسی طرز سے مباحث سابقہ کو پورا کیا جاویگا اینده جو خدا کی مشیت ہے وہ سب پر غالب ہے - واللہ غالب علے امرہ -

شکریہ و معذرت

خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اب اہل فضل

وکمال کو اشاعۃ السنۃ کی طرف توجہ ہوئی ہے اور بارسال مضامین اسکی معاونت سوجھی ہے چنانچہ ایک صاحب فضل نے ضلع انبالہ الہ آباد سے ایک طولانی مضمون بجواب تہذیب الاخلاق کے مضمون (الاسلام ہو الفطرۃ والفطرۃ ہی الاسلام) کے ارسال فرمایا ہے اور ایک صاحبنے صوبہ بہار سے سات مضمون مختصر بجواب تہذیب الاخلاق وتفسیر نیچر ارسال فرمائے ہین ازانجملہ ایک مضمون مین نیچر سید احمد خانی کا ابطال ہے - دوسرے مضمون مین نیچری خانصاحب بہادر بالقابہ کی انکار نسخ قرانی کا جواب ہے - تیسرے مین انکار جواز استرقاق کا جواب ہے - چوتھے مین انکے اس افترا کا جواب ہے کہ آنحضرت نے بسم اللہ کو کتاب بردشت سے لیکر قرآن مین درج کیا ہے - پانچوین مین انکی اس افترا کا جواب ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے - چھٹے مین انکے منخنقہ کو حلال کہنیکا جواب ہے - ساتوین مین انکے انکار معجزہ کا جواب ہے - اور ایک فاضل محقق نے دہلی سے ارسال مضامین کا وعدہ کیا ہے - مگر افسوس صد افسوس ہمارے پرچہ مین ان مضامین کے اندراج کی جگہہ نہین ہے مضمون فاضل الہ آبادی

تین مہینے سے ہمارے پاس پڑا ہے جسکے اندراج کا ابتک موقع نہین ملا لہذا ان حضرات کی خدمات مین ہم بڑے شکرگذاری کے بعد معذرت کرتے ہین کہ اس دفعہ ان مضامین کو درج نکرنے مین ہمکو معذور سمجھین آیندہ ان مضامین کو نشیئًا فنشیئًا ہم درج کرینگے - اور جناب باری مین بصد عجز و نیاز یہہ دعا کرتے ہین کہ وہ ہمارے خریداران پرچہ کو ادائے قیمت پرچہ کی توفیق عطا کرے سبھی خریدار پوری قیمت ادا کر دیا کرین تو رسالہ معمولی مقدار دو جزو سے زیادہ اجزا مین نکل سکے - یا وہ خداوند اپنی قدرت وکرامت سے بطور خرق عادت (علی رغم انف المنکرین) ان دو جزو رسالہ کو ایسی وسعت وبرکت دے کہ بہت سے مضامین ان مین آجایا کرین - خریداران کو اختیار ہے اپنے لئے ادائے قیمت کی توفیق چاہین یا ان انہی دو جزو کے بطور خرق عادت بڑھ جانے کے منتظر و امیدوار رہین -

مذہبی اشاعت

ذاتی کام (جو کسی خاص شخص سے متعلق ہو) گو ایک شخص اپنی ہی ذات سے کرسکتا ہے مگر جمہوری کام کا انجام بدون جمہوری اجتماع

و معاونت کے ممکن نہین ہے مثلاً ایک شخص اپنی ذات سے عابد یا زاہد بننا چاہے تو کسی مسجد کے حجرہ مین وہ معتکف ہو کر عابد یا زاہد بن سکتا ہے مگر کسی قوم کا ہادی یا مربی بننا چاہے تو اس امر کے لئے صرف اسکی ذات کافی نہین ہے بلکہ اور انصار و اعوان کا محتاج ہوتا ہے یہہ بادی النظر کا فتوی ہے اور اگر نظر غائر سے دیکھا جاتا ہے تو جن کامون کو ذاتی خیال کیا جاتا ہے انکا اتمام و حسن انجام بہی بدون جمہوری معاونت کے ممکن نہین ہے -

اسی عابد یا زاہد کو مسجد کے حجرہ مین دو سال [illegible] اعتکاف توڑنا پڑے اسکی عبادت کے لئے کپڑا بوریا کوزہ کوئی بہم نہ پہنچائے تو عبادت کا قافیہ تنگ ہو جاوے - سر اسکا یہہ ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اسلئے یہہ اپنی ہر کمال مین (ذاتی ہو خواہ جمہوری) جمہوری معاونت کا جو تمدن کے لوازم سے ہے محتاج ہے -

اور منجملہ جمہوری کامون کے اشاعت مذہب ہے جو بدون جمہوری معاونت وجود مین آنے ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کو جب تک جمہوری معاونت

پہونچتی رہے اسکی ترقی ہوتی گئی اور جب وہ معاونت منقطع ہوئی تو اسمین سستی واقع ہوئی مذہب اسلام ہی کو دیکھو جب تک اسکی انصار و جمہوری مددگار سلاطین والا تبار و علماء خیار ہو دن بدن ترقی پذیر رہے - اور جب سے اس سلسلہ کا انقطاع ہوا رونق مذہب اسلام مین تنزل شروع ہو گیا - اسوقت کے عیسائی مذہب کے لوگون کو مذہب کی اشاعت کیطرف توجہ ہے اور اسپر انکا جمہوری اتفاق و اجتماع موجود ہے - امریکہ و افریقہ انگلنڈ وغیرہ بلاد مین جا بجا مذہب کی اشاعت کے لئے انکی کمیٹیان [illegible] قایم ہین اور ادنی سے اعلی تک اون کمیٹون مین چندہ دیتے ہین جس سے لاکہون روپیہ مشن مین جمع ہوتا ہے اور اسکے ذریعہ سے دیہات اور پہاڑون اور جنگلون مین انکی منادی و واعظین پہونچتے ہین اور جا بجا انکی مدرسہ قایم ہین اور اکثر شہرون مین انکے مطبع جاری ہین جنمین انکی مذہبی کتابین تصنیف اور مترجم ہو کر چہپتی ہین اور گلی کوچون مین مفت بٹتی ہین اور انکی مذہبی اخبار شایع ہین - جنمین انکے خیالات عام لوگون مین

پہیلتے ہین تو اس صورت سے یوماً فیوماً کچھہ نہ کچھہ
انکے مذہب کو ترقی ہے۔
مگر کمال افسوس کا مقام ہے کہ اہل اسلام سے اب
یہہ خیال بالکل اٹھہ گیا ہے۔ اور اونہون نے اس
جمہوری اتفاق و تعاون کو کافرون کا شعار
سمجھکر اسکو ان ہی مخالفین مذہب کے سپرد کر دیا ہے
و بنا برعلیہ مذہبی اشاعت کا چارج بہی ان ہی کو
دیدیا ہے۔ اور خود دین سے فارغ ہو کر اپنا
اپنا دل پسند کام اختیار کیا ہے۔
امرا کا کام رات دن کا عیش و آرام ہے اور
علما کو مسجدون کی حلوی مانڈے سے کام
فقیر اور [illegible]
اسے اشاعت اسلام کا کام کام ہے۔
اگر مسلمانان ہند وغیرہ بلاد فی کس ہستانی روپیہ ایک ایک پیسہ
ماہوار اشاعت مذہبی کے لئے بطور چندہ جمع کرین
تو کروڑون روپیہ جمع ہو جاوے اور نہین تو
اگر عام مسلمانان پنجاب دہلی سے پشاور تک فی
کس ایک روپیہ سے ایک پیسہ گرہ سے نکالین تو بہی لاکہون
روپیہ ہو جاوے۔ اور نہین تو اگر خاص فرقہ
موحدین متبعین سنت سید المرسلین ہی یہہ امر
اختیار کرین تو بہی ہزارون روپیہ سے تو کم نہو

پہر دیکہین جو کام پادری سو روپیہ مین نکالتے
یہان وہ دس مین کس خوبصورتی سے ہوتا ہے؟
اور تہوڑے دنون مین اسلام کیا رونق پکڑتا ہے؟
پس اہل اسلام کو لازم ہے کہ ہماری اسبات کو
خیال مین لاوین اور اسلام کی رونق قدیم کو تازہ
کر دکہاوین۔ اسمین اپنے اسلاف امرا مومنین و سلاطین
مسلمین کا اقتدا کرین۔ یا اپنے مخالفین مذہب
دجنکو ناری بتاتے ہین اور ترجیحہن الشلالہ یرجون کا
مصداق ٹہراتے ہین) ہی کی سرگرمی و جوش مذہبی
پر رشک کہاوین اور شرم کو کام مین لاوین۔
پس ہر شہر و قریہ مین اشاعت مذہب کے لئے
[illegible] قایم کرین اور انکی استعانت
سے چندہ کی فراہمی مین کوشش کرین پہر بعد
فراہمی چندہ جا بجا مدرسہ قایم کرین۔ اور علما کو
تصانیف و ترجمہ و وعظ کے لئے مقرر کرین اور
مذہبی اخبار و رسایل جاری کرین اور جن سے
خود اس امر کا انجام نہو سکے وہ دوسرونکی پیروی کا
و معاونت کرین اور جو تہوڑی یا بہت اسوقت کہین
کہین کوشش ہو رہی ہے اسمین شریک ہو جاوین
اسمین تہوڑی بہت کوشش کی ایک مثال
اخبار منشور محمدی ہے جو مدت سے

پادریون کے مقابلہ مین جاری ہے مگر عام
عام مسلمانون سے اسکی پوری معاونت
نہین ہوتی صرف بعض عالی ہمتون کی اعانت
سے وہ جاری ہے - ایسا ہی اخبار مہر
درخشان و نصرت الاسلام
اسکی مثالین ہوسکتی ہین - اور ایک مثال
اسکی مدرستہ القرآن دہلی ہے جو جناب
بقیۃ السلف وحجۃ الخلف شیخنا و مولانا سید
محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور انکے
احباب و اصحاب کی توجہ سے جاری ہے
جسکا ذکر ہمنے نمبر چہارم جلد ۳ کے اخیر مین کیا ہے
[illegible]
[illegible]
جسکا اشتہار ہمنے ضمیمہ نمبر ۴ جلد ۳ مین شایع
کیا تہا پہر نمبر ہشتم مین دوبارہ اسکی معاونت
کا شوق دلایا - اور ایک مثال اسکی
مدرستہ العلوم مقام آرہ ضلع شاہ آباد
ہے - یہہ دونون مثالین آخر الذکر
ترقی اسلام کے لئے عمدہ ذریعے ہین اسلئے
انکا ذکر کسیقدر تفصیل سے اس مقام مین
مناسب ہے بلکہ جو کچھہ کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے
وہ سب ان ہی دو مثالون کی ذکر خیر

کی تمہید مین کیا گیا ہے مثال اول (براہین احمدیہ)
کی پوری تفصیل تو اس کتاب کی دیباچہ مین ہے - اور اسکا
خلاصہ اشتہار سابق الذکر مین شایع ہوا -
اسکا خلاصہ اس مقام مین ذکر کیا جاتا ہے کہ یہہ کتاب
کل فرقہای مخالفین اسلام کے مقابلہ مین تصنیف ہوئی
ہے جسمین یہود و نصاری و براہمہ و برہمو سماج وغیرہ
منکرین دین محمدی سے مقابلہ مین عمدگی کے ساتہہ بحث
کی ہے اور ایسی پر زور دلایل سے انکا مقابلہ کیا ہے
کہ ان دلایل کے توڑ دینے پر اسکی مصنف (اخی و محبی
میرزا غلام احمد رئیس قادیان) نے دس ہزار انعام دینے
کا وعدہ دیا ہے - عام لوگون کو ان دلایل کی
[illegible] سے معلوم ہوسکتا ہے اور
خواص کو جو مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید
کے گرویدہ ہین اصل کتاب کی دیکہنے سے معلوم ہوسکتا ہے
یہہ کتاب پچیس حصہ مین ہے جسکا ہر ایک حصہ (۵)
جزو مین ہے - از انجملہ دو حصہ طبع ہوچکی ہین اور باقی
حصص زیر طبع ہین مگر اہل اسلام کی عدم توجہی سے
ابتک کافی روپیہ بہم نہین پہنچا اور زر ثمن کتاب
جو سابقا فی نسخہ پانچ روپیہ قرار پایا اور اسکا
پیشگی ارسال فرمانا خریدارون سے چاہا گیا تہا
اکثر خریدارون نے نہین بہیجا - اسوجہ سے مرزا صاحب

ان ہی دو حصون کے طبع سے چہہ سو روپیہ کے
زیر بار ہوگئے ہین و بنا بر علیہ باقی حصون کے
چہپانے سے متوقف ہو بیٹھے ہین- لہذا مین
بعرض اصل حال ولی جوش کے ساتہہ اہل اسلام
کو رغبت دلاتا ہون کہ بار سال زر قیمت اس
کتاب کو چہپوائین اور باختیار تساہل اس عمدہ
ذریعہ ترقی اسلام کے سلسلہ کو توڑ ندین
مگر یہہ امر ملحوظ خاطر رکہین کہ اب حجم کتاب
بہ نسبت سابق بہت بڑہ گیا ہے
اور اسکا انطباع بہی ایسے مطبع (سفیر ہند امرتسر)
مین ہوتا ہے جسکا اور مطابع کی نسبت ڈبل
[illegible] کتاب [illegible] بجاے پانچروپیہ
فی نسخہ دس روپیہ قرار پائی ہے لیکن جن صاحبون
نے پہلے نرخ سے قیمت پیشگی ارسال فرمائی ہوئی
ہے انکو تو بنظر عقد سابق اسی نرخ سے کتاب لینے
کا استحقاق ہے- ہان بنظر اعانت و برعایت
حرج مرزا صاحب وہ بہی بجای پانچروپیکے دس روپیہ
دین تو انکی عالی ہمتی ہے) اور جو صاحب آیندہ
خرید فرمائینگے انسے فی نسخہ دس روپیہ سے کم
نہ لئے جاوینگے- جنکو اسباب مین خط و کتابت
یا ارسال زر منظور ہو وہ براہ راست مرزا صاحب کو
بہ نشان بمقام قادیان ضلع گورداسپور مخاطب
کرین- اسمین مجہے واسطہ نہ بناوین کہ اس توسط مین
میرا بہی حرج ہے اور انکے کام مین بہی توقف
ہوتا ہے-

دوسری مثال (مدرسۃ العلوم آرہ) کو
اصول و اغراض کے بیان مین اسکو بانی (داعی
و محبی مولوی محمد ابراہیم صاحب) نے ایک اشتہار
جاری کیا ہے اس مقام مین اسکا خلاصہ نقل کرنا کافی
ہے اور بعض احباب (جو مذہبی جوش مین سرگرم
ہین) کی خدمات مین اصل اشتہار بہی بہیجا
جائیگا- آپ فرماتے ہین مینے نیز قومی بہائیون
کے [illegible] نے یہہ تجویز کی ہے کہ مدرسین
واسطے درس تفسیر و حدیث و ترجمہ قرآن و اصول
حدیث و فقہ و فرائض معانی و صرف و نحو وغیرہ
آلات علوم دینیہ کے اور واعظین گانون اور
شہرون مین واسطے وعظ و نصیحت کرنے کی
اور مؤلفین رسالجات مخالفین کے رد لکہنے
کے لئے اور مترجمین کتب عربیہ مفید عام کا
ترجمہ کرنے کو لئے مقرر ہون اور یہہ کتابین
چہپین- ××× بہائیون کو لازم ہے کہ اس
انتظام و اہتمام کی بزرگی اور اسکا خرچ خیال فرمائ

لاوین اور غور و تامل کرین کہ ہر گاہ جمیع طرق ہدایت عام و خاص اس انتظام مین احاطہ ہوگی تو انشا اللہ ہدایت عام کی دہوم دہام سے رونق پذیر ہوگی × × × مومنو اس گوہر گران مایہ کو جلد خرید و کچہہ نہ کچہہ ماہوار مقرر کرو ۔ × × اگر ہر شخص اپنی آمدنی سے چوسٹہوان حصہ یعنے فی روپیہ ایک پائی ماہانہ بہی ٹہرالین تو بہی کم نہین اور اہل ہمت تو بہت کچہہ کر دکہاتے ہین ۔"

پس مین اس مدرسہ کیلئے بہی اخوان مسلمین کو عموما اور فرقہ موحدین کو خصوصا بڑی گرمجوشی سے رغبت دلاتا ہون کہ اس مدرسہ کی اعانت کو بہی اپنا فرض مذہبی سمجہین اور ہر شہر و قریہ مین اسکے لئے چندہ جمع کرکے بانی مدرسہ کے پاس براہ راست بہ نشان آرہ ضلع شاہ آباد محلہ چوک مسجد بہیجتے رہین ۔

اور ایک مثال اس اشاعت (جسکی نظیر مسلمانون مین نہ زمانہ سابق مین گذری ہی ۔ نہ زمانہ حال مین نظر آتی ہے) وہ ہی جو ابہی وجود مین نہین آئی صرف میرے اور میرے

چند احباب کے خیال مین ہے وہ یہہ کہ مثل عیسائیون سے بڑہکر ایک اعلے کمیٹی یعنے بڑی انجمن اسلامی مقرر کیجاوے جسکے ماتحت بہت سی سب کمیٹیان یعنے چہوٹی انجمنین اکثر اضلاع پنجاب و ہندوستان مین مقرر ہون اور اسمین عام مسلمانان یا خاص موحدین سے کس و ناکس سے حسب حیثیت چندہ لیا جاوے ۔ و بنا بر علیہ جابجا مدارس قایم ہون ۔ اور رسایل تصنیف ہون اور اخبار جاری ہون اور واعظین و منادی کرنیوالے مقرر ہون ۔ اور لاوارث لڑکے و مساکین مسلمین تربیت پاوین ۔ اس تجویز نے ظہور پایا تو سب کوئی دیکہیگا اسلام کیسی رونق پکڑتا ہے ۔

اس تجویز کی بنا اسی مہینے مین رکہی جاویگی اور اسکی کیفیت نمبر آیندہ کے ساتہہ شائع ہوگی ۔ اب مین اس مضمون کو دعا پر ختم کرتا ہون اور مسلمان بہائیون کے لئے خدا سے توفیق چاہتا ہون ۔

اللہ تعالے مومنون کی پست ہمتی کو دور کرے اور انکو اپنے دین کی نصرت و اشاعت

آمین ثم آمین

ریویو

خباب مولوی سید الفت حسین صاحب مدرس
نارمل سکول دہلی کے رسایل ردنیچریہ پر۔

اس عالی ہمت و صاحب غیرت منصف مزاج
نصفت امتزاج کی متعدد رسایل دکشف راز۔
تادیب مدعیان تہذیب۔ تہذیب نیچر وغیرہا)
کو مین نے دیکہا اور انسے نفع اٹہایا۔
مؤلف عالی ہمت نے جواب حضرات نیچریہ
مین ہر طرز ظریف وسخن ظریف کو اختیار
کیا ہے جو آج کل لوگون کو پسند ہے۔
جواب [illegible]
خیر الکلام ما قل و دل ہین انکی جوابات کو پسند
کرتا ہو اور مؤلف علام کا دل سے شکر و ستایش
بجالاتا ہون۔

ایک بڑی عالی ہمتی و نیک نیتی مؤلف کی اس
تالیف مین یہہ ہے کہ ان رسایل کے اجرا سے
کوئی ذاتی منفعت آپکو مد نظر نہین ہے۔
غالبا جس لاگت مین وہ رسایل تیار ہوتی ہین
اسی قدر قیمت کی عوض مین فروخت کیۓ جاتی ہین
مگر افسوس کہ ہماری قوم انکی رسایل کی قیمت ادا کرنے
بہی ان ہی اصول بیت ہمتی و نادہندگی پر عمل کرتے ہین بہت
لوگو کیطرفسے قیمت رسایل جناب مؤلف کو نہین پہنچے
گویا یہہ نادہندگی و پست ہمتی ہماری قوم کا شیوہ
ہو گیا ہے جو کہین اور کسی معاملہ دینی مین الشئ ہو
اگر لوگ ہمت و حوصلہ کو بڑہا دین اور کم سے کم سو خریدار
ماہواری رسالہ کے میسر ہو جاوین تو جناب ممدوح رد
نیچریہ مین ماہواری رسالہ جاری کر دین اور قیمت بہی
نہایت مختصر لین جو فی خرد . . . سے زیادہ نہو۔ پس
مین اپنے مسلمان بہائیونکو اس امر کی رغبت دلاتا
ہون اور خدا سے چاہتا ہون کہ جیسے اشاعۃ السنہ اور
اخبار تیرہوین صدی تہذیب الاخلاق کی خو[illegible]
جاری ہین نیچری یہہ رسالہ بہی بالاستقلال جاری ہو
اور اگر لوگون سے یہہ جرات نہو سکی تو اس سے دریغ نکرین
کہ جب کبہی حسب اتفاق کوئی رسالہ جناب ممدوح چہپوا کر
کسی کے پاس بہیجین تو اسکی قیمت بلاطلب تقاضا بہیجدیا کرین
جنکو رسایل مذکورہ بالا مطلوب ہون وہ دہلی
مطبع یوسفی کے پتہ سے جناب ممدوح سے طلب کر لین
اور بعض احباب کو بعض رسایل اس پرچہ کی ساتھ بہیجے
جاوینگے وہ ان رسایل کی قیمت اسی حساب سے میرے
پاس بہیجدین۔ تین اسباب مین اور بہی کچہہ
لکہتا اور نیز آپکی ان رسایل پر جو شیعہ و سنی کے

. . . بادین وہ اس کتاب کی جناب ممدوح سے درخواست کرین اور آپکے حق مین ترقی دارین کی دعا کرین

الخامس ان يكون احدهما موافقا لعمل الخلفاء الاربعة دون الاخر فانه يقدم الموافق وفيه نظر

السادس ان يكون احدهما يتوارثه اهل الحرمين دون الاخر وفيه نظر

السابع ان يكون احدهما موافق لعمل اهل المدينة وفيه ايضا نظر

الثامن ان يكون احدهما موافقا للقياس دون الاخر فانه يقدم الموافق۔

التاسع ان يكون احدهما اشبه بظاهر القران دون الاخر فانه يقدم۔

العاشر انه يقدم ما فسره الراوي له بقوله او فعله على من لم يكن كذلك

وقد ذكر بعض اهل الاصول مرجحات في هذا التقسيم زائدة على ما ذكرنا ههنا وقد ذكرناها في الانواع المتقدمة لانها

ومن اعظم ما يحتاج الى الترجيح الخاص اذا تعارض عمومات بينهما عموم وخصوص من وجه كقوله تعالے

(۵) ایک حدیث عمل خلفائے اربعہ کے موافق ہو۔ اس مین بھی شبہ ہی۔

(۶) ایک حدیث توارث وعمل اہل حرمین کے موافق ہو۔ اسمین بھی شبہ ہی۔

(۷) ایک حدیث عمل اہل مدینہ کا موافق ہو۔ یہ بھی محل* اعتراض ہے۔

(۸) ایک حدیث موافق قیاس ہو نہ دوسری۔

(۹) ایک ظاہر قرآن کی مشابہ ہو نہ دوسری۔

(۱۰) جسکو راوی اپنے قول یا فعل سے تفسیر کردے وہ اسپر مقدم ہوگی جو راوی کے قول و فعل سے مفسّر نہو۔

[illegible] مرجحات اور بھی کر گئی ہین ہمنے اونکو پہلے قسمون مین داخل کردیا ہی کیونکہ وہ انسے زیادہ چسپان تھے۔

ان مرجحات خارجیہ کیطرف سب سے زیادہ حاجت اسصورت مین ہوتی ہی جبکہ ایسے عام نصوص مین تعارض ہو جو ایک وجہ سے عام ہین اور ایک وجہ سے خاص جیسے خدا تعالے کا

*ان سب اعتراضون کی وجہ یہ ہے کہ عمل خلفاء و توارث حرمین وعمل اہل مدینہ حجت نہین دیکھو چھوٹی بڑی کتب اصول۔ ۱۲

وَاَنْ تَجْمَعُوا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ مع قولہ اَوْ
مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فان الاولی خاصة
فی الاختین عامة فی الجمع بین الاختین
فی الملک وبعقد النکاح والثانیة
عامة فی الاختین وغیرھما خاصة
فی ملک الیمین وکقولہ علیہ السلام
من نام عن صلوة او نسیہا فلیصلیہا
اذا ذکرھا مع نہیہ عن الصلوة
فی الاوقات المکروھة فان
الاول عام فی الاوقات خاص
فی الصلوة المقضیة والثانی
عام فی الصلوة خاص فی الاوقات
فان علم المتقدم من العمومین و
المتاخر منہما کان المتاخر ناسخا
عند من یقول ان العام المتاخر ینسخ
الخاص المتقدم واما من لا یقول
بہ فیعمل بالترجیح بینہما وان لم یعلم
المتقدم منہما من المتاخر وجب الرجوع
الی الترجیح علی القولین جمیعا بالمرجحات
المتقدمة واذا استویا اسنادا
ومتنا ودلالة رجع الی المرجحات

یہ قول کہ تمپر دو ہمشیرہ کو جمع کرنا حرام ہی مع اس
قول خداوندی کے کہ لونڈیان (یعنے اور
جسقدر ہون) تمپر حلال ہین۔ پہلی آیہ
دو ہمشیرہ کی ذکر مین خاص ہی اور کیفیت
جمع مین عام کہ خواہ جمع کرنا نکاح سی ہو خواہ
ملک سی۔ دوسری آیہ دو ہمشیرہ وغیرہ مین عام ہی
اور یہ بتاتی ہی کہ لونڈیان خواہ دو ہمشیرہ ہون
خواہ اجنبی تمپر حلال ہین اور حکم ملک کے بیان
مین خاص ہی۔ ایسا ہی آنحضرت کا یہ قول کہ
جو نماز سے سو جائی یا اسی بھول جائی وہ جب
یاد آئی نماز پڑہی مع اس قول نبوی کے جسمین اوقات
مکروہ (ابتداء طلوع و غروب) مین نماز کی ممانعت
آچکی ہی۔ پہلا قول بیان اوقات مین عام ہی
اور قضائی نماز مین خاص یعنی یہ بتاتا ہی کہ خواہ
کوئی وقت نماز پڑہنے کا ہوئی یا نہو مین گزری ہوئی
پڑہ لو۔ دوسرا نمازون مین عام ہی اور بیان
اوقات مین خاص یعنی یہ بتاتا ہی کہ ان وقتون مین
کوئی نماز (پڑہنے ہوئی کیون نہو) مت پڑہو۔
ایسی صورت مین اگر دو نصوص سے ایک کا مقدم
دوسری کا موخر ہونا معلوم ہو تو جو شخص عام
متاخر سی خاص متقدم کو منسوخ سمجھتا ہی وہ اس عام

الخارجية وان لم يوجد مرجح خارجي وتعارضا من كل وجه فعلى الخلاف المتقدم هل يخير المجتهد في العمل باحدهما او يطرحهما ويرجع الى دليل آخران وجد او الى البراءة الاصلية -

ونقل سليم الرازي عن ابي حنيفة انه يقدم الخبر الذي فيه ذكر الوقت ولا وجه لذلك قال ابن دقيق العيد هذه المسئلة من [illegible] والمختار عند المتاخرين الوقف الا بترجيح يقوم على احد اللفظين بالنسبة الى الآخر وكان مرادهم ترجيح العام الذي لم يخص مدلول العموم كالترجيح بكثرة الرواة وسائر الامور الخارجة عن مدلول العموم ثم حكى عن الفاضل ابي سعيد محمد بن يحيى

متاخر کو ناسخ کہتا ہے اور جو اسکا قایل نہیں وہ یہاں ترجیح سے کام لیتا ہے۔ اور اگر دونوں سے متقدم متاخر کوئی معلوم نہو تو ان دونوں مذہبوں پر ان مرجحات کیطرف (جنکا پہلے ذکر ہوا) رجوع واجب ہے۔ اور اگر دونو اسناد و متن و معنے مین مساوی ہوں تو ان مرجحات خارجیہ کیطرف رجوع ہوگا۔ اور اگر کوئی خارجی مرجح بھی موجود نہو تو اس مین وہی سابق اختلاف ہے کہ مجتہد انمین سے ایک کے عمل کا اختیار رکھتا ہے۔ یا دونو کے چھوڑ دینے اور دوسری دلیل یا براءۃ اصلیہ کیطرف رجوع کریگا سلیم رازی نے امام ابو حنیفہ [illegible] جس حدیث مین وقت کا ذکر ہو وہ مقدم ہے مگر اسکی کوئی وجہ نہیں ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ یہ مسئلہ اصول کی مشکل مسائل سے ہے متاخرین کے نزدیک اسمین توقف پسندیدہ ہے بجز اس صورت کے کہ ان دونو سے ایک حدیث مین ایسی وجہ ترجیح پائی جاوے جو اسکے الفاظ سے قایم ہو۔ اس سے انکی مراد شاید وہ ترجیح عام ہے جو عام کے معنے مین خصوصیت پیدا کرے جیسے ترجیح بکثرت رواۃ اور ترجیح بامور خارجہ از معنی عام فاضل ابو سعید محمد بن یحیے نے روایت کی ہے کہ ان

اندینظر فیہما فان دخل احدہما
تخصیص مجمع علیہ فہو اولی بالتخصیص
وکذلک اذا کان احدہما مقصودا
بالعموم رجح علی ما کان عمومہ
اتفاقیا - قال الزرکشی وہذا ہو
اللائق بتصرف الشافعی رح فی احادیث
النہی عن الصلوۃ فی الاوقات المکروہۃ
الی ان ذکر من انواع المرجحات+
بین الاقیسۃ سبعۃ انواع ومن المرجحات
بین الحدود السمعیۃ خمسۃ عشر نوعا
ثم قال وفی غالب ہذہ المرجحات
خلاف یستفاد من مباحثہ المتقدمۃ
ویعرف بہ ما ہو الراجح فی جمیع ذلک
وطرق الترجیح کثیرۃ جدا وقد تقدم
ان مدار الترجیح علی ما یزید الناظر قوۃ
فی النظر علی وجہ صحیح مطابق للمسالک الشرعیۃ

دونو کو دیکہا جاوے اگر انمین سے ایک مین ایسی
تخصیص ہو چکی ہی جو متفق علیہ ہو تو وہ لایق
تخصیص ہے - ایسا ہی اگر انمین سے ایک کا عموم قصدی
وارادی ہو وہ اس سے مقدم ہوگا جسکا عموم
اتفاقی ہو - زرکشی نے کہا ہی کہ امام شافعی نے
جو حدیث ممانعت نماز باوقات مکروہہ مین تصرف
کیا ہی وہ اسی اصل کے موافق ہے -
پہر اس کتاب مین مرجحات قیاسیہ کے سات اقسام کو بیان
کیا ہی - اور مرجحات حدود سمعیہ کے پندرہ اقسام کو -
پہر کہا ہی کہ ان مرجحات حدود سمعیہ مین سے اکثر محل
خلاف مین جو پہلے مباحث سے معلوم ہو سکتا ہی اور
یہ بہی معلوم ہو سکتا ہی کہ انمین سے ترجیح کسکو ہی
اور ترجیح کی صورتین نہایت کثرت سے ہین اور
یہ بیان ہو چکا ہی کہ ان سب کا مدار اسپر ہے کہ جو مجتہد
کی نظر مین صحیح طور پر طرق شرعیہ کے موافق
قوت پیدا کرے وہ وجہ ترجیح معتبر ہے -

فما کان تحصیلہ الی الاصلاح فہو مرجح - (حصول المامول)

+ان مرجحات کے ذکر سے ہمنے اس لئے تعرض نہین کیا کہ وہ عوام کی سمجہہ سے بہت ہی دور ہین
خواہ ہم کتنا ہی ہندی کی چندی کر کر ترجمہ کرین ہان خواص انکو سمجہہ سکتے ہین لہذا انکی خاطر انکو بضمن
حاشیہ اصل زبان مین نقل کرنا مناسب سمجہتے ہین -
واما المرجحات بین الاقیسۃ فلا خلاف انہ لا یکون بین ما ہو معلوم منہا - واما ما کان مظنونا فال
مذہب الجمہور الی انہ یثبت الترجیح بینہا وہی انواع الاول بحسب العلۃ - الثانی بحسب الدلیل الدال
علی وجود العلۃ - الثالث بحسب الدلیل الدال علی علیۃ الوصف للحکم الرابع بحسب دلیل الحکم -

اس تفصیل کو ناظرین خصوصاً ہمارے علاقی بھائی مقلدین (جو اس زمانہ مین دعوی اجتہاد کو مثل دعوت نبوت کفر سمجھتے ہین یا اسکو بمنزلہ دشنام و توہین ائمہ مجتہدین خیال کرتے ہین) غور و انصاف سے پڑہین اور ایمان کو موت کو قیامت کو پیش چشم رکھکر کہین کہ کیا جو لوگ ان مسائل (لوازم و اسباب اجتہاد) کو اس تفصیل کے ساتھ نہ صرف کتابون مین بیان کرتے ہین بلکہ آیات و احادیث جو لا تکاہ اجتہاد مین انکو جاری بہی کر دکہاتے ہین وہ مجتہد کہلانے کے (بعض مسایل مین کیون نہو اور منتسب غیر مستقل ہی کیون نہ سہی) مستحق نہین؟ اور کیا اس زمانہ مین اجتہاد (غیر مستقل اور بعض مسائل مین ہی سہی) زمانہ سابق کی نسبت وسیع اور آسان نہین ہے اور اسکے اسباب و آلات پہلے زمانہ سے زیادہ میسر و مہیا نہین ہین؟ ہم امید کرتے ہین کہ اگر وہ تعصب و بغض و عناد کو تہوڑی دیر کے لیئے علیحدہ کرینگے تو مجبوراً ان باتونکو تسلیم کرنیکی جرأت کرینگے۔

الخامس بحسب کیفیۃ الحکم۔ السادس بحسب الامور الخارجۃ السابع بحسب الفرع و لکل من ہذہ الانواع اقسام [illegible] الاول انہ یرجح الحد المشتمل علی الالفاظ الصریحۃ الدالۃ علی المطلوب علی الالفاظ المجازیۃ او المشترکۃ او الغریبۃ او المضطربۃ الثانی انیکون احدہما اعرف من الاخر فیقدم علی الاخفی لانہ ادل علی المطلوب من الاخفی۔ الثالث انہ یقدم الحد المشتمل علی الذاتیات علی المشتمل علی العرضیات۔ الرابع انہ یقدم ماکان مدلولہ اعم من مدلول الاخر۔ الخامس انہ یقدم ماکان موافقاً لنقل الشرع و اللغۃ علی مالم یکن کذلک۔ السادس انہ یقدم ماکان اقرب الی المعنی المنقول عنہ شرعاً و لغۃ۔ السابع انہ یقدم ماکان طریق اکتسابہ راجح من طریق اکتساب الاخر۔ الثامن انہ یقدم ماکان موافقاً لعمل اہل الحرمین ثم ماکان لاحدہما التاسع انہ یقدم ماکان موافقاً لعمل الخلفاء الراشدین۔ العاشر انہ یقدم ماکان موافقاً للاجماع۔ الحادی عشر انہ یقدم ماکان موافقاً لعمل اہل العلم۔ الثانی عشر انہ یقدم ماکان مقرر الحکم الحظر علی ماکان مقرر الحکم الاباحۃ۔ الثالث عشر انہ یقدم ماکان مقرر الحکم النفی علی ماکان مقرر الحکم الاثبات الرابع عشر انہ یرجح ماکان لاسقاط الحدود علی ماکان موجباً۔ الخامس عشر انہ یقدم ماکان مقرر الایجاب العتق علی مالم یکن کذلک (حصول المامول ملخص ارشاد الفحول) ۱۲۔

اسی نظر سے سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمانی نے کتاب ارشاد النقاد الی تیسیر الاجتہاد میں علوم و اسباب آلات اجتہاد کا پچھلے زمانوں میں پہلے زمانوں کی نسبت زیادہ تر وسعت اور آسانی کے ساتھ پایا جانا بہت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کر کے فرمایا ہے دیکھو چنانچہ

وبعد هذا فالحق الذی لیس علیه غبار
الحکم بسهولة الاجتهاد فی هذه الاعصار
وانه اسهل منه فی الاعصار الخالیة
لمن له فی الدین همة عالیة ورزقه الله تعالیٰ
فهما صافیا وفکرا صحیحا ونباهة فی
علمی الکتاب والسنة فانها کانت
الاحادیث فی الاعصار الخالیة متفرقة
فی صدور الرجال وعلوم اللغة
فی افواه اهل البوادی واهل الجبال
حتی جمعت متفرقاتها ولفقت ممزقاتها
حتی لایحتاج طالب العلم فی هذه الاعصار
الی الخروج من الوطن والی شد الرحل
والظعن فیا عجبا حین تفضل الله بجمعها
من الاغوار والانجاد وسهل سیاقها
للعباد حتی ابیضت ریاضها واترعت حیاضها
واجریت عیونها ونهدلت
ثمار انها غصونها وافاض فی ساحل
تحقیقها معینها واشتد عضدها

میں انکی کتاب سے منقول ہے کہ اس بیان و تفصیل علوم و اسباب اجتہاد کے بعد تو حق (جسپر کوئی غبار نہیں) یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان زمانوں میں اجتہاد پہلے زمانوں کی نسبت زیادہ آسان ہے اس شخص کے لئے جسکو علم کتاب و سنت میں شرف حاصل ہو اور خدا نے اسکو فہم صاف عطا کیا ہو کیونکہ گزشتہ زمانوں میں تو حدیثیں لوگوں کے سینوں میں متفرق تھیں اور علوم لسے جنگلوں اور پہاڑوں کے رہنے والونکے سونہوں میں تھے یہانتک کہ ان علوم کی متفرق باتیں جمع ہو گئیں اور پراگندہ مسائل اکٹھے ہو گئے اب اس زمانہ میں طالب العلم کو وطن سے نکلنے اور پالان کس کر سفر کرنیکی حاجت نہ رہی تعجب ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے ان علوم کو نیچے اونچے ملکوں سے جمع کر دیا اور لوگوں کے لئے انکا رستہ آسان نکالدیا انکے باغوں کی پہلواری پھولی اور حوض لبریز ہو گئے اور انکے چشمے بہنے نکلے اور انکے پہلوں کے ساتھ انکی شاخیں جھک پڑیں

وحل ساعدها وكثر معينها تقول تعذر
الاجتهاد ما هذا والله تعالى الا كفران
النعمة وجحودها والاخلاد الى
ضعف الهمة وركودها - الا انه
لا بد مع ذلك اولا من غسل
فكرته عن ادران العصبية وقطع
مادة الوساوس المذهبية و
سوال الفتح عن الفتاح العليم و
تعرض بفضل الله فَاِنَّ الْفَضْلَ
بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ - فالعجب
كل العجب ممن يقول بتعذر
الاجتهاد في هذه الاعصار وانه
محال ما هذا الا منع ما بسط الله
من فضله لفحول الرجال واستبعاد
ما لم يخرج من يديه واستصعاب ما لم
يكن لديه وكم للائمة المتاخرين من
استنباطات انيقة واستدلالات صادقة
ما حام حولها الاولون ولا عرفها
منهم الناظرون لا دارت في بصائر
المستبصرين ولا جالت في افكار المتفكرين

[illegible]

اور انکا پانی انکی تحقیق کے کنارون تک بہ چلا اور
انکا بازو قوی ہوا اور کلائی کھل گئی اور بہت سے
مددگار ہو گئے تو تو کہتا ہی کہ اب اجتہاد مشکل و محال
ہی یہ تو بخدا کفران اور انکار نعمت ہی - اور ہمت
کی پستی اور ٹھہر جانے کی طرف جھک پڑنا - ہان
اسباب و سامان اجتہاد کے میسر آنے کے ساتھہ
اجتہاد کے لئے پہلے فکر کو تعصب سے پاک کرنا اور
مذہبی وسوسونکو (یعنے جو دراصل مذہب مین داخل
نہین) دور کرنا اور خدا تعالے سے علوم کھولدینے کا
سائل ہونا اور اسکے فضل کا منتظر رہنا بھی ضرور ہے
کیونکہ فضل اوسی کے ہاتھہ مین ہی - پس اس شخص سے
بڑا تعجب ہوتا ہی کہ اس زمانہ مین اجتہاد مشکل
اور محال ہی یہ تو خدا کے فضل کو جو اس نے جوان
مردون پر کیا ہی بند کرنا ہی اور جو چیز اپنے ہاتھو نسے
نکل جاوے اوسکو دور سمجھنا اور جو اپنے پاس نہو
اوسکو مشکل جاننا - بہتیرے متاخرین اماموں کے
ایسے صاف استنباط و استدلال ہین کہ متقدمین
امام انکے گرد نہین پھرے اور نہ انہین سے اہل نظر نے
انکو پہچانا اور نہ وہ اہل بصیرت کی نگاہ ہو نمین
گزرے اور نہ اہل فکر کی فکرو نمین دوڑے -
یہ تو نے جان لیا تو یہ بھی جان لے کہ اس زمانہ مین

سهل الاجتهاد والان منه الصعاب
الشداد وهو ما قد منا لك من سعي
ائمتنا الذين في جمع علوم الاولين
وجمعها بعد الشتات في نفائس
المصنفات فلتكثر لهم الدعاء والتحسين
عليهم الثناء ولا تكن من كفار النعم
واشباه النعم فانما يعرف الفضل لاولي
الفضل من هو منهم واليه اشار من قال
"اذا افادك انسان بفائدة
من العلوم فاكثر شكره ابدا
وقل فلان جزاه الله صالحة
فا[illegible]"
وبهذا يبطل تشنيع الجهال بان من خالف
الاوائل في بعض المسائل فقد ادعى
الترفع عليهم وقال انه اعلم منهم وهذا
خيال باطل وسوء ظن عاطل والا لزم
ان التابعين قد ادعوا الفضل على
المتقدمين وهيهات ما زال الفضل
للمتقدم معروفا وبرح السابق
بالتفضيل موصوفا۔

اجتہاد کو آسان اور اسکے سخت اسباب
و علوم کو نرم جس نے کیا ہی وہ وہی امر ہی جو
ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ آئمہ دین نے متقدمین
ائمہ کی علوم کو نفیس مصنفات مین جمع کر دیا
لہذا ان ائمہ متقدمین کے لئے کثرت سے
دعا اور عمدگی سے انکی تعریف کرنی چاہئے اور
کفران نعمت ائمہ متقدمین نکرنا اور جانوروں
کیطرح نہونا چاہئے اہل فضل کی بزرگی کو وہی
جانتے ہین جو خود بھی بزرگی رکھتے ہوں۔
اسی کی طرف اشارہ کیا ہی جسنے کہا ہی کہ جب
تجھے کوئی انسان فایدہ پہنچاوے تو تو اوس کا
شکر کر اور کہہ کہ خدا اوسکو نیک بدلا دے
جسنے مجھے فایدہ پہنچایا ہے اور حسد و ملامت کو
چھوڑ دے۔ اس بیان فضیلت و حق شکر متقدمین سے
جاہلوں کا یہ طعن و تشنیع بھی باطل ہوئی جو کہتے ہین جسنے
متقدمین کا بعض مسایل مین خلاف کیا اسنے اپنی
بزرگ ہونے کا دعوی کیا اور یہ سمجھ لیا کہ مین انسے زیادہ عالم
ہوں" یہ انکا خیال باطل ہی اور سوء ظنی بیکار۔ یہ ہو
تو چاہئے کہ تابعین جنہوں نے صحابہ کا بعض مسایل مین
خلاف کیا ہی صحابہ سے بزرگ ہونے کا دعوی کیا ہو اور پچھلے
اماموں نے پہلوں سے۔ یہ بات بعید ہے۔ ہمیشہ سے پہلے ہی کی بزرگی مشہور رہی ہے اور ہمیشہ پہلا ہی بزرگی سے موصوف چلا آیا ہی

ایسا ہی علامہ سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی نے کتاب القواعد مین اپنی اس کلام سے پہلے جو سابقًا انسے منقول ہو آ فرمایا ہے اور اس کا اختتام ان اشعار سے کیا ہے جن کا مطلب یہ ہے کہ اگر مین سعدی کے عشق مین عاشق کبوتر سے پہلے روتا تو ملامت سے پہلے نفس کو تسلی دیلیتا و لاکن وہ مجھسے پہلے رو دیا تو اوس کے رونے نے میرے رونے کو ہلا یا۔ پس مجھے یہ کہنا پڑا کہ بزرگی اوسیکو ہے جسنے پہلے کام کیا۔

"فلو قبل مبکاھا بکیت صبابۃ
لسعدی شفیت النفس قبل التندم
ولاکن بکت قبلی فھیج لی البکا
بکاھا فقلت الفضل للمتقدم"

اب ہم اس بحث علوم و آلات اجتہاد کو ختم کرتے ہین اور اپنے ناظرین با انصاف سے امید کرتے ہین کہ ان عبارات و بیانات کو پڑہکر وہ یقین کرینگے کہ اس زمانہ مین زمانہ سابقہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے اسباب و آلات آسانی سے مل سکتے ہین اور کثرت سے موجود ہین ومن اللہ التوفیق۔

ضمیمہ [illegible] اعتراض کا جو عمل بالحدیث مین لوگ وارد کرتے ہین ، جواب ادا ہوا۔ حاصل اعتراض یہ کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہے جو مجتہدون کا کام ہے اسوقت کے لوگون کے لئے جو مجتہد نہین یہ امر جائز نہین۔ حاصل جواب یہ ہے کہ اولاً عمل بالحدیث اجتہاد نہین اور اگر بالفرض اجتہاد ہے تو یہ پہلے مجتہدون سے مخصوص نہین اب بہی ایسے لوگ ہین جو اجتہاد کر سکتے ہین۔

دوسرا اعتراض عمل بالحدیث مشکل ہے (۱) حدیث مین جس سے کوئی تمسک کرانا چاہے احتمال ہے کہ وہ منسوخ ہو (۲) احتمال ہے کہ اسکے مقابلہ و معاوضہ مین کوئی دوسری حدیث جو اس سے بڑہکر یا اوسکے مساوی ہو موجود ہو۔ (۳) احتمال ہے کہ وہ حدیث آنحضرت سے یا جسکے حق مین وارد ہے اس سے مخصوص ہو (۴) اگر وہ عام ہے تو اسمین یہ احتمال ہے کہ مخصوص ہو (۵) اگر وہ ظاہر المعنی ہو تو اسمین یہ احتمال ہے کہ وہ اس ظاہری معنی سے مؤول ہو اور کتب

حدیث مین ان احتمالات کا فیصلہ نہین ہوا اور ہر ایک حدیث سے ان احتمالات کو اٹھایا نہین گیا۔ پہر کسی حدیث پر کسیکو (مجتہد ہی کیون نہو) کیونکہ جائیز ہی اور بدون تقلید فقہا و مراجعت کتب فقہ کیونکر کام چل سکتا ہی۔

اس اعتراض کا جواب ہم بسط و تفصیل سے باستشہاد و استمداد اقوال اکابر علمائے حنفیہ و غیرہم فقہا و اصولیین و محدثین متقدمین و متاخرین **اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ و ۶ و ۷ جلد ۱** مین صفحہ ۷۰ سے صفحہ ۲۳۰ تک چون صفحہ پر ادا کر چکے ہین جسکا اعادہ ہم پسند نہین کرتے اور نہ ابتدا سے آجتک اشاعۃ السنہ مین کسی مضمون یا کسی بحث یا اوسکے دلایل کا اعادہ پایا گیا ہی۔ **اس کا** ماحصل یہ ہی کہ اولاً مجرد احتمال بدون شہادت کسی دلیل کے لایق اعتماد نہین اور یہ کسی حدیث کی عمل و استدلال سے مانع نہین ہو سکتا۔ ثانیاً یہ احتمالات اقوال فقہا اور کتب فقہ مین حدیث کی نسبت بدرجہا بڑہکر پائے جاتے ہین۔ پس اگر یہ لایق اعتبار و مانع عمل ہین تو چاہئے کہ معترضین کتب فقہ پر بہی عمل و استدلال چھوڑ [illegible] ان احتمالات کا [illegible] حدیث [illegible] ہو چکا ہی کہ کتب فقہ مین اسکا فیصلہ اس سے بڑہکر نہین ہوا۔ پس اگر کوئی بے کھٹکے شریعت پر چلنا اور احکام دین پر عمل کرنا چاہی تو اسکے لئے یہی کتب حدیث طمانیت بخش ذریعہ و وسیلہ ہین۔ **ناظرین** ان تینون دعاوی کا ثبوت چاہین تو اشاعۃ السنہ کے صفحات مذکورہ کیطرف مراجعت کرین اور دیکہین کس زور و شور کے ساتھ اصول و فروع کی شہادت سے ان دعاوی کو مدلل کیا ہی۔

تیسرا اعتراض حدیث پر عمل کرنے سے قدیمی مذہب حنفی شافعی چھوٹ جاتا ہی اور کبہی چارون مذہب سے خارج ہونا پڑتا ہی اور ترک و انتقال مذہب پر کتب فقہ مین صاف تعزیر کا حکم آچکا ہی اور چارون مذہب کی مخالف بات کو فقہا نے باطل کہا ہی۔

اس کا جواب ہم اسی ضمیمہ اشاعۃ السنہ **جلد ۲** کے صفحہ **۸۵** و **جلد ۳** کے صفحہ ۵ وغیرہ مین باستشہاد محققین حنفیہ ادا کر چکے ہین جس کا حاصل یہ ہی کہ حدیث پر عمل کرنیسے کوئی

مذہب نہین چھوٹتا کیونکہ صحیح حدیث کو چارون امامون نے اپنا مذہب قرار دیا ہی لہذا جسنے اپنے امام کا قول چھوڑ کر کسی حدیث پر عمل کیا اسنے عین قول امام کا اتباع کیا۔ چارون امامون نے خود کہہ کہا ہی کہ جب ہمارے اقوال حدیث کے مخالف ہون تو انکو چھوڑ دو اور حدیث پر عمل کرو۔ ہمارا مذہب وہی حدیث ہی۔ اسمقام مین بہی ایک معتبر و مشہور کتب فقہ کی شہادت جو پہلے منقول نہین ہوئین پیش کرتے ہین۔ کتاب رد المحتار حاشیہ در المختار

نقل العلامة البیری فی اول شرحه علی الاشباه عن شرح الهدایة لابن الشحنة اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذهب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذهبه ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد صح عنه انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی وقد حکی ذلک ابن عبد البر عن ابی حنیفة وغیره من الائمة ونقله ایضا الشعرانی عن الائمة الاربعة ولا یخفی ان ذلک لمن کان اهلا للنظر فی النصوص ومعرفة محکمها من منسوخها فاذا نظر اهل المذهب فی الدلیل وعملوا به صح نسبته الی المذهب لکونه صادرا باذن صاحب المذهب اذ لا شک انه لو علم ضعف دلیله رجع عنه واتبع الدلیل القوی۔ (رد المحتار ص ۴۶)

مین جو فقہائے ہندوستان مین متداول و مقبول ہی کہا ہی کہ علامہ بیری نے اپنی شرح اشباہ کے شروع مین شرح ہدایہ تالیف ابن الشحنہ سے نقل کیا ہی کہ جب کوئی حدیث صحیح ہو اور وہ مذہب کے مخالف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جاوے گا اور اس امر کے سبب حنفی مقلد حنفی ہونے سے خارج نہو گا کیونکہ امام سے ثابت ہو چکا ہے کہ اونہون نے فرمایا ہے جب حدیث صحیح ہو تو میرا وہی مذہب ہے امام ابن عبد البر نے یہ بات ابو حنیفہ اور دوسرے امامون سے نقل کی ہی اور امام شعرانی نے بہی چارون امامون سے یہ بات نقل کی ہی یہ بات اس شخص کے حق مین ہے جو آیات و حدیث مین نظر کرنا اور غیر منسوخ کو منسوخ سے پہچاننے کی لیاقت رکہتا ہو پس جب کوئی اہل مذہب کسی دلیل (حدیث) کو دیکھے اور اوس پر عمل کرے تو اسکو مذہب کیطرف منسوب کرنا صحیح ہوگا کیونکہ اس کا یہ امر اجازت امام مذہب سے صادر ہوا ہی۔ بیشک جب وہ اپنے مذہب کا ضعف جان لے تو اس سے رجوع کرے اور دلیل قوی کا تابع ہو۔

اور **کتاب روضۃ العلما** مین امام زیدوسی نے صاحب ہدایہ سے نقل کیا ہو کہ

ان ابا حنیفۃ سئل اذا قلت قولا وکتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول الخ	امام ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر آپ ایک بات کہین اور قرآن اسکے مخالف ہو تو کیا کیا جاوے آپنے کہا کتاب اللہ کے مقابلہ مین میرا قول چھوڑدو۔ پھر اوسنے کہا اگر حدیث اسکے مخالف

ہو تو آپ نے فرمایا کہ حدیث کے مقابلہ مین بھی میرا قول چھوڑدو تا آخرہ۔

یہی بات چارون امامون نے اپنے اقوال مخالفہ حدیث نبوی کے اخذ کرنیکے باب مین فرمائی ہین اور چارون امامون کے تبعین نے یہہ بات چارون سے نقل کی ہی۔ چنانچہ **فتوحات مکیہ** وغیرہ مین ان اقوال کی تفصیل ہی۔ مگر ہم اس بحث کو اس مقام مین طول دینا نہین چاہتے۔

جواب کہ "حدیث پر عمل کرنے سے کسی مذہب سے خارج نہین ہوتا"۔ اس اعتراض کی اس جز کو کہ مذہب کے ترک و انتقال پر تعزیر وار دہی اور مذاہب آئمہ اربعہ کا مخالف مذہب باطل ہی" ہمنے تسلیم کر دیا ہی۔ اور اگر ان باتون کو تسلیم نہ کرین اور صاف یہ کہین کہ مذہب چھوٹ گیا تو کیا ہوا اور خلاف مذاہب ائمہ اربعہ عمل مین آیا تو کیا گناہ ہو گیا تو بھی گنجایش ہی کیونکہ یہ باتین عوام یا علمائی کالعوام مین (جو نہ اصول سے واقف ہین نہ فروع سے خبر رکھتے ہین) زبان زد ہو رہی ہین ان باتو نکا نہ کتاب و سنت مین کہین اثر و نشان ہی نہ اون ائمہ مجتہدین کی کلام مین (جنکی اتباع و تقلید کا یہ لوگ دعوی کرتے ہین) کہین ذکر و بیان ہی۔ ترک و انتقال مذہب کے جواز مین تو اسی ضمیمہ کی جلد ا مین صفحہ ۱۷ سے ۲۱ تک اقوال ائمہ فقہا و اصولیین بیان ہو چکے ہین اور مذاہب اربعہ کے مخالف مذہب پر عمل کرنے کا جواز معیار الحق مین بصفحہ ۳۵ و ۳۶ وغیرہ مدلل ہو چکا ہے۔ ناظرین ان مواضع کیطرف رجوع فرماوین ہم ان مباحث کا بھی اس مقام مین اعادہ کرنا نہین پسند کرتے۔

اسی قسم کے اور اعتراض مانعین عمل بالحدیث عمل بالحدیث پر کرتے ہین مگر ناظرین
باانصاف اون اعتراضات کا اندازہ ان ہی تین اعتراضون سے کر سکتے ہین لہذا ہم
اس مقام مین انہی اعتراضات ثلثہ کے جوابات پر اکتفا کرتے ہین - یہ جزو دوم
مقدمہ کا اختتام ہے اب جزو سوم کا بیان ہوتا ہے اسکے بعد عنقریب مقاصد کا آغاز ہوگا
جس مین اصل مسائل مذہب محدثین کو بیان کیا جاوے گا و باللہ التوفیق ناظرین
چند سے اور اصطبار کو کام مین لاوین اور ہمارے مباحث مقدمہ کی طوالت سے نگھبراوین -

جزو سوم مقدمہ

ان اصطلاحات و اصول کے بیان مین جن سے مقاصد مین کام لیا جاوے گا

واضح ہو کہ اصطلاحات و اصول جن پر ہمارے مقاصد کی بنا ہے بہت ہین مگر ہم اس مقام مین
ان چند اصطلاحات و اصول کو بیان کرنا چاہتے ہین جنکو ہمارے مقاصد و استدلالات سے
ایسا تعلق ہے جنکا تعلق کی ہے انکو [illegible] استدلال کے موقع پر جس سے اوس کو
تعلق ہو بیان کیا جاویگا - وہ اصطلاحات و اصول جنکو ہم اس مقام مین بیان
کرنا چاہتے ہین دو قسم ہین - اول وہ جنکو کتاب و سنت دونو سے تعلق ہے - دوم وہ جنکو
صرف حدیث سے تعلق ہے - ان دونو قسمونکو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے -

اصطلاحات قسم اول

(۱) ظاہر و نص (یا مفسر) و مؤول -

اگر کسی لفظ کے دو معنے ہو سکین جنمین ایک معمولی ہون جو اکثر اس لفظ کے
بولنے سے سمجھے جاوین دوسرے غیر معمولی جو کبھی کسی خاص وجہ سے مراد لیے جاوین تو
پہلے معنے کو ظاہری معنے اور اس لفظ کو اس معنی کی نسبت ظاہر کہتے ہین اور دوسرے
معنے کو تاویلی معنے اور اس لفظ کو اس معنے کے لحاظ سے مؤول کہتے ہین -
اسکی مثال پانی کا لفظ ہے اکثر اوس سے وہی پانی مراد لیا جاتا ہے جو کنوئین یا دریا یا بارش کا

جزو سوم مقدمہ

پانی کہلاتا ہی کبھی اس سے سونف یا گلاب کا پانی یعنے عرق بھی مراد لیتے ہین۔ پہلے معنی مین وہ ظاہر ہی دوسرے مین مؤول۔ بعض ظاہر الفاظ ایسے واضح المعنی ہوتے ہین کہ ان مین تاویلی معنی کی گنجایش نہین ہوتی۔ اسکو نص[۳] کہتے ہین اور بعض اسکو مفسر[+] کہتے ہین۔ اس کی مثال بھی پانی کا لفظ ہی اگر اسکے ساتھہ ایسے الفاظ بھی بڑھائے جاوین "وہ پانی جو کنوئین کا ہی" یا "وہ پانی جو فلان برتن مین ہمارے سامنے رکھا ہی"

حقیقۃ و مجاز[۵]

جو معنے لفظ کے اصلی ہون جو لفظ بنانے کے وقت اسکے لئے مقرر کئے گئے ہون وہ اسکے حقیقی معنی ہین اور اس معنے مین اس لفظ کے استعمال کرنے کو حقیقت کہتے ہین اور جو اصلی معنی نہون بلکہ غیر اصلی ہونے پر اصلی معنے سے کچھہ علاقہ و مناسبت رکھتے ہون وہ اسکے مجازی معنی کہلاتے ہین اور اس معنی مین اس لفظ کے استعمال کرنے کو مجاز کہتے ہین۔ اس کی مثال لفظ شیر ہی جو درندہ مشہور کے لئے بنایا گیا ہی اور کبھی اوسکو بہادر آدمی کے معنے مین بھی استعمال کرتے ہین۔ پہلے معنے مین مستعمل ہونے کے وقت وہ حقیقت ہی اور دوسرے مین مجاز۔ یہ لغوی (یعنی اصلی لغت اور عام بولی کی نظر سے) حقیقت و مجاز کہلاتا ہی۔ اور کبھی شرع لفظ کو اصلی معنی مین (جسکے لئے وہ بنایا گیا تھا) استعمال نہین کرتے بلکہ اسکے اصلی معنی اپنی طرف سے اور قرار دیتی ہی جو اصلی معنی سے کسی قسم کا علاقہ و مناسبت رکھتی ہون جیسے لفظ "صلوۃ" کہ لغت مین اسکے اصلی معنی دعا یا تحریک الصلوتین (سرین ہلانا) ہی شرع نے اسکے اصلی معنی ارکان مخصوصہ (قیام و رکوع و سجود وغیرہ) مقرر کئے ہین جسمین دعا و تحریک الصلوین پائے جاتے ہین) لہذا جب یہہ لفظ محاورہ شرع مین بمعنے ارکان مخصوصہ استعمال کیا جاویگا حقیقت کہلائیگا گو لغت کی نظر سے اس معنے مین اسکا استعمال مجاز ہی) اور جب بمعنے دعا وغیرہ مستعمل ہوگا مجاز کہلائیگا گو لغت مین اس معنی مین وہ حقیقت ہی۔

۱۔ چنانچہ توضیح مین ہی۔ بعض اسکو نص کہتے ہین جیسے کہ ارشاد الفحول مین ہی۔

مشترک و عام و خاص و تخصیص و مخصص

لفظ کے حقیقی معنی اگر متعدد (یعنے کئی) ہون پر وہ محدود ہون بیشمار نہون اور وہ لفظ ہر ایک معنی کے لئے علیحدہ علیحدہ مستقل طور پر بنایا گیا ہو تو وہ **مشترک** کھلاتا ہی جیسے عربی مین لفظ "عین" ہی جو پانی کے چشمے کو بہی کہتے اور آنکہہ کو بہی اور ان معنی کے لئے اسکو علیحدہ مستقل طور پر مقرر کیا گیا ہی۔ اور اگر وہ معنی ایسے متعدد ہون جو کوئی حد و شمار معین نہ رکھتے ہون اور نہ لفظ اون معانی کے لئے علیحدہ علیحدہ بنایا ہو بلکہ جب اسکو ایک دفعہ بنایا تو اسی دفعہ کے بنانے مین ان سب کو وہ شامل ہو گیا تو وہ **عام** کہلاتا ہی بشرطیکہ جب وہ بولا جائے تو ان سبکو جنکے لئے مقرر کیا گیا ہی گہیرلے۔ اسکی مثال عربی مین "لفظ الرجال" ہے (جسکے ہندی معنی سب آدمی ہین) یہ لفظ جب بنایا گیا سب آدمیون کے لئے بنایا گیا اور جب بولا جاتا ہے سبکو شامل ہوتا ہے۔

اور اگر وہ معنی متعدد نہون ایک معین ہو یا متعدد ہون تو بہی دو چار دس بیس وغیرہ مین محدود ہون اور وہ لفظ اون واحد یا متعدد کے لئے ایک ہی دفعہ مقرر کیا گیا ہو تو یہہ **خاص** کہلاتا ہی۔ جیسے لفظ "زید" جو ایک دفعہ ایک آدمی کا نام رکہا جاتا ہے یا "دو" یا "تین" کا لفظ جو دو یا تین آدمی یا چیزون کے لئے بنایا گیا ہی۔

اگر کسی لفظ عام کی نسبت یہ بیان کرین کہ جن سب اشخاص یا چیزون کے لئے یہ لفظ مقرر ہی اور بولے جانے کے وقت ان سب کو شامل ہوا کرتا ہی فلان موضع و محل مین اس سے وہ سبہی اشخاص یا چیزین مراد نہین یا بعض اشخاص یا چیزین اس سے خارج یا مستثنی ہین تو اوسکو **تخصیص** کہتے ہین۔ اور جس لفظ یا دلیل یا علامت سے اس امر کا اظہار و بیان ہوا وسکو **مخصص** کہتے ہین۔ جیسے کوئی کسیکو کہے کہ فلان قوم کی عزت کر پہر اسکے ساتہہ ہی یا کچہہ دیر ٹہر کر (قبل اسکے کہ اسکی بات مخاطب عمل کرے) یہ بہی کہہ دے کہ ان مین سے فلان شخص (مثلاً زید) کی عزت نکر۔ تو اس کا یہہ کہنا تخصیص ہے

اور وہ کلام یا لفظ جس سے استثنیٰ زید کو اس حکم (عزت کرنی) سے مستثنیٰ و خارج کیا مخصص کہلاتا ہی

مُطلق[12] و مقید[12]

یہ دونو عام و خاص سے ملتے جُلتے ہین مطلق عام کی طرح ہی مقید مثل خاص **مُطلق** اپنے معنے کا غیر مقرر حصہ ہی نہ اوس مین یہ حکم ہوتا ہی کہ اس سے وہ سبھی حصے جنپر وہ لفظ بولا جاتا ہی مراد ہین نہ یہ حکم ہوتا ہی کہ ان مین سے کوئی ایک یا دو حصہ مراد ہین - اور **مقید** وہ ہی جس مین یہ حکم ہو کہ اس سے ایک یا دو یا فلان حصہ مراد ہی - انکی مثال "پانی" کا لفظ ہی اگر یہ بے قید بولا جاوے تو "مُطلق" کہلاتا ہی جو تھوڑے بہت کو ایک کوزہ دو کوزہ پانی دریا کے پانی نہر کے پانی کنوئین کے پانی سب پر بلا خصوصیت صادق آسکتا ہی - اور اگر اس مین یہ قید لگا دیجاوے کہ دریا کا پانی یا نہر کا پانی یا ایک کوزہ یا فلان جگہ کا تو یہ مقید کہلاتا ہے -

مجمل[13] و بیان[14] و مبیّن[15]

مجمل وہ قول یا فعل ہے جو اپنی کیفیت خود نہ بتاوے - **بیان** وہ قول یا فعل[*] ہی جو مجمل کی مراد بتاوے - **مبین** اس بیان کو کہتے ہین اگر "یے" کی کسرہ (زیر) سے پڑہین اور اگر یے کی فتح (زبر) سے پڑہین تو کبھی یہ لفظ اس مجمل پر بولا جاتا ہی جسکا بیان آچکا ہو کبھی اس مستقل و اضح کلام کو کہتے ہین جو محتاج بیان نہو - مجمل کی **مثال** کسی کا یہ کہنا ہی "فلان شخص کو چند روپے دیدو" - بیان کی مثال اس کا اس کلام کے بعد یہ کہنا دس یا پانچ روپے دیدو - یہی مبیّن بالکسر کی مثال ہی - اور مبیّن بالفتح بمعنے اول کی مثال وہی اول کلام ہی جب اوسکے بعد دس یا پانچ روپے کا ذکر ہوا اور مبیّن بالفتح بمعنے ثانی کی مثال وہ کلام ہے جس مین پہلے ہی سے صاف بیان ہو کہ فلان شخص کو پانچ روپے فلان سکے کے اسوقت دیدو -

---

[*] قول فعل مجمل کا بیان ہوسکتا ہی - اور فعل قول مجمل کا جیسا کہ اسکا بیان قول ہوسکتا ہی - ۱۲

منطوق[۱۷] و مفہوم اور منطوق کے اقسام صریح[۱۸] (یا عبارہ) و اشارہ[۱۹] و اقتضا[۲۰] و ایما[۲۱] اور مفہوم کے اقسام موافقت[۲۲] و مخالفت[۲۳] اور موافق کے اقسام فحویٰ[۲۴] الخطاب (جسکو دلالۃ النص بہی کہتے ہین) و لحن[۲۵] الخطاب

جس محل مین کوئی لفظ بولا جاوے جو اس محل کا حکم و حال اس لفظ سے سمجھہ مین آوے اوسکو اس لفظ کا **منطوق** کہتے ہین اور جو اس محل کے سوا کسی اور محل کا (جو اس محل کے مقصود کے موافق یا مخالف ہو) حکم سمجہا جاوے اسکو مفہوم کہتے ہین - پہر اگر وہ محل موافق کا حکم ہے تو وہ مفہوم موافقت ہے اور اگر محل مخالف کا حکم ہے تو مفہوم مخالفت **مثلاً** کوئی شخص اپنے دوست کی نسبت اپنے نوکر کو کہتا ہے کہ "انکو کہانا کہلاؤ" کہانا کہلانے حکم اس کلام کا منطوق ہے اور کہانا کہلانے کے ساتھہ اسکو بہی پلانا اور اسکی [illegible] اسکا مفہوم موافقت ہے کیونکہ یہ بات اس نے نہین کہی اور اس کا کلام اس سے ناطق نہین پر یہ اسکی منطوق کلام سے مناسبت و موافقت رکہتی ہے اور اسکو ہجو کا اور بے عزت کرکے نکال دینا اس کلام کا مفہوم مخالفت ہے - کیونکہ یہ بہی اس کلام کا منطوق نہین پر اس کلام سے یہ سمجہا جاتا ہے کہ اس حکم کا خلاف کرنا ناجائز ہے اور ہجو کا اور بے عزت کرکے نکال دینا اس حکم کا صریح مخالف ہے -

پہر **مفہوم موافقت** اگر ایسا حکم ہے کہ حکم منطوق سے بڑہکر ہے (جیسے اس شخص کی عزت کرنا جسکو کہانا کہلانے کا حکم دیا جاوے) تو اسکو **فحوی الخطاب** کہتے ہین اور بعض اسکو **دلالۃ النص** کہتے ہین - اور اگر وہ حکم منطوق کے برابر ہے (جیسا کہ کہانے کے ساتھہ پانی پلا دینا) تو اوس کو **لحن الخطاب** کہتے ہین - اور حکم منطوق دو قسم ہے - اول وہ جس مین تاویل کی گنجایش نہو اسکو نص+ کہتے ہین دوسری وہ

+ جس کا بیان صفحہ ۷ مین ہو چکا ہے -

جسمین گنجایش تاویل ہو جسکو ظاہر کہتے ہین ان دونون کی شرح و مثال گزرچکی ہی

پہر **نص** دو قسم ہے۔ **پہلا قسم صریح** (جسکو **عبارۃ النص** بہی کہتے ہین)

یہہ ہی جو لفظ کے پورے معنے یا اسکی جزہو جیسی کوئی کہی ہمارے سبہی دوستون کو جو

آج ہمارے پاس آوین عزت سی بٹہاؤ اور کسیطرح سی انکی بے توقیری نکرو۔ اسمین سبہی

دوستون کی عزت کرنا اسکے پورے معنی ہین ان مین سی ایک یا دو کی عزت کرنا اسکا جزہی

یہ دونو معنی اس کلام کا صریح منطوق ہی۔

دوسرا قسم غیر صریح جو لفظ کے اصلی معنی کل یا جزنہون بلکہ اس معنے کی لوازم سے ہون

یہ پہر **تین قسم** ہے۔ **اول اشارہ** وہ ایسے لازم معنی ہین کہ اس کلام کرنے سے

اس معنے کا بتانا یا سمجہانا کلام کرنے والے کا مقصود نہو۔ پر وہ اصلی معنی سے ملازمت کے

سبب سے مخاطب کے ذہن مین خود بخود آجاوین۔ جیسے کسی کا یہ کہنا کہ فلان شخص کی عورت

مطلقہ ہے اس کلام سے منطوق تو یہ ہی کہ اب وہ اسکے نکاح مین نہین رہی اور اس کا

اشارہ اس بات کیطرف ہی کہ اس کی خاوند کو اسکا مہر ادا کرنا اور اس عورت کا عدت بیٹہنا ضروری ہے

دوم اقتضا وہ ایسا لازم معنی ہی کہ اسکی مراد ٹہرانے کے سوا اس کلام کی صحت و

صداقت ہی ناممکن ہو۔ جیسے کسی کا اپنے نوکر کو یہ کہنا کہ "فلان شخص کو ایک گہوڑا

(جو اس کی ملک مین نہ تہا) بخش دی" تب صحیح و صادق ہو سکتا ہی جبکہ اس کلام مین

یہ بہی حکم ٹہرایا جاوی کہ پہلے گہوڑیکو خریدلے اس لئے کہ جبتک اسکو

اس گہوڑے کے خریدنے کا مجاز و مختار نہ ٹہیرایا جاوی اور اس ذریعہ سی وہ گہوڑا اسکے

ملک مین آنے کی لائق نہو اسکی بخشش کیونکر متصور ہی **سوم ایماء** وہ ایسا لازم

معنی ہی جسکا حکم منطوق کے لئے سبب+ و موجب ہونا اس کلام کی بعض الفاظ سی (جو غیر صریح ہون)

+ سبب کے معنے عنقریب بیان ہونگے۔ بلفظ یہ قید اس لئی لگائی گئی ہی کہ جو لفظ صریح طور پر علت و سبب ہونے پر دال ہین جیسے ہندی مین لفظ "اسلئے" یا "اس سبب سے" اور اس معنے کے عربی الفاظ عربی مین جیسے لفظ "علت" "سبب" موجب - اجل - لام - ان - با وہ لفظ بین منظور نہین ۱۲

سمجھا جاتا ہی - اسکے نو قسم ہین ازانجملہ ایک یہ کہ حکم ایسی حرف کی ساتھہ بیان ہوتا ہی جو سببیت و علیت کی طرف مشعر ہو - ایسا حرف ہندی مین "تو" ہی اور عربی مین "ف" اسکی مثال عربی اور ہندی مین یہ ہی "سرق زید فقطع یدہ" یعنے زید نے چوری کی تو اس کا ہاتھہ کاٹا گیا - بقیہ اقسام کی تفصیل ہم اصول کی ضمن مین کرینگے - انشاء اللہ تعالے و تقدس -

تعارض و جمع (یا تطبیق) و ترجیح و نسخ و ناسخ و منسوخ[31]

دو دلیلون (یا کلامون) کا باہم ایسا مقابلہ کرنا کہ ایک دوسری کی مخالفت و مزاحمت کرے **تعارض** کہلاتا ہی - ان دونو کو آپسمین جوڑنا اور دونو کے ایسے معنے کرنا کہ انمین مخالفت نرہے **جمع یا تطبیق یا توفیق** کہلاتا ہی - ان دونو مین سے ایک کو کسی وصف کی لحاظ سے (جو اسکے ذاتی صفت ہو - عارضی و تبعی ہو)⁑ غلبہ و قوت دینا اور دوسری دلیل کو اسکے مقابلہ مین اس وصف کی ہونے سے متروک العمل سمجھنا **ترجیح** کہلاتا ہی - اور جب ایک کو بلا لحاظ وصف ترجیح دوسری کے متروک العمل ہونے پر دلیل ٹہیرایا جاوے اسطور پر کہ ایک کو پہلا حکم قرار دین (دوسرے [illegible]) تو اوسکو **نسخ** (النسخ) کہتے ہین اور دلیل متروک العمل کو **منسوخ** اور جسنے اس کو چھوڑایا اسکو **ناسخ** کہتے ہین ان سب کی **مثالین** یہ ہین کسی حکیم نے ایک شخص کو کہا کہ "دودہ مت پی" اور یہ بھی کہا کہ "دودہ پیا کر" ان دونو کی مضمون مین جو بظاہر مخالفت ہی یہ تعارض کی مثال ہی - اور ان مین یون جوڑ ملانا کہ "دودہ پینے کی ممانعت اس حالت مین ہی کہ مچھلی کھائی ہو یا کوئی اور مانع ہو - اور اجازت بحالت عدم موانع ہی" جمع یا تطبیق یا توفیق مثال ہی - اور ان مین یہ تجویز کرنا کہ "جو شخص قول ممانعت کا ناقل ہی وہ معتبر نہین - ناقل اجازت سچا آدمی ہی" - **ترجیح** کی مثال ہی - اور ان مین یہ تجویز کرنا کہ حکیم صاحب نے حکم ممانعت پہلے دن دیا تھا

+ ذاتی وصف سی جو غلبہ حاصل ہو (جیسی کتاب اللہ کا بمقابلہ قیاس غالب ہونا) اسکو مجاز نہین کیا جاتا اور بنا برعلیہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ کتاب اللہ کو قیاس پر ترجیح ہی - ۱۲

⁑ عارضی صفت جیسی کسی حدیث کی راوی کا معتبر ہونا - ۱۲

جبکہ وہ شخص بیمار تھا۔ پھر کو جب وہ اچھا ہو گیا حکم اجازت دیا"۔ **نسخ** کی مثال ہے۔ اس تجویز پر پہلا حکم ممانعت **منسوخ** کی مثال ہے دوسرا حکم اجازت **ناسخ** کی مثال۔

امر و نہی

امر کسی سے کوئی فعل چاہنا۔ مثلاً زید کا اپنے غلام کو کہنا کہ "پانی لا" **نہی** کسیکو کسی فعل سے روکنا۔ مثلاً زید کا اپنے غلام کو کہنا "فلان کام مت کر"۔ بعض امر نہی مین اپنی بڑائی کا ہونا بھی شرط سمجھتے ہین۔

(**حکم** اور اسکے اقسام خمسہ تکلیفی **ایجاب** و **تحریم** و **اباحت** و **کراہیت** و **ندب** اور اقسام ثلثہ وضعی **سبب** و **شرط** و **مانع**۔)

ان اصطلاحات کا بیان چند الفاظ کی شرح پر موقوف ہے (۱) **خطاب** وہ کلام ہے جس سے کوئی دوسرے کو مخاطب کرے (۲) **تکلیف** کسی سے کوئی کام کرانا۔ (۳) **وضع** ایک چیز کو دوسری چیز کے لئے مقرر کرنا اور اس کا اس سے تعلق جتانا (۴) **اقتضا** ایک چیز کی نسبت یہ چاہنا کہ ضرور اسکو کرو یا ہرگز مت کرو (۵) **تخییر** اسکے کرنے نکرنے کا اختیار دینا۔ وہ شرح ہو چکی۔ اب ان اصطلاحات کا بیان سننا چاہیے

حکم اس خطاب شارع کا نام ہے جو لایق تکلیف بندون کے افعال کے متعلق ہو اور اس مین کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے کا اقتضا ہو یا اسکے کرنے یا نہ کرنے کی نسبت تخییر پائی جاوے یا اس مین کسی چیز کے کسی حکم کے لئے وضع تبلائی گئی ہو۔ پس جس مین اقتضا یا تخییر پائی گئی ہو اسکو حکم **تکلیفی** کہتے ہین۔ اور جس مین وضع بتائی گئی ہو اسکو **وضعی**۔ پھر حکم تکلیفی اگر پختہ اور تاکیدی طور پر ہو تو اگر اس مین کسی فعل کے کرنے کا اقتضا ہو تو اس کو **ایجاب** کہتے ہین اور اگر کسی فعل کے نکرنے کا اقتضا ہو تو اسکو **تحریم** کہتے ہین اور اگر پختہ اور تاکیدی طور پر نہو تو اگر اس مین کسی فعل کرنے یا نکرنے کی تخییر ہو اسکو **اباحت** کہتے ہین۔ اور اگر اسکی جانب کا فعل اقتضا ہو تو اسکو **ندب** کہتے ہین اور اگر اسکی ترک کا ہو تو **کراہیت** نام رکھتے ہین **اور کبھی** ان پانچون اقسام احکام تکلیفی کو بطور مجاز

وجوب وحرمت وغیرہ سے جو ایجاب وتحریم وغیرہ سے ثابت اور اسکا نتیجہ ہین تعبیر کرتی ہین -
اور فعل کو جبکہ وہ ان احکام سے موصوف اور انکا مورد ومحل ہو- **واجب - حرام - مباح - مکروہ -**
مندوب کہتے ہین **اور کبھی** یہ الفاظ ان چیزون پر بھی بول لیتے ہین جنسے فعل مکلف کا تعلق
ہوتا ہے اور انکی کام مین لانیسے وہ ان افعال کا مرتکب کہلاتا ہے **ان سب کی مثالین** ظاہر و
مشہور ہین ہم ایک آدہ مثال کی تشریح کرتی ہین - خداتعالےٰ کا یہ ارشاد اقیموا الصلوٰۃ یعنی نماز پڑہو ایجاب
نماز ہے اور جو اس سے نماز کا واجب ہونا ثابت ہوا یہ وجوب صلوٰۃ کہلاتا ہے اور بندون کے فعل نماز پڑہنے کو
واجب کہا جاتا ہے اور یہی لفظ واجب نماز پر بھی بولا جاتا ہے - وعلی ہذا القیاس **پھر منجملہ** ان اقسام
خمسہ تکلیفیہ حکم اباحت یا مباح کو تکلیفی کہنا مجازًا بطور تغلیب کے ہے ورنہ درحقیقت اس مین تکلیف
نہین ہے - بلکہ بقول علما ندب وکراہت مین بھی تکلیف نہین پائی جاتی ہے - **اور منجملہ** متعلقات
ان احکام کی واجب فرض بھی کہلاتا ہے اور ایک لفظ دوسری کی جگہہ بولا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے
زکوٰۃ واجب ہے اور زکوٰۃ الفطر فرض ہے اور یہی اہلحدیث وشافعیہ کا قول ہے - حنفیہ جو انمین فرق
کرتے ہین یہ انکا لفظی اختلاف ہے چنانچہ بضمن اصول اسکی تشریح عنقریب آتی ہے - **واز انجملہ**
ندب ومندوب کو سنت ومستحب وتطوع ونفل بھی کہا جاتا ہے - انمین جو باہم فرق ہے وہ
بضمن اصول بیان ہوگا - **واز انجملہ مکروہ کا** اطلاق تین چیزون پر ہوتا ہے (۱) حرام پر
جیسے محدثین ہین ریشم پہننے کو مکروہ کہا جاتا ہے (۲) مکروہ تنزیہی پر جسمین یہ جتایا گیا ہو کہ
کہ اس کا نکرنا بہتر ہے (۳) ترک اولےٰ پر جیسے کہتے ہین کہ نماز چاشت نہ پڑہنا مکروہ ہے - یہ حکم تکلیفی
کی تقسیم وتفصیل ہے - اب حکم وضعی کی تقسیم کیجاتی ہے -

حکم وضعی مین اگر یہ بیان ہو کہ فلان چیز کا وجود فلان حکم کے وجود کا خواہان ہے تو اسکو
سبب کہتے ہین - جیسے حد کے لئے زنا یا چوری کا وجود شارع نے بتادیا ہے کہ جب زنا یا چوری کا وجود
پایا جاویگا حد کا وجود لازم ہوگا - اور اگر اسکا یہ منشا ہو کہ جبتک فلان چیز کا وجود نہوگا تبتک فلان حکم
باوجود موجود ہونے سبب کے پایا نہین جائیگا یا اوسکا سبب سبب نہ بنیگا تو اوسکو **شرط** کہتے ہین جیسے

زنا کی حد (رجم) کی لئے زانی کا محصن (صاحب زوجہ) ہونیکی شرط ہی شارع نے بتادیا ہی کہ اگر زانی محصن نہوگا تو باجودیکہ زنا صادر ہوا اُسکو سنگسار نکیا جاویگا اور سزا ایک دُرہ سے وہ سزا پاجائیگا۔ اور اگر وہ ایسا ہو کہ اُسکا وجود کسی حکم کی وجود یا اُسکے سبب کے سبب ہونیکو روکی تو یہ **مانع** کہلاتا ہی جیسے حد سرقہ کی لئے چور کا باپ ہونا شارع نے بتادیا ہی کہ باپ بیٹے کا مال چورائے گا تو اسکا ہاتھہ کاٹا نہ جاویگا۔

ادا و قضا

واجب اگر اپنے وقت میں ادا کیا جاوے تو اُسکو ادا کہا جاتا ہی اور اُس وقت گزر جانیکی بعد ادا کیا جاوے تو وہ قضا کہلاتا ہی

عزیمت و رخصت

رخصت اس اباحت کا نام ہی جو کسی عذر و ضرورت کی سبب سے ہو اور اُسکی مقابلہ میں دلیل حرمت بھی موجود ہو۔ اور عزیمت وہ ہی جو اس اباحت کی مقابلہ میں ہو۔ رخصت کی مثال مسافر کی لئے بحالت سفر روزہ نرکھنے کی اجازت ہی اور عزیمت حالت سفر میں باوجود اجازت افطار روزہ رکھہ لینا۔

(دلیل و استدلال و عدم وجدان دلیل و اباحت یا برائۃ اصلیہ۔ قطعی و ظنی)

دلیل [illegible] طور پر فکر کرنے سے کسی چیز کا وجود یا کوئی حکم ثابت ہوسکے۔ استدلال کسی دلیل سے تمسک کرنا۔ **عدم وجدان دلیل** کسی امر کے وجود یا حکم پر باوجود تفحص و تلاش کسی دلیل کا نہ پایا جانا۔ **اباحت** یا **برائۃ اصلیہ** اصلی معافی و بریت انکی کو کہتے ہیں۔ اُسکے دو معنی ہیں **ایک** یہ کہ قبل ورود شرع و بعثت محمدیہ تمام چیزیں جو دائم نفع رسان ہوں عام معافی تھی جس چیز میں کوئی نفع پاوے اس سے نفع اٹھاوے اور اُسپر کوئی مواخذہ نہیں۔ **دوسری** یہ کہ بعد بعثت و نبوت محمدیہ عام نافعہ چیزوں میں جنمیں آنحضرتؐ نے صاف طور پر حلت یا حرمت کا کچھہ حکم نہیں دیا۔ وہی قدیمی و اصلی معافی ہی **قطعی** وہ ہی جسکے خلاف کا احتمال نہو۔ **ظنی** وہ ہی جو محتمل خلاف ہو۔ پھر قطعی دو قسم پر ہوتا ہی ایک وہ جو کسی قسم کا احتمال خلاف نرکھے جیسے **نص** یا مفسر ہی دوسرا وہ جو ایسا احتمال نرکھے جسپر کوئی دلیل ہو گو مجرد احتمال بلا دلیل رکھتا ہو۔ جیسے ظاہر جسمیں تاویل کا احتمال ہی۔ یہ **آخر** بیان اصطلاحات قسم اول ہی۔

اب اصول قسم اول کو بیان کیا جاتا ہی

اصول قسم اول "ظاہر اپنے معنی مین قطعی الدلالۃ (بمعنی ثانی) ہی اور اس سی ظاہری معنی مراد ٹھہرانا واجب ہی اور اسکی تاویل بلا شہادت دلیل حرام ہے"۔ اس اصل مین کسی عالم کا علمائی مذاہب مشہورہ سی اختلاف نہین ہی۔ اسلئے اسکی دلیل بیان کرنا ضروری نہین ہی

(۴) اگر صحابی کسی حدیث ظاہر المعنی کو روایت کری اور اسکے ظاہری معنی کے اپنے قول یا فعل سے کوئی تاویل کرے اور اپنی تاویل کی کوئی سند نہ بتاوی تو ظاہر معنی حدیث واجب العمل ہین" اور تاویل صحابی کیطرف رجوع جائز نہین ہے"۔ اور یہی امام **شافعی** اور حنفیہ مین سے امام **کرخی** اور جمہور **علماء** کا قول ہے **انکی دلیل** یہہ ہی کہ ظاہر حدیث قطعی دلیل ہے اور صحابی کا فہم و قول اصلا شرعی دلیل نہین ہے امام **شافعی** نے فرمایا ہے مین ظاہر حدیث کو ایسے شخص کے قول سے کہ اگر مین اسکے زمانہ مین ہوتا تو اس سے جہگڑتا کیونکر چھوڑ سکتا ہون۔ **بعض حنفیہ** وغیرہ یہہ کہتے ہین کہ تاویل صحابی ظاہر حدیث پر مقدم ہی **انکی دلیل** یہہ ہے کہ ظاہر حدیث کے ترک کرنے کو صحابی خود حرام جانتا تہا و مع ذلک اس نے ظاہر کو ترک کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس نے کوئی دلیل ظاہر حدیث کے ترک کرنے پر پائی ہوگی تب ہی اسکو ترک کیا۔

اسکا جواب فریق اول یہہ دیتے ہین کہ جیسا اسکے ظاہر حدیث کو ترک کرنے مین یہ **احتمال** ہے ویسا ہی یہ بھی **احتمال** ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور جو کچھہ اس نے کہا یا **کیا** ہی (جسکو اس حدیث کی تاویل سمجھا جاتا ہے) اسکی اپنی مستقل رائے ہو۔ اور یہ بھی **احتمال** ہے کہ جس دلیل کو اس نے باعث ترک ظاہر حدیث سمجھا ہے اور اسکے سبب تاویل اختیار کی ہے اسمین غلطی کی ہو یا اس دلیل کا بجز اسکے کوئی قائل نہو جب اسکی تاویل مین اتنے احتمال ہوئے تو وہ قطعی نرہی اور ظاہر حدیث بلا اختلاف قطعی ہی **پس** اس ظنی و محتمل کے سبب اسکا چھوڑنا کیونکر

جایز ہے - ان مذاہب و دلائل و مباحث کو اصولیین حنفیہ و شافعیہ و اہلحدیث نے اپنی کتابون مین تفصیل سے لکھا ہے اسمقام مین اس تفصیل کا نقل کرنا مناسب ہے ارشاد الفحول و حصول المامول مین ہے کہ حدیث کے حالات سے

السادس ان یکون الخبر ظاہرا فی شی فیحمله الراوی من الصحابة علی غیر ظاہرہ اما بصرف اللفظ عن حقیقته الی مجازہ او بان یصرفه عن الوجوب الی الندب و عن التحریم الی الکراهة ولم یات بما یفید صرفه عن الظاہر فذهب الجمهور من اهل الاصول الی انه یعمل بالظاہر ولا یصار الی خلافه بمجرد قول الصحابی و فعله و هذا هو الحق [illegible] خلافا للحنفیة (حصول المامول)

چھٹا حال یہہ ہے کہ حدیث ایک معنی مین ظاہر الدلالة ہو اور صحابی اسکا راوی اسکو غیر ظاہر معنی پر حمل کرے باین وجہ کہ اسکو حقیقی معنی چھوڑکر مجازی معنی لے یا اسکو وجوب سے معنے استحباب کیطرف پھیر دے یا حرمت سے کراہتہ کیطرف پھیرے اور اپنے اس تصرف پر کوئی دلیل ظاہر نکرے تو ایسی صورت مین جمہور علماء یہی کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے اور صحابی کے قول یا فعل مخالف ظاہر حدیث کیطرف رجوع جایز نہین ہے اور یہی بات حق ہے کیونکہ ہم صحابی کی روایت پر عمل کرنیکے مکلف ہین نہ اسکی رائے و فہم پر عمل کرنیکے اسمین حنفیہ کو اختلاف ہے - تحریر ابن الہمام اور اسکی شرح تحبیر ابن امیر الحاج مین ہے کہ جب صحابی (اپنے قول و فعل سے) اپنی روایت کی معنی ظاہر کے خلاف بیان کرے تو اکثر علمائ

واذا حمل الصحابی مرویه الظاہر فی حکم علی غیر الظاہر فذهب الاکثر من العلماء منهم الشافعی والکرخی الی ان المعمول به هو الظاہر دون ما حمله علیه الراوی

(امام شافعی و امام کرخی وغیرہ) اسمین یہ کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے نہ وہ تاویل جو صحابی کرتا ہے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ مین حدیث کو ایسے شخص کے قول سے کہ اگر مین اسکا ہمعصر ہوتا

(باقی صفحہ ۸۸)

بابت ۱۳۰۸ء

بقیہ جزء سوم مقدمہ

جسمین ان اصطلاحات و اصول کا بیان ہے جن سے مقاصد ضمیمہ مین کام لیا جائیگا۔ اور وہ دو قسم ہین۔ اول وہ جنکو کتاب و سنت دونوں سے تعلق ہے دوم وہ جنکو صرف حدیث سے تعلق ہے

اصول قسم اوّل

ہر چند منجملہ اصول قسم اول اصل اول و دوم کا بیان ضمیمہ نمبر ا جلد ۳ مین بصفحہ (۷۹ و ۸۰) ہو چکا ہے ولیکن چونکہ اس ضمیمہ کی اشاعت کو دو سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور محتمل ہے کہ وہ پرچہ بعض ناظرین کی نظر سے نہ گذرا ہو لہذا ان دونو اصول کو بھی اس مقام مین بزیادت تفصیل و دلیل بیان کیا جاتا ہے۔

اصل اوّل

ظاہر و نص (و مفسر) اپنی معنے مین قطعی الدلالۃ (بمعنی ثانی) ہین) اُن سے اُن کی ظاہری معانی مراد لینا واجب ہے اور خلاف معنی ظاہر سے اُنکی تاویل بلا شہادت قوی دلیل حرام ہے۔ اون کے ظاہری معنے کے وجوب العمل اور تاویل بلا دلیل کے حرام ہونے میں کسی مذہب کا اختلاف نہین۔ اور اسپر شہادت پیش کرنیکی ضرورت نہین۔ ومعہذا ناواقفون کی فہمایش کے لیے ایک کتاب کی شہادت پیش کی جاتی ہے۔ تلویح مین ہے۔ کہ ظاہر و نص مفسر و محکم سبھی یقین کے موجب ہین۔ حکم شرعی کو یقیناً ثابت کرتے ہین۔ بعض علماء باوجودیکہ وہ ظاہر و نص کو ظاہر معنے مین واجب العمل اور بلا دلیل اسکی تاویل کرنا جائز سمجھتے ہین اسکو موجب یقین نہین سمجھتے ہین۔ اس نظر سے کہ ان مین احتمال

والکل ای الظاھر والنص والمفسر والمحکم یوجب الحکم ای یثبتہ قطعاً و یقیناً وعند البعض حکم الظاھر والنص وجوب العمل و اعتقاد حقیقۃ المراد لا ثبوت

الحکم قطعاً و یقیناً لا لاحتمال و ان کان بعیداً قاطع للیقین و دُون بانّہ لاغیر باحتمال لم ینشاء عن الدلیل و الحق ان کلا منھما قد یفید القطع وھو الاصل وقد یفید الظن وھو ما اذا کان احتمال غیر المراد مما یعضدہ دلیل ۔ (تلویح صفحہ ۱۲۵)

تاویل تو ہے جو یقینی ہونے کی مخالف ہو ان کی اس خیال و مقال کو اور علما نے رد کر دیا ہے اور یہہ کہا ہے کہ بے دلیل احتمال تاویل کا کچھ اعتبار نہین اور حق یہی ہے ۔ کہ ظاہر و نص دو تو مفید یقین ہین اور کبھی ظنی بھی ہو جاتے ہین جبکہ احتمال تاویل کی کوئے دلیل موید ہو ۔

اصل دوم

(منجملہ اصول قسم اول)

اگر صحابی کسی حدیث ظاہر المعنی کو روایت کرے اور اس کے ظاہری معنی کی اپنے قول یا فعل سے ایسی تاویل [illegible] معنے حدیث واجب العمل ہین اور تاویل صحابی کیطرف رجوع جائز نہیں ہے“ ۔ اور یہی امام شافعی اور حنفیہ میں سے امام کرخی اور جمہور علماء کا قول ہے انکی دلیل یہہ ہے کہ ظاہر حدیث قطعی دلیل ہے اور صحابی کا فعل یا قول اصلاً شرعی دلیل نہین امام شافعی رحنے فرمایا ہے مین ظاہر حدیث کو ایسی شخص کے قول سے کہ اگر مین اُس کے زمانہ مین ہوتا تو اس سے جھگڑتا کیونکہ چھوڑ سکتا ہوں بعض حنفیہ وغیرہ یہہ کہتے ہین کہ تاویل صحابی ظاہر حدیث سے مقدم ہے انکی دلیل یہہ ہے کہ ظاہر حدیث کی ترک کرنے کو صحابی خود حرام جانتا تھا و مع ذالک اُس نے ظاہر کو ترک کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس نے کوئی دلیل ظاہر حدیث کے ترک کرنے پر پائی ہوگی تب ہی اُسکو ترک کیا ۔

اُسکا جواب فریق اول یہہ دیتے ہین کہ جیسا اُسکو ظاہر حدیث کو ترک کرنے مین یہہ احتمال ہو سکتا ہے یہہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور جو کچھ اُس نے کہا یا کیا ہے وہ جسکو اس حدیث کی

تاویل سمجھا جاتا ہے جس کی اپنی رائے ہو - اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جس دلیل کو اُس نے باعث ترک ظاہر حدیث سمجھا ہے اور اُسکے سبب تاویل اختیار کی ہے اس مین غلطی کی ہو یا اُس دلیل کا بجز اُس کے کوئی قائل نہو جبکہ اُسکی تاویل مین اتنے احتمال ہین تو وہ قطعی دلیل نہین ہو سکتی اور ظاہر حدیث قطعی ہے پس اس ظنی و محتمل کے سبب اسکا چھوڑنا کیونکر جائز ہے - ان مذہب و دلائل و مباحث کو صاحبین حنفیہ و شافعیہ و اہل حدیث نے اپنی کتابون مین تفصیل سے لکھا ہے اس مقام مین اسی تفصیل کا نقل کرنا مناسب ہے **ارشاد الفحول و حصول المامول** مین ہے کہ حدیث کی حالات سے چھٹا حال یہ ہے کہ حدیث ایک معنی مین ظاہر

السادس ان یکون الخبر ظاهرا فی شیٔ فیحمله الراوی من الصحابة علی غیر ظاهره اما بصرف اللفظ عن حقیقته الی مجازه او بان یصرفه عن الوجوب الی الندب وعن التحریم الی الکراهة [illegible] عن الظاهر فذهب الجمهور من اهل الاصول الی انه یعمل بالظاهر ولا یصار الی خلافه بمجرد قول الصحابی او فعله وهذا هو الحق لانا متعبدون بروایته لا برایه الخلاف فی الحنفیة

الدلالۃ ہو اور (صحابی) اوسکا راوی اُسکو غیر ظاہر معنے پر حمل کرے باین وجہ کہ اس کے حقیقی معنے چھوڑ کر مجازی معنی لے یا اُسکو وجوب سے معنے استحباب کیطرف پھیر دے یا حرمت سے کراہت کیطرف پھیر دے اور اپنے اس تصرف پر کوئی دلیل ظاہر نکرے تو [illegible] یہی کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے اور صحابی کے قول یا فعل مخالف ظاہر حدیث کیطرف رجوع جائز نہین ہے اور یہی بات حق ہے کیونکہ ہم صحابی کی روایت پر عمل کرنے سے مکلف ہین نہ اُسکی رای و فہم پر عمل کرنے سے اسمین حنفیہ کو اختلاف ہے

تحریر ابن الہمام اور اُسکی شرح **تحبیر ابن امیر الحاج** مین ہے کہ صحابی (اپنی قول و فعل سے)

واذا حمل الصحابی مرویه الظاهر فی حکم علی غیر الظاهر فذهب الاکثر من العلماء منهم الشافعی و الکرخی ان

اپنی روایت کے معنی ظاہر کے خلاف بیان کرے تو اکثر علماء امام شافعی و امام کرخی وغیرہ اسمین یہہ کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے

المعمول به وهو الظاهر دون ما حمل عليه الراوي من تاويله وقال الشافعي كيف اترك الحديث بقول من لو عاصرته لحاججته

نہ وہ تاویل جو صحابی کرتا ہے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ مین حدیث کو ایسی شخص کے قول سے کہ اگر مین اسکا ہمعصر ہوتا تو اس سے جھگڑتا کیونکہ چھوڑ سکتا ہون

اُسکی بعد تحریر اور اُسکی شرح تحبیر مین مذہب بعض حنفیہ کی تائید مین کہا ہے کہ بلا وجہ ظاہر حدیث

ان الصحابي لا يخفى عليه ان ترك الظاهر حرام فلولا تيقنه بما يوجب تركه لم يتركه ولو سلم انتفاء تيقنه فلولا اغلبية الظن بما يوجب تركه لم يتركه ولو سلم انتفاء تلك الاغلبية بل انما ظن ذلك ظنا فشهود الراوي ما هنالك من حال النبي صلى الله عليه وسلم عند مقالته يرجح ظنه بالمراد [illegible] بذلك فشهوده ذلك يدفع تجويز خطائه بظن ما ليس دليلا دليلا [illegible]

(تحریر مع شرح تحبیر)

کو ترک کرنے کا حرام ہونا صحابی کو معلوم تھا۔ لہٰذا اُسکو ظاہر حدیث کی ترک کرنے کی وجہ کا یقین نہوتا تو وہ ظاہر کو کبھی نہ چھوڑتا اس وجہ کے یقین کو تسلیم نہ کیا جائے تو ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ اگر اُسکو وجہ ترک ظاہر کا ظن غالب نہوتا تو وہ ظاہر کو ہرگز نچھوڑتا۔ اسکو بھی نہ مانا جاوے اور یہہ کہا جاوے کہ اس نے ظن محض سے کام [illegible] موقع صدور پر حاضر ہونا اس کے ظن کا موید ہو سکتا ہے اس نے موقع دیکھکر سمجھہ لیا ہوگا کہ ظاہر حدیث مراد نہین ہے۔ اس سے یہ بات اُٹھہ گیی کہ اُس نے دلیل ترک ظاہر کے سمجھنی مین غلطی کی ہو گی یہہ امر موقع دیکھنے کے بعد مستبعد معلوم ہوتا ہے۔

حنفیہ کے اس عذر و دلیل کا جواب امام رازی نے کتاب محصول مین کافی دیا ہے انہین امام شافعی کا مذہب (کہ تاویل صحابی جو ظاہر حدیث کی مخالف ہو واجب الترک ہے) بیان کرکے فرمایا ہے امام شافعی کی دلیل اس مذہب پر یہہ ہے کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے کا مقتضی (ظاہر لفظ حدیث)

المسئلة السابعة - اختلفوا فيما اذا كان مذهب الراوي بخلاف الرواية

موجود ہے۔ اور جو امر عارضی اس سے مانع ہے (یعنی راوی صحابی کی نسبت یہہ گمان کہ ظاہر حدیث کا

فقال بعض الحنفية الراوي للحديث
العام اذ اخصه راجع اليه لانه لما شاهد
الرسول كان اعرف بمقاصده ولذلك حملوا
رواية ابي هريرة في ولوغ الكلب انه
يغسل سبعًا على الندب لان ابا هريرة
كان يقتصر على الثلاث ۔ والثاني
وهو قول الكرخي ظاهر الخبر اولى ۔ والثالث
انه ان كان تاويل الراوي بخلاف
ظاهر الحديث رجع الى الحديث وان
كان احد محتملي الظاهر رجع الى تاويله
وهو ظاهر مذهب الشافعي ۔ والرابع
وهو قول القاضي [illegible] ان لم يكن
لمذهبه وتاويله وجه الا انه علم
ضرورة بقول النبي صلى الله عليه وسلم وجب
المصير اليه وان لم يعلم ذلك بل جوزنا
ان يكون قد صار اليه بنص او قياس وجب
النظر في ذلك فان اقتضى ما ذهب اليه
صير اليه والا فلا وكذا ان كان الحديث
مجملا وبينه الراوي كان بيانه

وجوب العمل ہونا اور بلا موجب ظاہر معنے حدیث
کو ترک کرنے کا حرام ہونا صحابی کو معلوم تھا
و مع ذلک اس نے ظاہر کو ترک کرکے اس کی
تاویل کی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی
نزدیک اس تاویل کا کوئی موجب ہوگا) وہ اس
مقتضی عمل کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس
راوی صحابی کی نسبت یہ بھی گمان ہو سکتا
ہے کہ اس نے ظاہر حدیث کا خلاف کرنے مین
ایسی دلیل سے دست آویز کی ہو جو واقع مین ترک
ظاہر حدیث پر دلیل نہو سکتی ہو۔
اسپر یہہ اعتراض کرو کہ صحابی کے دیندار
[illegible] کہ اس نے دلیل کا
خلاف نہیں کیا (جو دلیل نہو سکے اُس کو دلیل
نہیں سمجھنا) تو اس کا جواب یہہ ہے
کہ اسکی دینداری عمدًا دلیل کا خلاف کرنے سی
تو بیشک مانع ہے ولیکن سہوًا اور غلطی سے دلیل
کا خلاف کرنے اور غیر دلیل کو دلیل سمجھنے سے مانع
نہیں ہے اور اس امر پر کوئی دلیل نہیں ہے
کہ وہ علم مین ایسے درجہ (عصمت) کو پہنچ چکا تھا کہ اس

بلا ہمین حنفیہ کی اس استبعاد کا جواب ہے جو عبارت محررہ تحریر مین گذرا ۔ حاصل جواب یہہ ہے کہ گو راوی کو موقع حدیث کا مشاہدہ ہوا تھا پر وہ مشاہدہ
سے معصوم نہیں ہو سکتا جس امر مین اسکی وہم کا دخل و احتمال ہے اسین خطا کا بھی احتمال ہو لہذا اسکا قول یا فعل جسمین یہ احتمال آئے ظاہر کا مرجح نہیں

اولی بحجۃ الشافعی ان المتضی وھو ظاہر اللفظ قائم والعارض الموجوح وھو مخالفۃ الراوی لا یصلح ان یکون معارضًا لاحتمال انہ تمسک فی تلک المخالفۃ بما ظنہ دلیلًا مع انہ لا یکون کذٰلک فان قلت لظاہر من دینہ انہ لا یخالف الدلیل قلت دینہ یمنعہ من الخطاء عمدًا الا سھوًا وغلطًا ولیس ھھنا ظاہر یدل علی انہ کان فی العلم بحیث لا یعرض لہ ذٰلک الخطاء

(محصول رازی)

سے خطا اور غلطی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

احکام فی اصول الاحکام مین امام **آمدی** نے امام شافعی کا مذہب اور انکا وہ قول سابق الذکر اور اس کے موافق امام ابو الحسن کرخی اور اکثر علماء کا مذہب اور اس کے مقابلہ مین بعض حنفیہ کا قول اور مذہب جمہور کے قریب قاضی عبد الجبار اور ابو الحسن بصری کا مذہب بیان کر کے کہا ہی کہ ہماری نزدیک پسندیدہ مذہب یہ ہی کہ اگر راوی سے ظاہر حدیث کا خلاف کرنیکی کوئی وجہ (دلیل) معلوم ہو اور وہ اس تاویل کی جو راوی نے اختیار کی ہے وجہ بن سکے تو اس دلیل کی پیروی واجب ہی اور ظاہر حدیث کا ترک کرنا

واما ان کان اللفظ [illegible] حمله الراوی علی غیره فمذھب الشافعی وابی الحسن الکرخی واکثر الفقہاء انہ یجب الحمل علی ظاہر الخبر دون تاویل الراوی ولھذا قال الشافعی کیف اترک الخبر لاقوال اقوام لو عاصرتھم لحاججتھم بالحدیث وذھب بعض اصحاب ابی حنیفۃ وغیرھم الی وجوب العمل بمذھب الراوی وقال القاضی عبد الجبار ان لم یکن لمذھب الراوی وتاویلہ وجہ سوی علمہ بقصد

[illegible] وہ راوی کا عمل ہے کیونکہ کسی مجتہد کا عمل دوسری مجتہد کے لیے حجت (سند) نہیں ہو سکتا بلکہ اس دلیل کی نظر سے جو معلوم ہوئی ہے اور اگر اس تاویل کی وجہ کوئی معلوم نہو تو ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہی اور راوی کی تاویل ومخالفت کا یہ سبب بھی ہو سکتا ہی کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس تاویل ومخالفت ظاہر حدیث مین کسی دلیل سے متمسک ہوا ہو جس مین اس سے خطا ہوئی ہو یا وہ ایسی دلیل ہو جس کا صرف

النبی صلی اللہ علیہ وسلم لذلک التاویل
وجب المصیر الیہ وان لم یعلم ذلک بل
جوزان یکون قد صار الیہ لدلیل ظہر
لہ من نص او قیاس وجب النظر الی ذلک
الدلیل فان کان مقتضیا لما ذہب الیہ
وجب المصیر الیہ والا فلا وھذا ھو
اختیار ابی الحسین البصری والمختار
انہ ان علم ماخذہ فی المخالفۃ وکان
ذلک مما یوجب حمل الخبر علی ما ذہب الیہ
الراوی وجب اتباع ذلک الدلیل لا
لان الراوی عمل بہ فانہ لیس عمل
المجتہد حجۃ علی الآخر وان
جہل ماخذہ قالوا وجب العمل بظاہر
اللفظ وذلک لان الراوی عدل وقد
جزم بالروایۃ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وھو الاصل فی وجوب العمل بالخبر
ومخالفۃ الراوی لہ یحتمل انہ کان لنسیان
طرأ علیہ ویحتمل انہ کان لدلیل اجتہد
فیہ وھو مخطی فیہ او وھما یقول بہ دون
غیرہ من المجتہدین کما عرف من مخالفۃ
مالک خبر خیار المجلس بما راہ من اجماع

وہی قائل ہو نہ دوسرے مجتہدین اور یہ بھی
احتمال ہے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی مراد کو یقینا جان لیا ہو۔
اور جب ان سب احتمالات میں تردد و شک ہے
تو ظاہر معنے حدیث کو اس شک و تردد سے چھوڑا
نہیں جاسکتا اور راوی بہر حال اس مخالفت
کے سبب فاسق بھی نہیں کہلاتا تا اسکی اس
روایت پر عمل کرنا ناجائز ہو۔ اس سے مخالفوں
کا یہ اعتراض رفع ہوا کہ اگر راوی سے حسن
ظنی ہے تو اس کی تاویل کو بھی مان لو۔ اور
اسکے (ترک ظاہر حدیث کے سبب) فسق کے
قائل ہے تو اسکی روایت پر عمل کیون
کرتے ہو؟ ان عبارات و شواہد سے اصل دوم
ثابت ہوا اور محقق ہوا کہ حدیث کے ظاہری معنی کو راوی
صحابی کی تاویل یا فعل مخالف حدیث کے سبب ترک کرنا
اور تاویل یا فعل صحابی کیطرف (مجتہد کیوں نہو)
رجوع کرنا جائز نہیں۔
اسکے سے بہ سند لطریق اولی ثابت ہوا
کہ اگر کوئی مجتہد یا امام کسی ظاہر آیۃ قرآن کا قولاً
یا فعلاً خلاف کرے اور اس مخالفت کی کوئی وجہ معلوم
نہو تو اس مجتہد کا وہ قول یا فعل ظاہر آیۃ قرآن کے

اهل المدينة على خلافه ويحتمل انه
عمل بذلك عملا لامراء فيه من قصد
النبي صلى الله عليه وسلم له واذا تردد
بين هذه الاحتمالات فالظاهر لا
يترك بالشك والاحتمال وعلى كل
تقدير فيجعلها لفتنة للخبر لا يكون فاسقا
حتى يمنع العمل بروايته وبهذا يندفع
قول الخصم انه ان احسن الظن بالراوي
وجب حمل الخبر على ما حمله عليه وان اسئ
به الظن امتنع العمل بروايته (احکام آمدی)

مقابلہ مین لائق تمسک و دست آویز نہین ہے اور
ظاہر آیۃ وجب العمل ہے۔ ایسی امر کے جتانی کے
لیے یہ اصل دوم سمقام (بیان اصول قسم
اول) مین بیان ہوا ورنہ اصل محل اسکی بیان
کا مقام بیان اصول قسم دوم (متعلقہ خاص سنت)
تھا۔ ہرچند یہہ مسئلہ ایسا مخفی اور مختلف فیہا نہ تھا
جسکی بیان و اثبات کی ضرورت ہو مگر چونکہ ہم تقدیم
سے اس زمانہ مین موجود ہین جسمین مجتہدین کے اقوال
و مذہب کے مقابلہ مین ظاہر قرآن کو بھی چھوڑنا واجب
سمجھا جاتا ہے چہ جائی ظاہر حدیث اس لیے اس

مسئلہ کا بیان ضروری سمجھا گیا اور ایک مرحفہ سو اسکا اثبات عمل مین آیا۔

قال شيخنا ومولانا خاتمة المحققين والمجتهدين رضي الله عنه
قد شاهدت جماعة من مقلدة الفقهاء قرأت عليهم
آيات كثيرة من كتاب الله في بعض المسائل وكانت
مذاهبهم بخلاف تلك الايات فلم يقبلوا تلك
الآيات ولم يلتفتوا اليها وبقوا ينظرون الى كالمتعجب
يعني كيف يمكن العمل بظواهر هذه الآيات مع ان الرواية
عن الفقهاء وردت على خلافها ولو تأملت حق
التأمل لوجدت هذا الداء ساريا في عروق الاكثرين من
اهل الدنيا (تفسیر کبیر صفحہ ۲۲۴ جلد ۳)

چنانچہ [illegible] امام فخر الدین رازی کے [illegible] سے اس قسم کے لوگ چلے آ رہے
ہین جنکا ذکر امام رازی تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۲۴ جلد ۳
مین یون فرماتے ہین کہ "ہماری شیخ نے کہا ہے ہم نے مقلدین
کی ایک جماعت کے سامنے ان آیات کو پڑھا جو ان کے
مذہب کے مخالف تھین تو انہون نے ان آیات کی
طرف التفات نکیا اور متعجب ہو کر کہا کہ ان آیات
کے ظاہر معانی پر کیونکر عمل ہو سکتا ہے جس حالت مین
ہمارے ائمہ مذہب سے ان کی مخالف روایت آ چکی ہے۔
اور اگر تو ٹھیک تامل کرے تو یہ مرض اکثر اہل دنیا کی
رگون مین پھیل رہا ہے۔

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۲ جلد ۳

اشاعت مذہب اسلام

مضمون اشاعت اسلام پر (جو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ مین شایع ہوا ہے) مشاہیر علماء ہندوستان و پنجاب (جیسے حضرت شیخنا و مولینا جناب مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی۔ جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب دہلوی امام فن مناظرہ اہل کتاب۔ جناب مولوی سید الفت حسین صاحب دہلوی جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی۔ جناب مولوی محمد یسین صاحب جبلپوری جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی جناب مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی۔ جناب مولوی حافظ محمد صاحب لکھوی فیروزپوری۔ جناب قاضی محمد منصور جان صاحب پشاوری جناب خلیفہ حمید الدین صاحب لاہوری۔ جناب مولوی سعد الدین صاحب لاہوری۔ جناب مولوی محمد نور الدین صاحب بہروی حکیم ریاست جموں۔ جناب مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری) وغیرہ وغیرہ نے **اتفاق** رائے ظاہر کیا ہے اور کئی مشہور نامی اخبارون (جیسے اخبار انجمن پنجاب لاہور [illegible] منشور محمدی بنگلور) وغیرہ مین یہہ مضمون بعینہ یا اسکا ماحصل شایع ہوا ہے اور ان اخبارون کے اڈیٹرون نے اس مضمون کے تائید مین خوب زور دیا ہے اور فریقین یعنی اڈیٹران و حضرات علماء نے باتفاق مسلمانون کی باہمی موافقت اور اشاعت اسلام کے لئے انجمن اشاعت اسلام کی اقامت کی ضرورت کو نہایت جوش سے تسلیم کیا ہے **بلکہ** لاہور مین تو بعض احباب نے ایک انجمن کی بنا بہی قایم کردی ہے جسکے ممبر و معاون اس عاجز کے سوا یہہ حضرات ہین۔ منشی پیارعلی صاحب شہرت اڈیٹر انجمن اخبار لاہور۔ منشی حفیظ الدین احمد صاحب مترجم یونیورسٹی پنجاب۔ خلیفہ حمید الدین صاحب مدرس گورنمنٹ سکول لاہور۔ مولوی الفت حسین صاحب مدرس ٹرینگ کالج لاہور۔ سید محمد شاہ صاحب اورسیر ضلع لاہور۔ مولوی محمد غضنفر صاحب مدرس یونیورسٹی پنجاب۔ شیخ محی الدین صاحب مدرس۔ منشی کرم الٰہی صاحب سررشتہ دار یونیورسٹی لاہور۔ منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ لاہور۔ میان نظام الدین صاحب ٹہیکہ دار لاہور۔ مولوی الٰہی بخش صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب۔ خلیفہ رجب الدین صاحب سوداگر پشمینہ میان محمد صاحب عرف محمد بخش صاحب علاقہ بند لاہور حافظ بہادر الدین صاحب ٹہیکہ دار لاہور۔ بابو جلال الدین صاحب ہیڈ کلرک فارسٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور بابو فضل الدین صاحب

فارسٹر انجنیر لاہور ڈویژن - مولوی محمد نور الدین صاحب حکیم ریاست جموں - حکیم فضل الدین ساکن بھیرہ -
سید امیر حیدر صاحب ساکن وزیر آباد وغیرہ وغیرہ اور ان حضرات نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق انجمن کیلئے
چندہ بھی مقرر کیا ہے اِن سب مین بالفعل جناب مولوی نور الدین صاحب سبقت لیگئے ہین جنہون نے ساٹھہ روپیہ سالانہ
مقرر فرمایا ہے اور ایک سو روپیہ یکمشت دینے کا وعدہ کیا ہے - اب اِس انجمن کے اتمام و استحکام مین صرف
اتنی کسر باقی ہے کہ بعض معزز رؤسا اسلام اسمین شامل ہون اور کسیقدر اَور مشاہیر علماء کرام اسمین شریک
ہون - تہوڑے سے رؤسا اور کسیقدر اَور علماء اِس انجمن کے معاون ہو جاوین اور کارروائی شروع ہو تو اکثر علماء
و صدہا عوام و رؤسا اِسمین شامل ہو جاوینگے چنانچہ اکثر جمہوری کام ہمیشہ اسیطرح استحکام پکڑتے ہین اور رفتہ رفتہ ایک
سے ہزار ہو جاتے ہین -

پس ہم اکابر رؤسا و بقیہ علماء لاہور و امرتسر و لودہیانہ و پٹیالہ و مالیر کوٹلہ و شملہ و حیدرآباد و دہلی و مرادآباد
و رامپور و لکھنو والہ آباد و عظیم آباد و کلکتہ و بہوپال و بمبئی و مدراس وغیرہ بلاد معظم کی خدمات مین مکرر عرض رسان
ہین کہ یہ حضرات اسلام کی اس نازک حالت ضعف پر ترحم فرماوین اور مسلمانون کی باہمی اتفاق کیطرف توجہ کرین
اور اس اتفاق کے ذریعہ سے اسلام کو رونق و ترقی دین - میری اِس اجمالی التماس کیطرف ان حضرات نے
توجہ نہ کی تو ناچار مین بلاد مذکورہ کے علماء اور رؤساء کو نام بنام پکار کر التجا کرونگا اور اپنی کوشش کو حد وسعت
و امکان تک پہنچاؤنگا -

اِس مضمون سے بعض احباب نے **مخالفت** بھی ظاہر کی ہے مگر وہ بہ نسبت تسلیم شاذ و نادر ہے اُن مخالفین مین
بعضے تو ہمارے قدیمی حریف ہین جو قدیمی مخالفت کے تقاضی سے ہماری تجویز پر نکتہ چینی کرتے ہین اور ہمارے حالی
حال کیطرف توجہ نہین فرماتے - پہر انمین کوئی تو یہہ کہتا ہے کہ اب ایڈیٹر مؤلف اشاعۃ السنۃ نیچری ہونے
لگا - کوئی کہتا ہے کہ عمل بالحدیث چہوڑ کر اَب مقلد بنا اور **بعضے** انمین ہمارے مخلصین ہین اور وہ مقاصد و اغراض
مضمون تک نارسائی کے سبب حسبۃ للہ اِسپر نکتہ چینی کرتے ہین **پہلے** حضرات کے **جواب** مین تو مین اسیقدر کہنا
کافی سمجھتا ہون کہ مین جو کچھ کہ ہون یا ہونا چاہتا ہون میری کلام سے معلوم ہو گا - اور خود رسالہ اشاعۃ السنۃ
اُسپر شہادت دیگا **دوسرے** احباب کے شکوک کو نقل کرکے اُنکے جوابات تحریر مین لاتا ہون بعض احباب نے یہہ

اعتراض کیا ہے کہ اِس اتفاق سے باہم ایسا اختلاط ہوگا کہ مذہبی تفرقہ شیعہ۔ سُنّی وہابی بدعتی مقلد غیر مقلد کا جاتا رہیگا اور سب کا مذہب گڈ مڈ ہو جائیگا اِسکا جواب تو اسی مضمون مین موجود ہے اُن احباب نے اُسکی طرف توجہ نہین کی ورنہ یہہ بات ہرگز اُنکی زبان پر نہ آتی۔ بعض احباب نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ جب کسی بدعت خلافی کی ابطال اور سنت اختلافی کے اثبات سے انجمن اشاعت اسلام کو سروکار نہ ہوا چنانچہ اِس مضمون مین قرار دیا گیا ہے تو باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مسدود ہوا ایسا اعتراض گو بظاہر قوی معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت نہایت ضعیف ہے اور اُسکی نارسائی فہم سے ناشی ہے۔ اِس مضمون مین بدعت خلافی کے ابطال و سنت اختلافی کے اثبات سے کسیکو منع نہین کیا۔ بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی خصوصیات خلافیہ کے رواج دینے اور خصوصیات غیر سے مخالفت کرنیکا اختیار دیا ہے اور اِس امر کے لئے ہر ایک فرقہ کے واسطے انجمنہا خاصہ تجویز کردی ہین۔ ہان اِس امر کو انجمن اشاعۃ اسلام کے فرائض سے نکالدیا ہے جسکا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب مختلف خیالات کے ممبر کارروائی انجمن عام کے لئے جمع ہون تو اِس زمان اور اس مکان اور اس کارروائی مین اس حیثیت سے خلافیات کے اثبات یا ابطال سے تعرض نکرین۔ دوسرے وقت مین دوسری جگہ دوسری انجمن خاص مین ہر ایک فرقہ اپنی خصوصیات کی تائید و اثبات کرے اور خصوصیات غیر کی تزئیف و ابطال عمل مین لاوے مگر اسمین جادہ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھے اور تعصب و نا انصافی و بے تہذیبی سے (جسکی تشریح ہم اصل مضمون مین کرچکے ہین) باز رہے (سوال) جس زمان و مکان مین سب ممبر انجمن عام کے جمع ہون اور انجمن عام کی کارروائی شروع کرین اُس آن و مکان مین وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے خدا کی طرف سے مامور نہین ہین ؟ - پھر ساکت رہنا معصیت نہین تو کیا ہے (جواب) وہ اُس آن و مکان مین اور تاسیس اصول اسلام کے زمان مین امور خلافی کے نسبت امر و نہی کے مامور نہین ہین اور اسمین ماجور۔ اور اسکے خلاف مین گنہگار۔ اِسلئے کہ اِس مجلس مین اِن خلافیات کا ذکر تفرقہ مجلس کا باعث ہوتا ہے اور وہ تفرقہ اتفاقی اصول اسلام کی اشاعت کا رافع و مبطل ہے۔ اور ابطال اتفاقی اصول اسلام کے وسایل و اسباب کا معصیت ہونا اور اس سے باز رہنے کا مامور ہونا واقفان حقیقت اسلام پر مخفی نہین ہے۔ جب احکام اسلام کا نزول شروع ہوا تو پہلے مسایل توحید و رسالت ہی کا نزول ہوا جب اِن مسایل کو لوگون نے مان لیا تب بقیہ احکام حلال و حرام کو اُتارا گیا۔ جب آنحضرت اپنی اصحاب کو اشاعت اسلام کے لئے آفاق مین بھیجتے تو یہی تلقین

فرماتے کہ پہلے انکو شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیطرف بلاؤ جب وہ یہہ مان لین تب نماز روزہ وغیرہ احکام سکہاؤ + - اِس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ توحید و رسالت کا امر و اشاعت سب احکام اسلام سے مقدم ہے اور اگر کسی حکم کا ذکر توحید و رسالت کا مفوت ہو تو اُسکا ذکر طاعت نہین بلکہ معصیت ہے - اور اِس انجمن اسلام کے ممبرون کو اگرچہ اصول اسلام پر اتفاق اور اسلام حاصل ہے اور اُن کی مجلس مین ذکر مسایل خلافیہ اُن کے اسلام کا مفوت نہین ہے مگر جن ہزارون بلکہ لاکہون اشخاص کا اسلام مین داخل ہونا اہل مجلس کے اتفاق سے متوقع ہے اُن کے اسلام کا ذکر امور اختلافی سے فوت ہونا تو یقینی امر ہے کیونکہ ان کا اختلافی امور مین تکرار ہوگا اتفاق جاتا رہیگا اور وہ ہزارون اشخاص کے اسلام کا مفوت ہوگا - اب برادران دین و اخوان مسلمین اِس مضمون پر نکتہ چینی سے ساکت رہین اور اسکی صحت و مفید ہونے پر اتفاق کرین اور اسکو سراسر حق و صواب سمجہکر اسکی اعانت و تائید کرین - آیندہ کوئی مانے خواہ نمانے ہمارا کام صرف کہدینا ہے ؎

حافظ وظیفۂ تو دعا کردن است و بس ٭ دربند آن مباش کہ نشنید یا شنید

ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ

+ انما نزل اول ما نزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والنار حتى اذا ثاب الناس الى الاسلام نزل الحلال والحرام ولو نزل اول شيء لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابدا ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابدا - عن ابن عباس ان النبی صلعم بعث معاذا الى اليمن فقال ادعهم الى شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فان هم اطاعوا لذلك فاعلمهم ان الله قد فرض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة - (صحیح بخاری ۱۸۷ و ۱۸۸ وغیرہ)

حضرت عایشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے قرآن مین وہ سورہ نازل ہوئی جسپر وعدہ و وعید کا ذکر ہے جب لوگون نے اسلام کی طرف رجوع کیا تو احکام حلال و حرام کا نزول ہوا پہلے سے زنا و شراب کی ممانعت کا حکم آتا - تو لوگ نہ مانتے - اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل کو حضرت نے یمن کی طرف بہیجا تو یہہ فرمادیا کہ پہلے انکو شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیطرف بلا جب اسکو مان لین تو پانچ نمازون کا فرض ہونا بتلانا -

اصل سوم

(منجملہ اصول قسم اول)

نص (بالمعنی) چونکہ معنی اور دلالت (اپنا مطلب بتانے) مین ظاہر سے اقوی ہے لہذا حکم و عمل مین اس سے مقدم ہے"۔

تشریح

ایک مسئلہ کسی آیت یا حدیث کی ظاہری معنے سے ثابت ہو۔ اور اُسکا مخالف مسئلہ دوسری آیۃ یا حدیث کی نص سے ثابت ہو تو وہ (دوسرا مسئلہ) حکم و عمل مین مقدم ہوگا اور وہ جو ظاہری معنے آیۃ یا حدیث سے ثابت ہو وہ اُس کے مقابلہ مین لائق عمل و اعتبار نہوگا۔

تمثیل

ایک آیۃ مین محرمات (وہ عورتین جن سے نکاح حرام ہے جیسے مان بیٹی بہن پھوپھی [illegible] ان عورتون کے سوای اور سب بتیر حلال ہین جسکی ظاہری معنی یہ ہین کہ وہ عورتین خواہ شمار مین کتنی ہون (دس بیس یا زیادہ) حلال ہین۔

> حرمت علیکم امہتکم وبنتکم و [illegible] اخواتکم وعماتکم وخالاتکم الی قولہ تعالی واحل لکم ما وراء ذلکم - (نساء ع ۳)

دوسری آیۃ مین اُسکا خلاف کھولکر بیان ہوا ہے کہ تمکو دو دو - تین تین - چار چار عورتین (جو پسند آوین) حلال ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ چار سے زیادہ عورتون کو نکاح مین جمع کرنا حلال نہین ہے* اور چونکہ آیۃ بیان تعداد مین نص ہے کیونکہ اسی تعداد کا بیان اسمین مقصود ہے - اور پہلی آیۃ بیان تعداد

> وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث وربع (نساء ع ۱)

---

* یہ مقام تمثیل تفصیل دلائل کا محل نہین اسکی تمثیل کی دلیل مقاصد مسائل مین بتفصیل بیان ہوگی اور یہہ بات بخوبی ثابت کیجاییگی کہ داؤد ظاہری کی اتباع اور اس زمانہ کے بعض اہل اتباع

مین نص نہین صرف اُسکی ظاہر (یعنی تعداد مذکور نہونے) سے بے تعدادی سمجھی جاتی ہے لہذا یہہ دوسرا اس پہلی سے حکم مین مقدم ہے -

یہہ اصل سوم بہی مانا ہوا ہے اور اس مین کسیکو بحث و نزاع کی گنجایش نہین ہے - (گو کسی خاص مثال مین کوئی بحث و نزاع* کرے اور اُسکو اس اصل کی مثال نہ مانے) و معہذا اسکی تایید مین بعض کتب اصول کی عبارت پیش کیجاتی ہے - **مسلم الثبوت** مین ظاہر

> ثم الثانی اقوی من المقدم فیقدم عند التعارض مثاله قوله تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم - وقوله مثنی وثلث ورباع

ونص وغیرہ اقسام بیان کرکے کہا ہے کہ ثانی (نص) اول (ظاہر) سے اقوی ہے لہذا یہہ اس سے مقابلہ کے وقت مقدم ہے - اسکی مثالین خدا کا یہہ قول ہے "واحل لکم" الآیة اور یہہ قول "مثنی وثلث" الخ -

اہل اتباع جو اس (دوسری) آیۃ کو بیان تعداد مین نص نہین کہتے اور چار سے زیادہ عورتون کا نکاح جائز رکھتے ہین وہ فکر و تامل سے کام نہین لیتے - اور یہ خیال نہین کرتے کہ اس آیۃ مین دو دو یا تین تین - اور چار چار کہنے سے بیان عدد مقصود [illegible]

ایک نو عمر مصنف اپنے فارسی رسالہ مین لکھتے ہین کہ دو دو اور تین تین اور چار چار کہنے سے فائدہ یہہ ہے کہ ایک دفعہ کے نکاح

> فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع برمحاورہ عرب بار بار و ائمہ لغت مفید جواز نکاح دو دو و سہ سہ و چہار چہار در یک بار است و دران تعرض از برای مقدار عدد زنان نیست نہ دلیل بر مفارقت منکوحات زائد ثانیہ است -

مین دو اور تین اور چار عورتون کا جواز ثابت ہو ورنہ یہہ نہین سمجھتے کہ اس صورت مین اگر عدد اکثر (جیسے چار) سے عدد اقل (جیسے دو یا تین) کا جواز ثابت ہوتا ہے تو عدد اکثر کے ساتھ عدد اقل کا ذکر لغو و مہمل ٹہرتا ہے اگر یہہ چار کے ساتھ تین اور دو کا ذکر عبث و بیفائدہ بنتا ہو اور اگر عدد اکثر سے عدد اقل کا جواز ثابت نہین ہوتا [illegible] ایکدفعہ سے نکاح کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے اور آیۃ کا مطلب و مفاد یہہ بنتا ہے کہ اگر دو اور تین اور چار عورتون کو ایکدفعہ نکاح کرنا جائز ہے صرف ایک عورت سے نکاح جائز نہین ہے جس کا کوئی مسلمان قائل نہین -

* جیسے ظاہریہ کے اتباع اور اس زمانہ کے بعض اہل اتباع نزاع کرتے ہین جو اوپر بیان ہوئی

یہی دعوی **توضیح و تلویح** مین کیا گیا ہے اور تلویح مین صفحہ ۲۵ اس دعوی پر یہہ دلیل قائم کی ہے کہ

لان العمل بالاوضح والاقوی اولی و احری ولان فیہ جمعًا بین الدلیلین بحمل الظاهر مثلاً علی احتماله الاخر الموافق للنص مثاله قوله تعالی واحل لکم ما وراء ذٰلکم ظاهر فی حل ما فوق الاربع من غیر المحرمات - وقوله تعالی مثنی وثلاث ورباع نص وجوب الاقتصار علی الاربع فیعمل به (تلویح ۲۵)

کہ واضح تر اور قوی تر پر عمل کرنا زیادہ تر مناسب اور لائق ہے اور اسمین دو نو متعارض دلیلون ظاہر و نص مین تطبیق بھی پائی جاتی ہے مثلاً ظاہر کے ایسے معنے کیے جائیں جو نص کے موافق ہون اسکی مثال خدا تعالی کا یہہ قول ہے کہ تمپر ان محرمات کے سوا اور سب عورتین حلال ہین جو چار سے اوپر عورتون کی حلت مین ظاہر ہے اور یہہ قول خداوندی کہ تم دو دو - تین تین - چار چار - عورتین نکاح مین لاؤ جو چار پر بس کرنے مین نص ہے لہذا عمل اسپر ہوگا اور پہلی آیۃ کو اسکی تابع کیا جاویگا کہ اسمین ماسوای محرمات کے چار تک مراد ہین -

اصل ۱۲

(منجملہ اصول قسم اول)

ظاہر کی تاویل وہی مقبول ہے جو قریب ہو - اور تاویل بعید بلا ضرورت شدید لائق اعتبار نہین ہے - پھر تعیین تاویل کی لیئے یہ شرط ہے کہ اس تاویل کے مراد ہونے پر کوئی دلیل قائم ہو - صرف امکان و تجویز سے کوئی تاویل معین نہین ہو سکتی -

مسلم الثبوت مین کہا ہے - تاویل دو قسم ہے قریب وہ کسی قرینہ کے سبب ترجیح کی موجب ہو

التاویل منه قریب فیوجح المرجوح بمرجح ما ومنه بعید فلا یصار الیه الا بباعث قوی (مسلم الثبوت)

ہو سکتی ہے - اور بعید جسکی طرف بلا سبب قوی رجوع جائز نہین -

ارشاد الفحول و حصول المامول مین ہے تاویل کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ لغت یا استعمال

الفصل الثالث فی شروط التاویل الاول

یا عادت صاحب شریعت کے موافق ہو جو تاویل

ان یکون موافقا لوضع اللغة او عرف الاستعمال او عادة صاحب الشرع وکل تاویل خرج عن هذا فلیس بصحیح۔ الثانی ان یقوم الدلیل علی ان المراد بذلک اللفظ هو المعنی الذی حمل علیه اذا کان لا یستعمل کثیرا فیه

تاویل ان سے خارج ہو وہ صحیح نہیں ہے۔ دوسری شرط یہہ ہے کہ کوئی دلیل اسپر شاہد ہو کہ اس لفظ سے وہی تاویل مراد ہے یہ اس حالت میں ہے کہ وہ لفظ اکثر اس تاویلی معنی میں مستعمل نہوتا ہو۔

اصل پنجم

(منجملہ اصول قسم اوّل)

لفظ مشترک سے ایک وقت (یا ایک استعمال) مین اس کے سبھی معانی مراد لینا جائز نہین ہے۔ اور یہی امام **ابو حنیفہ** اور **کرخی** اور **ابو الحسن بصری** وغیرہ ائمہ کا قول ہے۔ **امام شافعی وغیرہ** قائل ہین کہ اسکے سبھی معانی کا مراد لینا جائز ہے امام شافعی وغیرہ کی **دلیل** خدا تعالی کا یہ **قول**

ان الله وملٰئکته یصلون علی النبی (احزاب ع ۷)
الم تر ان الله یسجد له من فی السموات ومن
فی الارض [illegible] والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر
والدواب (حج ۲۶)

ہے خدا اور اس کے فرشتے رسول کے لیے صلوٰة کرتے یا کہتے ہین جسمین صلوٰة سے رحمت اور استغفار [illegible] اور یہہ **قول** کہ خدا کے لیے جو آسمان و زمین میں ہے اور سورج چاند ستارہ پہاڑ درخت چوپائے سجدہ کرتے ہین جسمین سجدہ سے زمین پر پیشانی رکہنا اور خدا کے حکم مین مسخر ہونا دونو مراد ہین امام ابو حنیفہ اور ان کے موافقین **ان دلائل کا یہ جواب** دیتے ہین کہ ان آیات مین مشترک کے متعدد معنے مراد نہین بلکہ ایک ایسے عام معنے حقیقی یا مجازی مراد ہین جو ان سب معانی مین باشتراک معنوی پائے جاتے اور صادق آتے ہین۔ مثلاً صلوٰة سے اس آیۃ مین اظہار شرف مراد ہے جو رحمت الٰہی اور استغفار ملائکہ دونون مین پایا جاتا ہے۔ اور سجدہ سے اس آیۃ مین انقیاد مراد ہے جو انسانون مین زمین پر پیشانی رکہنے سے ظاہر ہوتا ہے اور باقی اشیا مین انکی حالت انقیاد ہے۔ اور **اپنی مذہب کی تایید** مین وہ یہہ **دلیل** پیش کرتے ہین کہ لفظ مشترک ایک ایک معنی کے لیے جداگانہ بنایا گیا ہے اور بوقت استعمال اس سے ایک ہی ایک معنی کا مراد ہونا قریب الفہم ہے

اس مذہب کی تایید کرنے والون نے اس دلیل کو مختلف پیرایون مین بیان کیا ہے جنکا بیان متعدد کتب متداولہ اصول **توضیح - تلویح - مسلم - محصول - شرح مغنی** - وغیرہ مین ہوا ہے اس مقام مین مسلم اور محصول کی نقل تقریر پر اکتفا کیا جاتا ہے -

مسلم الثبوت مین ہے مشترک سے اس کے سبھی معانی مراد لینے کو امام ابوحنیفہ و امام رازی و امام کرخی وغیرہ منع کرتے ہین - امام شافعی و امام مالک وغیرہ جائز رکھتے ہین مذہب عدم جواز پر اول دلیل یہہ ہے (جو مین بیان کرتا ہون (صاحب مسلم کا قول ہے) کہ لفظ کے ایک وقت استعمال مین دو معنی مفصل کا خیال مین لانا پڑتا ہے جو نا ممکن امر ہے دوسری دلیل یہہ ہے کہ لفظ مشترک سے ایک معنی معین کا مراد ہونا قریب الفہم ہے لہذا وہ اُسکی استعمال کے لیے شرط ہوا -

هل له عموم فمنع ابو حنیفة والامام الرازی والکرخی والبصری وابو علی الجبائی وابو هاشم وجوز الشافعی ومالك والقاضیان ابو بکر الباقلانی وعبد الجبار المعتزلی عمومه - لنا اولا علی ما اقول انه یلزم توجه الذهن فی آن واحد الی النسبتین الملحوظتین تفصیلا اذ لا مرجح وثانیا المتبادر ارادة احدهما [illegible] لغة فاحکم بظهوره فی المحل تحکم (مسلم الثبوت)

محصول مین مذاہب مذکورہ بیان کرنے کے بعد مذہب عدم جواز کی تایید مین کہا ہے کہ لفظ مشترک کا تنہا ایک ایک معنی کے لیے بنایا جانا اور امر ہے اور اکٹھی سب معانی کے لیے بنایا جانا اور ہے - لہذا اول سے امر دوم ثابت نہین ہوتا - اور جُدا جُدا معانی کو اکٹھا نہین کہا جاتا - یہہ ثابت ہوا تو اب مشترک سے اُسکی سبھی معانی مراد لینے والون سے ہم پوچھتے ہین کہ اس

وقبل الخوض فی الدلیل لابد من مقدمة وهی انه لیس یلزم من کون اللفظ موضوعا للمعنیین علی البدل ان یکون موضوعا لهما علی الجمع وذلك لانا نعلم بالضرورة المغایرة بین المجموع وبین کل واحد من افراده ولا یلزم ان یکون المجموع مساویا لکل واحد من افراده فی جمیع الاحکام لا یلزم من کون کل واحد من الشیئین مسمی باسم

کون مجموعهما مسمی به اذا ثبت هذه المقدمة
فالدلیل علی ما قلنا ان الواضع اذا وضع لفظا
لمفهومین علی الانفراد فاما ان یکون قد وضعه
مع ذلك للمجموع منهما او ما وضعه له فان قلنا
انه ما وضعه للمجموع فاستعماله لافادة المجموع
استعمال اللفظ فی غیر ما وضع له وانه غیر جائز
وان قلنا وضعه للمجموع فلا یخلو اما ان یستعمل
لافادة المجموع وحده او لافادته مع افادة الافراد
فان کان الاول لم یکن اللفظ مفیدا الا لاحد معنویاته
لان الواضع انما وضع تلك اللفظ بازاء امور ثلاثة
علی البدل واحدها ذلك المجموع فاستعمال اللفظ
فیه وحده [illegible]
وان قلنا انه مستعمل فی افادة المجموع و
الافراد علی الجمع فهو محال لان افادة المجموع
معناه ان التفاهم لا یحصل الا بهما وافادته
للمفرد معناه ان التفاهم یحصل بکل واحد منهما وحده
ذلك جمع بین النقیضین وهو محال فثبت ان اللفظ
المشترك من حیث انه مشترك لا یمکن استعماله
فی افادة مفهوماته علی سبیل الجمع المحصر

لفظ کو تنہا ایک ایک معنی کے لیے بنانے
کے وقت اکٹھی سبھی معانی کے لیے بھی بنایا
گیا ہے یا نہیں ؟ -
نہیں کہو تو اس سے اکٹھے سبھی معنے مراد
لینا غلط ہوگا - جب وہ بقول تمہاری اکٹھی
معنوں کے لیے بنایا ہی نہیں گیا تو
اس سے یہ معنی مراد لینا کیونکر صحیح
ہے -
ہے کہو تو اس صورت میں اس لفظ کے
معنے دو ہوئے تنہا ایک ایک اور اکٹھی سبھی پس
اکٹھے معنے اسکی بعض معانی ہوئی نہ کل
معانی [illegible] اور چونکہ اکٹھے معنی مراد لینے
کے وقت تنہا ایک ایک معنی مراد نہیں لیے
جا سکتے کیونکہ اکٹھا ہونا اور تنہا ہونا
دونو باہم مختلف و متناقض امر ہیں لہذا
اکٹھی معنے مراد لینے کے وقت ان دو معنون
سے ایک معنی مراد لیے گئے اس سے ثابت ہوا کہ
کہ اس لفظ سے اسکی سبھی معانی یکبارگی
مراد لینا ممکن ہی نہیں -

اصل ششم

(منجملہ اصل قسم اول)

یہہ ثابت ہوا کہ لفظ مشترک سے اس کے سبھی معانی مراد نہین لیے جاتے تو جو لفظ مشترک ایسی قرینہ (دلیل یا علامت) سے جس سے اس کے مرادی معنی سمجھ مین آسکین خالی ہوگا وہ مجمل کہلائیگا - اور جو لفظ قرینہ کے ساتھہ مستعمل ہوگا اس سے وہ معنی مراد سمجھے جائین گے جو قرینہ سے ثابت ہونگے" شارع کا کلام چونکہ ایسا مجمل نہین جسکا بیان وارد نہو لہذا شارع کے مشترک الفاظ مین تفحص و تامل سے کام لیا جائیگا پس جو معنے خود لفظ مشترک یا اس کے سباق کلام یا خارجے قراین سے مناسب مقام معلوم ہون وہ اس سے مراد لیے جائین گے - اس مشترک کو جسکے معنے قراین سے معلوم ہون ماول کہا جاتا ہے جیسا کہ ظاہر کو بھی جب کہ اسمین تاویل ہو ماول کہا جاتا ہے - ایسا ہی مشکل و مجمل کو جب انکا اشکال و اجمال دور ہو - اس مسئلہ کو کتاب محصول مین بہ تفصیل و دلیل بیان کیا ہے ہم اسمقام مین کتاب مسلم الثبوت کی اجمالی بیان پر اکتفا کرتے ہین ہے مسلم مین کہا ہے لفظ مشترک قرینہ سے خالی ہو تو مجمل ہے مگر امام شافعی اور ان کے اتباع کے نزدیک (کہ وہ اس سے [illegible] ہین) اور اگر اُسکے ساتھہ ایسا قرینہ ہو جو کوئی خاص معنے بتاوے تو اُس سے وہی معنی مراد ہونگے اور اگر وہ معین معنے نہ بتادے تو پھر وہ مجمل کہلائیگا اور اگر قرینہ اکثر معنے بتادے تو پھر شافعی کے نزدیک وہ ان سب معانی پر محمول ہوگا - اوروں کے نزدیک مجمل کہلائیگا - اور اگر وہ قرینہ بعض معانی کا مراد نہونا بتاوے تو وہ لفظ باقی معنی پر اگر وہ ایک معین ہو محمول ہوگا - ورنہ پھر مجمل رہیگا اور اگر وہ سبھی معانی کو بیکار ٹھیرائے تو پھر وہ کسی مجازی معنے پر جو غالب ہون محمول ہوگا - مجازی معنی سبھی یکسان

> المشترک ان تجرد عن القرینۃ فمجمل الا عند
> [illegible]
> اما لواحد معین فیحمل علیہ او غیر معین فمجمل او
> لاکثر فیحمل علیہ عند المجوز و عند المانع
> مجمل او قرینۃ الالغاء اما للبعض فیحمل علی
> الباقی ان کان واحدا معینا و الا فمجمل الا
> عند المجوز و اما للکل فیحمل علی المجاز الراجح
> فان تساوت المجازات بقی الاجمال -
> (مسلم الثبوت)

ہون تو پہر وہ مجمل رہیگا -

یہہ عام لوگون کے مشترک الفاظ کی تفصیل ہے - اور خاص کر شارع کے مشترک الفاظ کا حکم جامہ کتب اصول مین وہی بیان ہوا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے

شرح مغنی مین کہا ہی مشترک کا حکم یہہ ہے کہ اسمین مستدل توقف کری جب تک

وحکمه التوقف ای اذا لم تکن قرینة جلیة
بشرط التامل لیترجح بعض وجوهه لئلا
یلزم تعطیل النص اعلم ان رجحان بعض وجوه
المشترک قد یکون بواسطة التامل فی صیغته
وقد یکون بالتامل فی سباقه وقد یکون بالتامل
فی غیره الی ان فصله ومثاله - ثم قال ولکل او
ما یرجح من المشترک × × اعلم ان کونه من المشترک
[illegible]
من حیث الظاهر بدلیل غیر مقطوع به من المجمل
والمشکل والخفی فماول ایضا × × × وایضا کما
یطلق الماول علی ما یرجح بعض وجوهه بالرای
یطلق علی ما یرجح ذلک بخبر الواحد فحینئذ
یکون مراده من قوله بغالب الرای ای لیلا توجب
غلبة الظن - (شرح مغنی)

کوئی واضح قرینہ نہ پاوی اور اسمین تامل
کام مین لاتا رہے تاکہ بعض معانی کو غلبہ پیدا
ہو - یہ اس لیے کہ شارع کا کلام بیکار
نہ رہے - تو یہہ بہی جان لے کہ مشترک
کے بعض معانی کبہی تو خود اسی لفظ مین
غور کرنے سے معلوم ہوتے ہین کبہی
اس کے لفظ ماقبل مین کبہی اس سے
[illegible] ہین - پہر ان تینون اقسام
کی تفصیل کرکے کہا ہے ماول وہ مشترک
لفظ ہے جس کے بعض معانی کو غلبہ حاصل
ہو اور کہا ہی یہہ بہی جان رکھہ کہ ماول
مشترک ہی نہین ہوتا - بلکہ مجمل
ومشکل وخفی سے اگر سننے والے کو ظنی
دلیل سے متکلم کی مراد معلوم ہو تو یہہ الفاظ بہی
ماول کہلاتے ہین - ایسا ہی جسکے بعض معانی ایک ر[illegible]کی حدیث سے معلوم ہون
وہ بہی ماول کہلاتا ہے -

اصل ہفتم

(منجملہ اصول قسم اول)